عمران سیریز

مخلص دشمن

ایچ اقبال

FLOXA

AP

REMA

OUTS

OVERA

Diseas
organis

URINA

Escher
Serratia
Pseudo
Klebsie

PULMON

Streptoc
Haemop
Pseudon

OVERALL

Urinary T
Pneumon

OVERALL

عمران سیریز

مخلص دشمن

مکمّل ناول

ندیم

ایچ اِقبال

خیّام پبلشرز

چوک اُردو بازار۔ لاہور ۲

med and Uploaded By Muhammad Na

پیش لفظ

لیجئے "مخلص دشمن" پیش ہے یہ ایک ایسی کہانی ہے جسے آپ مدتوں تک فراموش نہیں کر سکیں گے۔ اس مرتبہ عمران کا سابقہ ایک ایسے دشمن سے پڑا ہے جو کہ انسانیت کا ہمدرد ہے اور امن کا پیامبر ہے۔ وہ امن کے لئے کشت و خون سے بھی گریز نہیں کرتا۔ انجمن پرستاران حق ایک مذہبی جماعت جس نے نہایت مختصر عرصے میں مقبولیت حاصل کر لی۔ آخر کس طرح..... یہ معمہ جب عمران کے سامنے آیا وہ بھی ایک لمحے کے لئے حیران ہو گیا۔ ڈاکٹر افغانی جو ملک کے لئے ایٹم بم کی تیاری میں مصروف تھا۔ وہ امن کے پیامبر کی بدولت اغوا کر لیا گیا۔ اس کو برآمد کرنے کی ذمہ داری عمران نے اٹھائی۔ بیگم ضیائی ملک کے معروف اخبار "نوائے شرق" کی چیف ایڈیٹر مذہبی جماعت کی رکن بن گئی۔ اس نے اپنے اخبار کے دفتر کو آگ لگا دی کیوں.....؟ سیکرٹ سروس کے رکن ہر قسم کا کلیو لگانے میں ناکام رہ گئے تو ایکسٹو خود میدان میں کود پڑا۔ بن عقرب اور عمران

Scanned and Uploaded By Muhammad Nad

کے ٹکراؤ کی دلچسپ داستان جسے آپ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

ماڈل ٹاؤن لاہور سے مسز ساجد سنبل صاحبہ نے لکھا ہے "آپ کے گذشتہ دونوں ناول پڑھے۔ یقین مانئے کہ بے حد محظوظ ہوئی۔ ایچ اقبال صاحب ایک معروف مصنف ہیں۔ ماضی میں ان کی پرمود سیریز نے اپنا لوہا منوایا ہے امید ہے کہ عمران سیریز کے میدان میں بھی وہ جلد ہی نمایاں مقام حاصل کریں گے"۔

گلشن راوی لاہور سے وقاص الیاس صاحب لکھتے ہیں "چوٹ پر چوٹ کا پلاٹ قدرے مختلف تھا اور سسپنس سے بھرپور تھا۔ اس طرح کے ناول لکھنا واقعی ایچ اقبال صاحب کا کام ہے۔ میں نے پہلے کبھی ان کی تحریر نہیں پڑھی تھی یہ اتفاق پہلی مرتبہ ہوا اور میرا خیال ہے یہ اتفاق نہایت شاندار تھا۔ آپ اپنے ناولوں کو ایک مقررہ تاریخ پر شائع کیا کریں۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ کب ان کے ناول دستیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ کے ناولوں میں لفظی غلطیاں ابھی موجود ہیں۔ ان کی اصلاح کریں تاکہ پڑھنے کے دوران کوفت نہ محسوس ہو"۔

وقاص الیاس صاحب! رائے بھیجنے کا نہایت شکریہ۔ آپ نے جس خامی کی نشاندہی کی ہے اس کی اصلاح کی جا رہی ہے انشاء اللہ آئندہ ناول اس قسم کی خامیوں مبرا ہوں گے۔

ناشر

دیکھتے ہی دیکھتے مرنی روڈ کی عمارت سے شعلے بلند ہونے لگے۔ "آگ آگ" کا شور گویا اُبل پڑا۔ لوگ بے تحاشا اس عمارت کی طرف دوڑنے لگے، لیکن عمران اس عمارت سے کچھ فاصلے پر کھڑا دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹ رہا تھا۔

"ارے ارے! یہ کیا؟" جولیا بوکھلا گئی۔

لیکن عمران بہ دستور اپنا سر پیٹتا رہا۔ وہ کچھ بڑبڑاتا بھی جا رہا تھا۔ اس کی بڑبڑاہٹ واضح طور پر جولیا کی سمجھ میں نہ آ سکی تھی۔ لیکن جو دو چار لفظ سنائی دیے ان سے یہ اندازہ ہو گیا کہ وہ کیپٹن فیاض کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔

"کیا تم واقعی پاگل ہو چکے ہو؟" جولیا نے جھنجلا کر کہا۔ "یہاں کیپٹن فیاض کہاں ہے؟"

"ہائے میں لٹ گیا۔" عمران نے اس بار اپنے سینے پر دو ہتھڑ چلائے۔ "میں برباد ہو گیا، تباہ ہو گیا۔"

"کیا یہ عمارت تمہاری ہے؟" جولیا نے آتش زدہ عمارت کی طرف دیکھ کر استعجابیہ انداز میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"عمارت تو میرے باپ کی بھی نہیں ہے۔ ہائے!" عمران کراہا۔

جولیا منہ بنا کر رہ گئی۔ اس وقت عمران سے اس کی ملاقات اتفاقاً" ہی ہو گئی تھی۔ وہ شاپنگ کے لئے مرنی روڈ پر آئی تھی۔ عمران کو ایک جگہ کھڑا دیکھ کر رک گئی پوچھا کہ وہ وہاں کھڑا ہے؟ جواب ملا کر منگیتر کا انتظام کر رہا ہوں۔

"تمہارے فرشتوں کی بھی منگنی ہوئی ہے کبھی" جولیا نے کہا۔

"اس کے بارے میں تو مجھے کچھ علم نہیں۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ پھر اسی وقت اس عمارت سے شعلے بلند ہونے لگے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ فیاض کو گالیاں دینا شروع کر دی تھیں اور جولیا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک عمران کا دماغ کیوں خراب ہو گیا۔

اس عمارت سے اب بھی شعلے بلند ہو رہے تھے اور لوگوں کا ہجوم بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پھر دائیں جانب والی سڑک کی طرف سے فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دیے.... ہجوم کائی کی طرف پھٹتا چلا گیا اور گاڑیاں ٹھیک اسی عمارت کے سامنے جا رکیں۔

آتش زدہ عمارت کے اوپر فضا میں دھویں کا بادل سا بن گیا تھا۔

"ہا...." عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "کیا خوب کہا' کسی شاعر نے.... اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کی موم بتی سے۔"

لیکن جولیا نے عمران کی اس بکواس پر دھیان ہی نہیں دیا۔ وہ اس

عمارت کی طرف دیکھ رہی تھی جس کے شعلے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے فائر بریگیڈ کے آدمیوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔

"میرا خیال ہے اس عمارت میں 'نوائے شرق' کا دفتر ہے" جولیا بولی۔

"یہی تو رو رہا ہوں۔" عمران اپنی رانوں پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "اب میں کونسا اخبار پڑھا کروں گا۔ ہائے میرے نوائے شرق! کتنے ظالم ہیں تیرے بانی ٹھیک ہی تو کہا تھا کنفیوشس نے کہ.... کہ.... مارکٹائی مر جانا.... پر انکھیاں کسی سے لڑانا نہ"۔

"کیا بک رہے ہو؟" جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اللہ" عمران نے کہتے ہوئے اس طرح اپنا پیٹ پکڑ لیا جیسے اچانک مروڑ اٹھنے لگے ہو۔

اسی وقت جولیا نے پولیس کی دو تین گاڑیوں کو اس عمارت کے سامنے رکتے دیکھا۔ گاڑیوں میں سے پولیس اترتی نظر آئی۔ درمیانی فاصلہ اتنا تھا کہ جولیا کو ان لوگوں کے نقوش دکھائی نہیں دیے' لیکن ایک آدمی کے بارے میں شبہ ہوا تھا کہ فیاض ہو گا۔

"ہائے" عمران پھر کراہا۔ "اب آئے ہو' جب چڑیاں کھا گئیں ریت۔"

جولیا اسے گھورنے لگی' پھر بولی۔ "کیا تم کسی خاص چکر میں ہو؟"

"ہاں۔" عمران نے مغموم انداز میں کہا۔ "شادی کی بات طے کرنی تھی' لیکن فیاض نے دیر کر دی۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جولیا اس جواب پر بھنا گئی۔

"جہنم میں جاؤ۔" اس نے سر جھٹک کر کہا اور آگے بڑھ گئی۔

عمران نے اسے ہجوم میں روپوش ہوتے دیکھا۔

آتش زدہ عمارت پر پانی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ شعلے اب مدھم پڑتے جا رہے تھے۔ عمران یاس انگیز نظروں سے عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔

آگ پر بہت جلد قابو پالیا گیا تھا' لیکن عمران بڑبڑایا۔ "اب کیا ہو گا؟" پھر وہ ایڑیوں پر دوسری طرف گھوما اور چل پڑا۔ کچھ ہی فاصلے پر اس کار کھڑی تھی۔

دس منٹ میں وہ گھر پہنچ گیا۔ پہنچتے ہی فون پر رحمان صاحب کی نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف گھنٹی بجی پھر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "ہیلو رحمان اسپیکنگ"

"ایکسٹو۔" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"فرمایئے" رحمان صاحب کے لہجے میں نہ جانے کیوں عجیب سی سختی تھی۔

"آپ نے فیاض کو کب روانہ کیا تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"ٹھیک دس بج کر چالیس منٹ پر۔"

"اگر اس نے کال ہونے کا ثبوت نہ دیا ہوتا تو زیادہ سے زیادہ گیارہ بجے نوائے شرق کے دفتر پہنچ جاتا' لیکن وہ گیارہ بیس پر وہاں پہنچا تھا۔"

"اوہو" رحمان صاحب اور کچھ بولے۔

عمران کہتا رہا۔ "اور ٹھیک گیارہ بج کر دس منٹ پر نوائے شرق کے دفتر میں آگ لگ چکی تھی۔ سب کچھ خاک ہو گیا۔ مجھے پھر نئے سرے سے محنت کرنا پڑے گی اور ایسا محض اس لئے ہو گا کہ آپ کے محکمے میں کیپٹن فیاض جیسے کاہل الوجود افسران ہیں۔ امید ہے کہ آپ میری اس صاف گوئی کو زیادہ محسوس نہ کریں گے۔"

عمران نے رحمان صاحب کا جواب سنے بغیر ریسیور رکھ دیا۔

"صاحب" ایک آواز سن کر عمران مڑا۔

دروازے میں سلیمان کھڑا تھا۔ "چائے لاؤں صاحب؟"

"یہ چائے کا وقت ہے؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"چائے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا صاحب"۔ سلیمان نے محققانہ انداز میں کہا۔ "جب مل گئی یا جب جی چاہا پی ڈالی' اور وہ بھی اتنے کم دودھ کی کہ دیکھ کر جوشاندہ یاد آ جائے۔ پہلے زمانے میں تو خوب دودھ ڈال کر پی جاتی تھی۔ اب تو زیادہ دودھ کی چائے پینا آؤٹ آف ایٹی ایٹ ہو گیا ہے۔"

"ہائیں" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "یہ ایٹی ایٹ کیا ہوتا ہے؟"

"مطلب تو معلوم نہیں صاحب لیکن ایسے ہی موقعوں پر استعمال ہوتا ہے۔" سلیمان نے سادگی سے جواب دیا۔

"ابے تجھے انگریزی کا ہیضہ ہو گیا ہے"۔ عمران سر پیٹ کر بولا۔ "وہ ایٹی ایٹ نہیں.... ایٹی کیٹ ہے۔"

"ہو گا صاحب"۔ سلیمان نے اکتا کر کہا۔ "ایٹی کیٹ ہو یا سی اے ٹی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کیٹ ہو۔ مجھے تو ایٹی ایٹ یاد رہا تھا۔ وہ بھی اس لئے کہ یہ ایک شراب کا نام ہے۔ ارے ہاں! میں تو باتوں میں بھول گیا۔ آپ کو ایک بات بتانے آیا تھا۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی یہ وہ فون تھا جس پر صرف ایکسٹو کی کال وصول کی جاتی تھی۔

عمران نے ریسیور اٹھایا۔ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ایکسٹو۔"

"جناب میں صفدر ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ آپ کو تین مرتبہ رنگ کیا تھا' لیکن جواب نہیں ملا بس گھنٹی بجتی رہی تھی۔"

"ہوں۔ کیا بات ہے؟"

"نوائے شرق کے دفتر میں آگ لگ گئی۔"

"یہ اطلاع میرے لئے پرانی ہو چکی ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ آگ پر قابو پا جا چکا ہے یا نہیں؟"

"قابو تو پالیا گیا ہے۔ مقصد یہ کہ آگ اب بڑھ نہیں رہی ہے' لیکن ابھی اسے سرد نہیں کیا جا سکا۔"

"جب اسے مکمل سرد کر دیا جائے تو مجھے رپورٹ دینا کہ وہاں کچھ بھی یا نہیں۔" عمران نے کہا۔ "بیگم ضیائی کے بارے میں تم نے کچھ نہیں بتایا۔"

"جب آگ لگی ۔ تو وہ چیختی ہوئی باہر نکلی تھی اور قریب کے فون بوتھ تک دوڑی چلی گئی تھی۔ شاید اس نے وہاں سے فائر بریگیڈ اسٹیشن

کو فون کیا تھا۔ اس وقت میں آپ کو اسی بوتھ سے فون کر رہا ہوں۔"

"اب وہ کہاں ہے؟"

"ممکن ہے وہ یہیں ہو' لیکن میں نے اسے دیکھا نہیں۔"

"میں نے تمہارے سپرد اس کی نگرانی کی تھی۔" عمران نے کہا۔

"جج.... جی ہاں جناب.... لیکن.... ہجوم اتنا بڑھ گیا تھا کہ میں اس پر نظر نہ رکھ سکا۔ آپ نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ نگرانی دور ہی سے کروں۔ اگر اس کے قریب رہا ہوتا تو وہ ہجوم میں غائب نہ ہو پاتی۔"

"اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرو' اور جب آگ بجھا دی جائے تو مجھے رپورٹ دینا۔"

"بہت بہتر۔"

عمران نے ریسیور رکھ دیا' پھر سلیمان کی طرف مڑ کر بولا۔ "ہاں اب بتا کیا بات ہے۔ کیا بتانے آیا تھا؟"

"یہ بتانے آیا تھا صاحب کہ اس فون کی گھنٹی تھوڑے تھوڑے وقفے سے تین مرتبہ بجی تھی۔"

"کیوں بجی تھی؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"جی.... صاحب" سلیمان ہکا بکا رہ گیا۔

"میں پوچھتا ہوں' کیوں بجی تھی؟" عمران دہاڑا۔ "اب کے بجی تو میں تیری کھوپڑی بجا ڈالوں گا۔ سمجھا بھاگ یہاں سے۔"

سلیمان فوراً" ہی کھسک گیا۔ شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کی کھوپڑی پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گری چڑھ گئی ہے۔ ایسی صورت میں وہاں رکنا خطرے سے خالی نہ تھا۔

سلیمان کے چلے جانے کے بعد عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ وہ جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔ آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی معلوم ہونے لگی تھیں۔

○☆○

بلیک زیرو ایم' ایس' سی تھا لہٰذا جب پروفیسر افغانی کے لیے لیبارٹری اسسٹنٹ کی ضرورت کا اشتہار اخبار میں آیا تو عمران نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ یہ جگہ حاصل کرنے کے لئے اپنی آخری کوشش بھی بروئے کار لے آئے۔

انٹرویو میں بلیک زیرو کے ساتھ پانچ آدمی تھے' لیکن ان چاروں میں سے کوئی بھی بلیک زیرو کی ذہانت کا مقابلہ نہ کر سکا۔ بلیک زیرو کی شخصیت بھی ان سب میں نمایاں تھی۔ پروفیسر افغانی نے اسے منتخب کر لیا۔

آج بلیک زیرو کو اس ملازمت میں آئے تیسرا دن تھا۔ شام ہو چکی تھی۔ رات کے سیاہ عفریت نے اپنے پر پھیلانا شروع کر دیے تھے۔ بلیک زیرو بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ سگریٹ کا آخری کش لے کر اس نے اسے ایش ٹرے میں ڈالنے کی بجائے فرش پر پھینک کر جوتے سے رگڑ دیا' پھر اسکی نظریں برابر والے کمرے کے دروازے پر جم گئیں۔ وہ کمرہ پروفیسر افغانی کا تھا۔ بلیک زیرو نے اپنی کلائی سے کوٹ کی آستین سرکا کر گھڑی میں وقت دیکھا۔ سات بج چکے تھے۔ اس نے ایک طویل سانس

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لی۔ وہ ٹہلتے ٹہلتے تھک گیا تھا آخر پھر اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔

پروفیسر افغانی کو کمرے میں بند ہوئے دس گھنٹے ہو چکے تھے۔ صبح اس نے بلیک زیرو سے کہا تھا۔ "آج مجھے ایک خاص کام ختم کرنا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ کوئی بھی میرے کام میں حارج نہ ہو۔" اور پھر اس نے اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیا تھا۔

جب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو بلیک زیرو اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دوپہر کا کھانا وہ ساتھ ہی کھاتے تھے۔ پروفیسر میں افسرانہ شان بالکل نہیں تھا۔ گزشتہ تین دن میں بلیک زیرو سے اس کا رویہ انتہائی مشفقانہ رہا تھا۔ اس نے خود ہی بلیک زیرو سے کہا تھا کہ وہ دوپہر کا کھانا اس کے ساتھ ہی کھایا کرے۔ بلیک زیرو اس کے رویے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ اس نے ایسے لوگوں کو زیادہ تر مغرور اور چڑچڑا پایا تھا جن کی شخصیتیں کسی معاملے کی وجہ سے اہم ہوتی تھیں' لیکن پروفیسر افغانی میں ایسی کوئی بات نہیں تھی حالانکہ وہ بین الملکی شہرت کا مالک تھا۔ لوگ اس کا نام بھی بڑی عزت سے لیتے تھے وہ ملک کے چوٹی کے سائنس دانوں میں بھی اپنے لئے ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ اس نے کچھ ایجادات بھی کی تھیں اور آج کل وہ ایٹم بم بنانے کی کاغذی تیاریوں میں مصروف تھا۔

وہ دونوں ساتھ ہی کھانا کھاتے تھے اس لئے بلیک زیرو اس کا انتظار کرتا رہا' لیکن شام ہو گئی اور پروفیسر کمرے سے نہیں نکلا۔ بلیک زیرو نے ایک بار سوچا کہ اکیلا ہی کھا لے' لیکن پھر اس خیال سے رک گیا کہ اس

دوران میں اگر پروفیسر کمرے سے نکل آیا تو برا مانے گا لیکن پروفیسر اس قسم کا آدمی نہیں تھا جو اتنی سی بات کا برا مانتا۔ بس یہ احساس ہی تھا بلیک زیرو کا جس نے اس کا کباڑا کر دیا۔ شام تک آیتیں قل ہو واللہ پڑھتی رہیں۔

اچانک اسے ایک خیال آیا۔ایسا خیال جس نے اس کے اعصاب میں کھنچاؤ پیدا کر دیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پروفیسر کو کچھ ہو گیا ہو۔

عمران نے بلیک زیرو کو اسی لئے وہاں لگایا تھا کہ وہ پروفیسر کی حفاظت کرے۔ عمران نے کہا تھا۔ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا ملک ایٹم بم بنانے میں کامیاب نہ ہو سکے اس لئے اس بات کا امکان تھا کہ پروفیسر افغانی کو کسی سازش کا شکار بنانے کی کوشش کی جاتی۔

ان خیالات کے آتے ہی بلیک زیرو بے تاب ہو گیا۔ بے تابی کے عالم میں تیزی سے چلتا ہوا وہ پروفیسر افغانی کے کمرے میں دروازے پر پہنچ گیا۔ انداز ایسا ہی تھی جیسے ایک ہی ٹکر میں دروازہ توڑ کر اندر گھس جائے گا لیکن دوودازے ہی پر ٹھٹک کر رک گیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ اگر پروفیسر اپنے کام میں مصروف ہوا تو شاید اسے بلیک زیرو کی دخل اندازی کھل جائے گی۔ یہ سوچ کر بلیک زیرو دروازے سے پلٹ آیا۔ کرسی پر بیٹھے کے بعد دروازے کی طرف دیکھنے لگا ذہن میں بے شمار خیالات آ جا رہے تھے۔ کبھی وہ سوچتا' پروفیسر پر نہ جانے کیا گزری جو وہ اب تک کمرے سے نہیں نکلا اور کبھی سوچتا کہ خواہ مخواہ پریشان ہونے سے کوئی فائدہ نہیں' پروفیسر محفوظ ہی ہو گا۔بھلا بند کمرے میں کون پہنچ سکتا ہے۔ صبح سے اب تک کمرے کا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دروازہ اس کے سامنے ہی رہا تھا' لیکن اچانک بلیک زیرو کا دماغ پھر قلا بازی کھا گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ سازش کرنے والے اپنے شکار کو تہ خانوں میں بھی نہیں چھوڑتے' پروفیسر تو ایک بند کمرے میں ہی تھا' اور اس کی دوسری طرف ایک کھڑکی کی بھی تھی۔ مانا کہ پروفیسر اس کو ہر وقت بند رکھا تھا' لیکن کبھی کبھی تازہ ہوا حاصل کرنے کے لئے کھول بھی لیتا تھا۔ شاید آج بھی اس نے کھڑکی کی کھولی ہوا اور سازش کرنے والوں کو ایک سنہرا موقع ہاتھ آ گیا ہو' وہ اس کھڑکی سے کمرے میں داخل ہو گئے ہوں۔ پروفیسر اپنے کام میں اس درجہ منہمک رہنے کا عادی تھی کہ اسے ماحول کی خبر نہیں رہتی تھی۔ ایسی صورت میں سازش کرنے والوں اس کو بڑی آسانی سے ختم کر سکتے تھے۔

بلیک زیرو سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا' پھر وہ اس وقت چونکا جب تاریکی گہری ہو چکی تھی۔ اس نے اٹھ کر کمرے میں بتی جلائی اس کے بعد ایک بار پھر کمرے کے دروازے تک گیا۔ دستک دیتے ہوئے وہ اب بھی جھجک رہا تھا۔ وہ تھوڑا سا جھکا اور دروازے سے کان لگا دیے۔ اب وہ اندر کی آوازیں سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اسے کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دی۔ کمرے کے اندر بالکل سناٹا چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو کو پھر وسوسوں نے آگھیرا۔ دروازے میں کوئی معمولی سی جھری بھی نہیں تھی جس سے کمرے میں جھانکا جا سکتا۔

آخر ہمت کر کے بلیک زیرو نے کمرے کے دروازے پر دستک دینے کا

فیصلہ کر لیا' لیکن ابھی اس نے فیصلہ کیا تھا کہ قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ بلیک زیرو چونک پڑا۔ قدموں کی آہٹ بیرونی دروازے والی راہ داری میں سنائی دے رہی تھی۔ بلیک زیرو جلدی سے اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔

اس دروازے پر چق پڑی ہوئی تھی۔ آہٹ دروازے ہی پر آ کر رکی۔ چق پر ایک سایہ نظر آیا۔ بلیک زیرو کی نظریں اسی طرف تھیں۔ چق ہٹی اور آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ پروفیسر سلیمان تھا۔ پروفیسر افغانی کے ساتھ کام کرنے والوں میں سے ایک! وہ اس عمارت کے دوسرے کمرے میں بیٹھا کرتا تھا۔

"پروفیسر ابھی تک مصروف ہیں۔" بلیک زیرو کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"اوہ!" پروفیسر سلیمان کی نظریں پروفیسر افغانی کے کمرے کے بند دروازے تک گئیں اور پھر بلیک زیرو کے چہرے پر لوٹ آئیں۔ "وہ کب سے مصروف ہیں؟"

"صبح سے اب تک کمرے میں سے نہیں نکلے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ!" پروفیسر کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھرے "اتنی دیر تک کام کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ میں پروفیسر کو کئی بار سمجھا چکا ہوں۔ خیر! اچھا تو میں جا رہا ہوں.... خدا حافظ" وہ ہاتھ ملا کر واپس چلا گیا۔

پروفیسر افغانی کے بعد اس عمارت میں کام کرنے والوں میں بلیک زیرو کو سلیمان ہی کی شخصیت نے متاثر کیا تھا۔ اس کے چلے جانے کے بعد بڑھا'

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لیکن ابھی اس نے تیسرا قدم نہیں اٹھایا تھا کہ دروازہ کھلتا ہوا نظر آیا۔ بلیک زیرو اس طرح ٹھٹھک کر اپنی جگہ پر رکا۔ جیسے اسے کوئی بہت ہی حیرت انگیز شے دکھائی دے گئی اور پھر غیر ارادی طور پر اس نے اطمینان کی طویل سانس لی۔

پروفیسر افغانی دروازے میں کھڑا مسکراتا ہوا بلیک زیرو کی طرف دیکھ رہا تھا... اس کی آنکھیں میں سرخی آ گئی تھی۔ بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ کوٹ جسم پر نہیں تھا اور ٹائی کی ڈھیلی ناٹ گلے میں جھول رہی تھی۔ چہرے کی پژمردگی تھکن کا اظہار کر رہی تھی۔

"پروفیسر" بلیک زیرو کے ہونٹوں سے اتنی مدھم آواز نکلی جسے خود اسی نے سنا تھا۔

"آج تم کافی بور ہو گئے ہو گے۔" پروفیسر بولا۔

"نن... نہیں تو..." بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔ "لیکن میں دوپہر سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"دو متضاد باتیں کہی ہیں تم نے" پروفیسر مسکرایا۔ "ایک طرف تو تم میری بات کا جواب نفی میں دے رہے ہو' لیکن پھر یہ بھی کہہ رہے ہو کہ تمھیں دوپہرے سے میرا انتظار ہے۔ بھلا یہ متضاد بات کیوں؟"

بلیک زیرو جھینپ گیا' پھر بولا۔ "دراصل خالی معدے نے ذہن میں بھی بھونچال پیدا کر رکھا ہے۔"

"کیا!" پروفیسر چونکا اور پھر حیرت سے بولا۔ "کیا تم نے اب تک کھانا

نہیں کھایا؟"

"آپ کے بغیر کیسے کھاتا؟"

"لاحول ولاقوۃ.... بھئی میں تم سے معافی چاہتا ہوں' جب مجھے دیر ہو گئی تھی تو تمہیں کھا لینا چاہیے تھا میں تو جب کام میں مشغول ہوتا ہوں تو کسی چیز کا ہوش رہتا ہے نہ کسی کا خیال خیر میں اس کی تلافی کرنے کی کوشش کروں گا۔ ابھی شہر میں چل کر کسی شان دار ہوٹل میں ڈنر کھائیں گے۔ میں ذرا منہ ہاتھ دھو لوں۔"

پروفیسر نے تیار ہونے میں صرف پندرہ منٹ لگائے۔ پھر وہ دونوں اس عمارت سے نکل کر پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھے جہاں پروفیسر کی شان دار بیوک کھڑی ہوئی تھی۔

اٹیمک انرجی کمیشن کی یہ دو منزلہ عمارت شہر سے بیس میل دور ایک ویرانے میں بنائی گئی تھی۔ وہاں ہر وقت ملٹری پولیس کا پہرا رہتا تھا اور جب سے پروفیسر افغانی نے ایٹم بم بنانے کی تیاریاں شروع کی تھی' اس وقت سے ایک ملٹری آفیسر کو اس کی حفاظت کے لئے مامور کیا جا چکا تھا۔ وہ ہر وقت سائے کی طرح پروفیسر افغانی کے ساتھ لگا رہتا تھا۔ اگر پروفیسر نے اعتراض نہ کیا ہوتا تو وہ آفیسر کمرے کے اندر بھی پروفیسر کے ساتھ رہتا۔

جیسے ہی پروفیسر کی گاڑی پارکنگ شیڈ سے نکلی' ویسے ہی وہاں کھڑی ہوئی ایک موٹر سائیکل کا انجن بھی اسٹارٹ ہوا۔ اس موٹر سائیکل پر وہی ملٹری آفیسر سوار تھا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"اس پہرے داری سے مجھے بڑی الجھن ہوتی ہے۔" پروفیسر منہ بنا کر بڑبڑایا۔

"لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتظام ہونا ہی چاہیے تھا۔"

"تم بھی ایسا سمجھتے ہو۔"

"کیوں نہ سمجھوں پروفیسر اس وقت آپ ملک کے لئے ایک اہم ترین کام سرانجام دے رہے ہیں۔ خدانا خواستہ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا ہے تو ملک کے لئے ایک عظیم سانحہ ہو گا۔"

پروفیسر کچھ نہ بولا۔ بلیک زیرو نے محسوس کیا کہ اچانک پروفیسر کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا ہے۔ کار فراٹے بھرتی رہی اسے پروفیسر کا ڈرائیور چلا رہا تھا۔

کار کی ہیڈ لائٹس میں تارکول کی چکنی طویل اور سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی سڑک پر دور تک ویرانی ہی ویرانی نظر آ رہی تھی۔ سڑک کی بائیں جانب اونچے نیچے ٹیلے تھے اور دائیں طرف ایک وسیع و عریض میدان پھیلا ہوا تھا۔ چاندنی اسے دور دور تک منور کیے ہوئے تھی۔ بلیک زیرو کھڑکی سے اسی طرف جھانکنے لگا۔

کار کے پیچھے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ موٹر سائیکل بھی دوڑی چلی آ رہی تھی۔ وہ اتنی قریب تھی کہ اس کی ہیڈ لائٹس نے کار کے اندرونی حصے کو بھی روشن کر رکھا تھا۔

○☆○

کیپٹن فیاض سٹ سمٹایا سرجھکائے کھڑا تھا اور رحمان صاحب کی قہر آلودہ نظریں اسے گھور رہی تھی۔

اچانک رحمان صاحب نے میز پر زور سے گھونسا مارا اور فیاض اس طرح اچھل پڑا جیسے وہ گھونسا میز کی بجائے اس کے سر پر پڑا ہو

رحمان صاحب نے میز پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔ "میں پوچھتا ہوں اگر پولیس کی گاڑی کا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا تو اسے ٹھیک کروانے میں وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی کیا تم کوئی ٹیکسی نہیں کر سکتے تھے؟"

فیاض خاموش کھڑا رہا۔ غلطی تو کر ہی چکا تھا' اب جواب کیا دیتا۔

"بولو" رحمان صاحب نے پھر میز پر گھونسا مارا۔

"واقعی مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔" فیاض نے مدھم لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہاری غلطی کی وجہ سے مجھے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔" رحمان صاحب اس گھورتے ہوئے بولے۔ "سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر نے مجھ سے کھل کر کہا تھا کہ محکمہ سراغرسانی' کاہل لوگوں سے بھرا ہوا ہے"۔

فیاض اب بھی کچھ نہ بولا۔ وہ بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔ کچھ دیر خاموشی رہی' پھر فیاض نے کن انکھوں سے ان کی طرف دیکھا۔ اب ان کے چہرے پر آنے والے غصے کے تاثرات میں کافی کمی آ گئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ پر سکون ہوتے جا رہے تھے۔ فیاض نے اطمینان کی سانس لی ورنہ اسے تو یہ ڈر تھا کہ ابھی اور لتاڑا جائے گا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد رحمان صاحب مدھم لہجے میں بولے۔ "
وہاں کچھ نہیں بچا؟"

"کم از کم چیف ایڈیٹر کے کمرے میں تو ایک ایک کاغذ جل گیا۔"

"بیگم ضیائی نے کیا بیان دیا ہے؟"

"اپنے بیان کے مطابق وہ اپنے کمرے سے نکل کر باتھ روم تک گ
تھی" پھر جب وہاں پہنچی تو کمرے کا دروازہ کھولتے ہی انتہائی گرم ہوا کا جھو
اس کے چہرے سے ٹکرایا تھا' پھر دھواں بھی باہر نکلتا نظر آیا اور بیگم ضیائ
نے الماری سے شعلے اٹھتے دیکھے۔ بس پھر وہ آگ کا شور مچاتی بھاگ کھڑ
ہوئی۔"

"وہاں کے کسی اور آدمی نے بیگم ضیائی کے اس بیان کی تائید ک
ہے؟"

"جی نہیں۔"

"تردید؟"

"وہ بھی نہیں۔ دراصل بیگم ضیائی کا کمرہ بالکل الگ تھلگ ہے
جس کسی کو بیگم ضیائی سے کوئی کام آتا ہے تبھی وہ ادھر جاتا ہے۔" فیاض
نے جواب دیا۔ "اس دوران میں چونکہ کسی کو بھی بیگم ضیائی سے کوئی کا
نہیں پڑا تھا۔ اس لئے کوئی ادھر نہ گیا۔ اگر گیا ہوتا تو بیگم ضیائی کے بیان کی
تردید یا تائید حاصل ہو جاتی۔"

"ہوں۔" رحمان صاحب کچھ سوچنے لگے۔

چند لمحے خاموشی رہی اور پھر فیاض بولا۔ "مگر جناب! یہ بات حیرت
انگیز ہے۔"

"کیا بات؟" رحمان صاحب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہی کہ بیگم ضیائی کا تعلق بی۔ آئی۔ آر سے ہے۔"

"ہاں بات تو حیرت انگیز ضرور ہے۔" رحمان صاحب نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ "ہم اب تک بیگم ضیائی کو ایک قابل صحافی اور معزز ہستی سمجھتے
تھے' لیکن اب وہ ہماری لسٹ پر ملک کے غداروں کی حیثیت سے آ چکی
ہے۔"

"لیکن جناب!" فیاض نے کہا۔ "ہو سکتا ہے آپ کو دھوکا ہوا ہو۔"

"کیا مطلب!" رحمان صاحب کی تیوریوں پر بل پڑ گئے۔ "کیسا
دھوکا؟"

"میرا مطلب ہے۔" فیاض نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "وہ آدمی.... میرا
مطلب ہے.... جس نے آپ کو فون پر بیگم ضیائی کے بارے میں بتایا تھا ہو
سکتا ہے وہ سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر نہ ہو۔"

"پھر کون ہو گا وہ!"

"کوئی ایسا شخص جسے ذاتی طور پر بیگم ضیائی سے عناد ہو۔ آپ کو فون
پر یہ فرضی بات بتانے کے بعد اس نے بیگم ضیائی کے آفس کے کمرے میں
آگ لگا دی تاکہ ہم سمجھیں کہ بیگم ضیائی کو پولیس کے وہاں آنے کا علم ہو
گیا تھا اس لئے اس نے اپنے آفس میں آگ لگا کر وہ کاغذات ضائع کر دیے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جو اس کے خلاف ثبوت ہوتے۔"

رحمان صاحب خاموشی سے فیاض کی باتیں سنتے رہے تھے۔ جب فیاض چپ ہوا تو وہ غراتے ہوئے بولے۔ "کیا تم مجھ بے وقوف سمجھتے ہو۔"

"جی.... جی.... جی.... جی نہیں۔" فیاض بوکھلا گیا۔

رحمان صاحب نے برا سا منہ بنایا اور پھر بولے۔ "اس نے جب مجھے فون کی تھا تو پہلے اپنا کوڈ بتایا تھا۔ ہمارے ملک میں محکمہ سراغرسانی کی قسم سے جتنے بھی محکمے ہیں' ان کے افسران بالا سیکرٹ سروس کے چیف کے کوڈ سے واقف ہیں۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اگر سیکرٹ سروس کا چیف ضرورت پڑنے پر ان میں سے کسی کو فون کرے تو اسے اپنے آپ کو شناخت کرانے میں دشواری نہ ہو۔ چونکہ سیکرٹ سروس کا چیف کسی کے سامنے نہیں آتا' اس لئے یہ کوڈ سسٹم جاری کیا گیا ہے۔"

"تو کیا سیکرٹ سروس کے چیف کو کوئی نہیں جانتا؟" فیاض نے پوچھا۔

"ہاں۔ کوئی نہیں جانتا۔ ویسے مجھے شبہ ہے کہ سر سلطان جانتے ہیں' لیکن انہوں نے کبھی مجھ پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا۔ میرے لئے سیکرٹ سروس کے چیف کی شخصیت کشش انگیز ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ پراسرار آدمی کون ہے جس نے اپنے آپ کو سات پردوں میں چھپا رکھا ہے۔ لیکن مجھے امید نہیں کہ میں اس سے واقف ہو سکوں گا۔ آج فون پر مجھے اس کے

سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور ایسا محض تمہاری وجہ سے ہوا۔ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب میں اس غلطی کی تلافی چاہتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ تلافی تم ہی کرو گے۔"

"مم.... تم...." فیاض ہکلایا۔

"ہاں.... تم...." رحمان صاحب نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم بیگم ضیائی کے خلاف ثبوت حاصل کر لو۔ اس سے پہلے کہ سیکرٹ سروس والے اس پر ہاتھ ڈالنے کے قابل ہو سکیں' تم اسے گرفتار کرلو تبھی میں سیکرٹ سروس کی چیف سے کہہ سکوں گا کہ میرے محکمے میں کاہل نہیں پڑے ہیں بلکہ سیکرٹ سروس والوں سے زیادہ تیز رفتار سے کام کرنے والے موجود ہیں۔ کیا تم میری بات سمجھ گئے۔"

"جی.... جی ہاں...." فیاض نے جلدی سے کہا' لیکن اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ وہ اپنے آپ کو اتنی بھاری ذمے داری کا اہل نہیں سمجھتا تھا' پھر ایسی صورت میں جب کہ مقابلہ سیکرٹ سروس والوں سے ہو جائے وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگ بجلی کی سی سرعت سے کام کرتے ہیں۔

"بس اب تم جا سکتے ہوں۔" رحمان صاحب نے کہا۔ "میں بہت جلد یہ خبر سننا چاہتا ہوں کہ تم نے بیگم ضیائی کو گرفتار کر لیا۔

"بہتر ہے۔" فیاض کی آواز بڑی مشکل سے نکل سکی۔

"بس اب جاؤ" رحمان صاحب نے کہا اور کرسی سے کھڑے ہو گئے۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

وہ آج تک آفس میں بیٹھے رہے تھے۔

فیاض انھیں سلوٹ کر کے کمرے میں سے نکل آیا' لیکن وہ بری طرح بوکھلایا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے اسے یقین تھا کہ وہ تن تنہا سیکرٹ سروس والوں سے پہلے بیگم ضیائی پر ہاتھ نہ ڈال سکے گا۔ اس کی کامیابی کی صرف ایک ہی صورت تھی۔ وہ یہ کہ دنیا کا سب سے بڑا احمق اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس احمق کا خیال آتے ہی فیاض اس کی بازیابی کے لئے چل پڑا۔

عمران اپنے فلیٹ ہی پر مل گیا۔ فیاض کو دیکھتے ہی منہ بنا کر بولا۔ "یار تم آئے دن یہاں آ دھمکتے ہو.... خدا کے لئے اب یہاں آنا چھوڑ دو میرے سسرال والے اس بات کو قطعی ناپسند کریں گے کہ ان کا داماد پولیس والوں سے دوستی رکھتا ہے۔"

"اوہو تو شادی کر رہے ہو"۔ فیاض مسکرایا۔

"ہاں' اگلے ہفتے دو تین شادیاں ہو جائیں گی۔"

"ایک شد نہ دو شد.... تین شد؟"

"اور کیا۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "آدمی کوئی کام کرے تو ڈھنگ سے کرے یہ کیا ایک شادی کر کے بیٹھ گئے.... لاحول ولاقوۃ.... میں عنقریب ڈیڈی کو بھی مشورہ دینے والا ہوں کہ وہ دو شادیاں اور کر ڈالیں۔"

"یار' تمہارے ڈیڈی نے تو مجھے مصیبت میں پھنسا دیا۔"

"یقیناً" پھنسایا ہو گا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں نے کئی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ایسے آدمی دیکھے ہیں جن کو انہوں نے مصیبت میں پھنسوا دیا۔ زندہ مثال میں خود تمہارے سامنے ہوں۔ نہ انھوں نے شادی کی ہوتی' نہ میں پیدا ہوا ہوتا' اور نہ آج تین تین شادیوں کے لئے پریشان ہوتا.... پھنسا دیا نا انھوں نے مجھے مصیبت میں.... ارے بڑے ظالم انسان ہیں۔" عمران بکتا ہی چلا گیا۔ "ایک مرتبہ انھوں نے ایک گدھے کو بھی مصیبت میں پھنسا دیا تھا' پھر تم کس کھیت کی گاجر.... نہیں چقندر.... اف فوہ کیا ہے وہ.... اے بتاؤنا.... وہ جو سفید ہوتی ہے.... اسے کھا لو تو کھانا ہضم ہو جاتا ہے' لیکن وہ خود بڑی مشکل سے ہضم ہوتی ہے.... ہاں.... یاد آگیا مولی.... مولی.... ہاں تو تم کس کھیت کی مولی ہو؟"

"یار تم تو بھیجا کھا جاتے ہو۔" فیاض منہ بنا کر بولا۔

"ہائیں" عمران اچھل کر دیدے نچاتا ہوا بولا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں بھیجا کھا جاتا ہوں۔ کیا تمہیں سلیمان نے بتا دیا تھا۔"

"سلیمان کیا بتاتا؟"

"یہی کہ آج دوپہر کو اس نے بھیجا پکایا تھا اور میں سارا بھیجا کھا گیا۔ اس کے لئے ذرا سا بھی نہیں چھوڑا۔"

"لاحول ولاقوۃ" فیاض نے منہ بنا کر کہا۔ "میں محاروے کی بات کر رہا تھا۔"

"وہ تو میں نے آج تک نہیں کھایا سوپر فیاض" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "بکری کا بھیجا تو بہت کھایا ہے' لیکن محاروے کا بھیجا.... میں تو یہ

بھی نہیں جانتا کہ یہ کس ملک کی ڈش ہے.... ہمارے وطن میں تو پکتا نہیں کیسا ذائقہ ہوتا ہے اس کا؟"

فیاض کھسیانی سی ہنسی ہنسنے لگا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے" عمران نے منہ بنا کر کہا۔ "کیا اس کا ذائقہ بتانا کوئی مضحکہ خیز بات ہے؟"

"عمران میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔ اب اور زچ نہ کرو" فیاض بڑی بے بسی سے بولا۔

"ہائیں" عمران نے حیرت سے کہا۔ "محاروے کے بھیجے کا ذائقہ بتا کر تم زچ کیوں ہو جاؤ گے اس میں زچ ہونے کی کیا بات ہے"

"اچھی بات ہے۔" فیاض غصیلے انداز میں کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ "اگر تمہیں میری موجودگی کھلنے لگی ہے تو میں اب یہاں نہیں آیا کروں گا۔"

"اررر...." عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "تم تو ناراض ہو گئے۔ بیٹھو بیٹھو۔ کیا پیو گے تمہارے لئے ٹھنڈا پانی منگواؤں یا گرم؟ اے سلیمان.... ابے او سلیمان" عمران نے چیخنا شروع کر دیا۔ وہ اس بری طرح چیخا تھا کہ سلیمان جلد ہی گھبرایا ہوا سا وہاں پہنچ گیا۔

"ہاں بتاؤ کیا پیو گے" عمران پھر فیاض سے بولا۔ "گرم پانی یا ٹھنڈا؟"

"عمران۔" فیاض کے لہجے میں بڑی بے بسی تھی۔

ایک شرارت آمیز سی مسکراہٹ عمران کے ہونٹوں پر ابھر آئی' پھر وہ سلیمان کی طرف دیکھتا ہوا آنکھیں نکال کر بولا۔ "کھڑا منہ کیا تک رہا ہے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چائے لے کر آ جلدی سے چل بھاگ۔"

سلیمان کے چلے جانے کے بعد عمران نے فیاض سے کہا۔ "ہاں اب بتاؤ کیسے آنا ہوا اس وقت بھابھی تو اچھی ہیں۔"

"عمران اگر تم سنجیدہ نہیں ہوئے تو ابھی اٹھ کر چلا جاؤ گا۔"

"تم واقعی بہت پریشان معلوم ہوتے ہو۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "آخر ایسی کیا مصیبت ٹوٹ پڑی تم پر۔ ابھی تم نے کہا تھا کہ ڈیڈی نے مصیبت میں پھنسوا دیا ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا۔"

مجھے تفصیل سے بتاؤ۔"

عمران اب سنجیدہ ہی نظر آ رہا تھا۔ فیاض نے موقع غنیمت جانا اور جلدی سے شروع ہو گیا... تمام باتیں تفصیل سے بتا ڈالیں۔ عمران اتنی دل چسپی سے سنتا رہا تھا جیسے وہ باتیں اس کے لیے بالکل نئی ہوں۔ پھر جب فیاض چپ ہوا تو عمران پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

"اور اب۔" فیاض نے کہا۔ "اگر تم نے میری مدد نہ کی تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ تمہارے ڈیڈی چاہتے ہیں کہ میں سیکرٹ سروس والوں سے پہلے بیگم ضیائی کو گرفتار کر لوں۔"

"ہوں۔" عمران معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "سیکرٹ سروس والوں سے پہلے؟"

"ہاں۔" فیاض نے کہا۔ "اور مجھے یقین ہے کہ تم نے میری مدد کی تو

سیکرٹ سروس والے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے سوپر فیاض" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں کوشش کروں گا کہ اس سلسلے میں کچھ کر سکوں۔"

فیاض کا چہرہ کھل اٹھا۔

"لیکن تمہیں میری ایک بات ماننا پڑے گی۔" عمران نے کہا۔ "وہ کیا۔" فیاض بولا۔

"میری ہدایات پر بے چون و چرا عمل کرنا پڑے گا۔ میں تمہاری زبان سے کیوں اور کیسے سننا پسند نہیں کروں گا۔ اگر تم یہ وعدہ کر لو تو میں بھی یہ وعدہ کر لوں گا کہ بیگم ضیائی کو تم ہی ہتھکڑیاں پہناؤ گے۔"

"منظور۔" فیاض نے لپک کر کہا۔

"کہاں ہے۔" عمران حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کون"

"منظور۔" عمران نے کہا۔ "میں صرف ایک منظور کو جانتا ہوں۔ اس کا نام منظور احمد ہے۔ تم کس منظور کی بات کر رہے ہو.... منظور علی کی تو نہیں؟"

فیاض ہنستا ہوا بولا۔ "تم یہ اوندھی سیدھی باتیں کرنا کبھی نہ چھوڑو گے۔"

"یہ اوندھی سیدھی باتیں ہیں" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اور پھر کیا ہیں۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"جاؤ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" عمران اکڑ گیا۔

"ارے" فیاض بوکھلا گیا۔ "تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو گئے ۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔"

"میں کیسے یقین کر لوں کہ تم مذاق کر رہے تھے۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔"

"میں اس طرح یقین نہیں کر سکتا۔" عمران نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ "تم اپنے الفاظ واپس لو اور کہو کہ میں اوندھی سیدھی نہیں بلکہ سیدھی سیدھی باتیں کرتا ہوں۔"

"ہاں، تم ٹھیک باتیں کرتے ہو۔"

"یوں نہیں۔" عمران سر ہلاتا ہوا بولا۔ "میرے ہی الفاظ کہو۔"

"اچھا بابا۔ تم اوندھی سیدھی باتیں نہیں بلکہ سیدھی باتیں کرتے ہو۔" فیاض یہ کہتے ہوئے اپنے آپ کو بالکل چغد محسوس کیا اور پھر بے بسی سے ہنسنے لگا۔

○☆○

رات کے گیارہ بجنے والے تھے۔

بیگم ضیائی مرنی روڈ کے فٹ پاتھ پر اس طرح چل رہی تھی جیسے کھانا کھا چکنے کے بعد چہل قدمی کے لئے نکلی ہو۔ اس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی نازک سی گھڑی میں وقت دیکھا اور اپنی رفتار کچھ اور کم کر دی۔ اس وقت سڑک پر نہ تو ٹریفک کا ہجوم تھا' نہ راہ گیر زیادہ تھے' لیکن جو تھوڑے بہت تھے' ان میں سے کم از کم نوجوان افراد ایک مرتبہ بیگم ضیائی پر نظر ڈالنے کے بعد اسے دوبارہ غور سے ضرور دیکھ لیتے تھے۔

چالیس بیالیس سال کی عمر میں بیگم ضیائی کی شخصیت کشش انگیز تھی اور اس کشش انگیز ہونے میں خود بیگم ضیائی ہی کی کوشش کو دخل تھا۔ اس کی شناسا عورتیں اسے میک اپ کا ماہر کہتی تھیں۔ پھر نظریں کیوں نہ اس کی طرف اٹھتیں۔ اس وقت تو مرنی روڈ پر سناٹا بھی چھاتا جا رہا تھا۔ ایسے ماحول میں اگر خوب صورت عورت فٹ پاتھ پر ٹہلنا شروع کر دے تو نوجوان طبقے ہی پر منحصر نہیں' ہر ایک کی نظریں اس کی طرف اٹھتی ہیں۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لیکن بیگم ضیائی ان نظروں سے بے پروا اسی انداز میں چلتی ہوئی پہنچی۔ اسی وقت دروازہ کھل گیا۔ بیگم ضیائی نے دروازہ کھولنے والے پر آگے بڑھتی رہی۔ ٹھیک گیارہ بجے تھے جب وہ مڈلٹن کراسنگ پہنچ کر رکی۔ ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور آگے بڑھتی چلی گئی۔ یہ ایک طویل اور نیم روشن گئی۔ رکی ہی تھی کہ بریک چر چرانے کی آواز سنائی دی.... ایک تیز رفتار کار راہ داری تھی جس کے آخری سرے کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آ رہا بیگم ضیائی کے بالکل قریب آ کر رکی تھی۔ عقبی نشست کا دروازہ فوراً کھلا۔

اور بیگم ضیائی جلدی سے اس طرف بڑھ گئی۔ بیٹھتے ہی اس نے دروازہ بند کر بیگم ضیائی اسی کمرے میں داخل ہوئی.... کافی وسیع و عریض کمرہ تھا لیا تھا۔ کار پھر تیزی سے فراٹے بھرنے لگی۔ کار میں صرف ڈرائیور تھا اور فرش کے وسط میں ایک گول میز بچھی ہوئی تھی۔ اس کے گرد پڑی ہوئی دوسری شخصیت بیگم ضیائی کی تھی۔ اس کا ہاتھ دروازے کے ہینڈل ہی پر کرسیوں پر چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ساتویں کرسی خالی پڑی تھی بیگم ضیائی رہا۔ ڈرائیور کی نظریں عقب نما آئینے پر تھیں.... ڈیڑھ دو فرلانگ کا فاصلہ نے اس سب کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی طے کرنے کے بعد کار کو تیز رفتاری ہی کے ساتھ بائیں سڑک پر موڑا گیا اور خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔

بریک پھر چرائے کار رک گئی۔ بیگم ضیائی نے جلدی سے دروازہ کھولا اور اس وقت ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ ایک سیکنڈ کا فرق نہیں اتر کر قریب ہی کھڑی ہوئی ایک اور کار میں بیٹھ گئی پہلی کار فراٹے بھرتی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سارے کام پروگرام کے مطابق ٹھیک وقت ہوئی آگے نکل گئی تھی۔ پھر دوسری کار بھی چل پڑی۔ پر انجام پاتے رہے ہوں۔

اسی طرح دو مرتبہ کار بدلی گئی۔ چوتھی کار میں بیٹھنے کے بعد بیگم جیسے ہی بیگم ضیائی کرسی پر بیٹھی، ویسے ہی ایک آواز کمرے میں ضیائی نے اس انداز میں طویل سانس لی تھی جیسے کوئی بہت بڑا مرحلہ طے کر گونجی۔ "میرے بچو کیا تم سب جمع ہو گئے؟"

کے بیٹھی ہو۔

"جی ہاں آقائے معظم" بیگم ضیائی کھڑے ہو کر بڑے ادب سے اس کار میں بھی بیگم ضیائی کے علاوہ صرف ڈرائیور ہی تھا۔ یہ کار بولی۔ "بیٹھ جاؤ.... بیٹھ جاؤ" آواز نے کہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ پندرہ منٹ تک چلتی رہی، پھر ایک عمارت کے کھلے ہوئے پھاٹک کے "آواز" ان سب کو دیکھ بھی رہی ہو۔ وہ آواز کسی مرد کی تھی۔ کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور برآمدے کے سامنے جا کر رک گئی۔ بیگم ضیائی بیگم ضیائی کے بیٹھ جانے کے بعد وہ آواز پھر سنائی دی۔ نے خود ہی دروازہ کھولا اور اتر پڑی۔ چار سیڑھیاں طے کر کے برآمدے میں "بتاؤ"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"شاید آپ سب کے سامنے مجھے سرزنش کرنا چاہتے ہیں۔ میری سے جماعت کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ بعض ایسے کاغذات بھی جل گئے جو حد ضروری تھے۔"

"نہیں، میری بچی نہیں" آواز آئی۔ "میں غلطیوں کو معاف کر د اور درگزر کرنے کا عادی ہو اور پھر تم نے کوئی غلطی بھی نہیں کی۔ تمہار لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں رہ گیا تھا کہ وہاں آگ لگا دو۔ اگر وہ کاغذات ضائع نہ کرتیں تو پولیس کو ہماری تمام اسکیموں کا علم ہو جاتا۔ سے بڑھ کر سب سے زیادہ تکلیف مجھے تمہاری گرفتاری سے پہنچتی۔ لوگ مجھے بے حد عزیز ہو۔ اگر تم لوگوں کے کانٹا بھی چبھ جائے تو میں کی تکلیف اپنے دل میں محسوس کروں گا۔"

"ہمیں فخر ہے کہ ہمارے آقا کو ہم سے اتنی محبت ہے جب کہ اس کے حقیر غلام ہیں"۔ بیگم ضیائی نے کہا۔

"کفر نہ بکو میری بچی! کفر نہ بکو۔ انسان انسان کا غلام نہیں ہوتا۔ اسے کافر سمجھتا ہوں۔ آئندہ یہ لفظ تم میں سے کسی کی زبان پر نہ آئے آواز کے لہجے میں کسی قدر سختی پیدا ہو گئی تھی۔

"جب... بہتر آقائے معظم"

"میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا ہوں کہ تم لوگ مجھے آقائے معظم ہم سے یاد کرو لیکن تم لوگ چونکہ بہ ضد تھے کہ مجھے کسی ایسے نام پکارو جس سے عظمت و بزرگی کا اظہار ہوتا ہو' اس لیے مجھے تمہاری اس

کے آگے سر جھکا دینا پڑا۔ بعض اوقات بچوں کی ضد پوری کرنا ہی پڑتی ہے لیکن میں تم لوگوں کو اس سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

پھر چند لمحات کے لئے کمرے پر سکوت چھا گیا۔

وہ ساتوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے' لیکن کچھ بولے نہیں۔

ایک منٹ بعد ہی آواز پھر سنائی دی۔ "لیکن میں یہ جاننا پسند کروں گا کہ کس نے پولیس کے مخبر کا فرض انجام دیا تھا۔ تم یہ معلوم کرنے کی پوری پوری کوشش کرنا۔ یہ جلد از جلد معلوم ہو جانا چاہیے۔"

"بہتر آقائے معظم" بیگم ضیائی نے کہا۔

"اب میں یہ بتاؤں گا کہ تم ساتوں کو یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟" آواز سنائی دی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ آواز چاروں طرف سے آ رہی ہو۔ ایک لمحے رک کر وہ آواز پھر سنائی دی۔ "آج ہمارا ملک ایٹم بم بنانے کی تیاری میں مصروف ہے۔ تباہی و بربادی کا نسخہ تیار کر رہا ہے۔ انسانیت کے لیے چارہ ہلاکت تیار کر رہا ہے اور میں یہ ہرگز پسند نہ کروں گا۔ میں انسان کو سسک سسک کر دم توڑتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا' ہرگز نہیں۔" آواز میں جوش سا پیدا ہو گیا۔

چند لمحے کے لیے کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی۔ ایک بوجھل سا سکوت... اور چند لمحے کے بعد وہ آواز پھر سنائی دی۔ ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ "میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہ ہو۔ تم لوگوں کو اس سلسلے میں کیا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

معلومات حاصل ہیں؟"

ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا' پھر بیگم ضیائی ہی بولی۔ "یہ تو سبھی کو معلوم ہے آقائے معظم' کہ حکومت کی ہدایات کے بموجب پروفیسر افغانی آج کل ایٹم بم بنانے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی خاص بات ہے تو اس سے ہم واقف نہیں۔"

"ہوں۔" آواز آئی۔ "میں چاہتا ہوں کہ پروفیسر افغانی کو اس کار سے روکا جائے۔"

"کیا اسے ہلاک کر دیا جائے آقائے معظم؟" باقی لوگوں میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا۔

"نہیں۔" سختی سے کہا گیا۔ "کشت و خون میں اسی وقت برداشت کروں گا جب جماعت کو کوئی بڑا نقصان پہنچنے کا خدشہ پیدا ہو جائے اور کشت و خون کے علاوہ کوئی چارہ کار ہی نہ رہے۔ میں ہر حال میں اس جماعت کی سالمیت برقرار رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ جماعت ختم ہو گئی تو انسانیت کی فلاح و بہبود ہمیشہ خطرات سے دوچار رہے گی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ پروفیسر افغانی کو اس کام سے روکا جائے۔"

"لیکن کس طرح آقائے معظم"

"اغوا.... پروفیسر کا اغوا...."

چند لمحے کے لئے ایک بار پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ اس کے بعد آواز آئی۔

"تم لوگوں کو اسی لیے بلایا گیا ہے کہ یہاں بیٹھ کر سوچو کہ پروفیسر کو کس طرح اغوا کیا جائے گا۔ تم ساتوں میری جماعت کے بہترین دماغ ہو اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم ہی سوچ سمجھ کر پروفیسر کے اغوا کا کوئی پلان بناؤ بس مجھے تم لوگوں سے اتنا ہی کہنا تھا۔ اب تم لوگ سوچو۔ دو گھنٹے بعد پھر تم لوگوں سے مخاطب ہوں گا۔ یہ کام جتنی جلد ہو جائے اتنا اچھا ہے۔ بس"

آواز آنا بند ہو گئی۔

کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ پھر دم ساتوں ایک دم بولنے لگے۔ کھچڑی سی پکنے لگی' لیکن موضوع گفتگو پروفیسر افغانی ہی تھا۔

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

عمران نے بہ حیثیت ! یکسٹو فون پر صفدر کی آواز سنی۔ "میں نہیں جانتا کہ وہ اس کار میں سے کیسے غائب ہو گئی میں نے جب کار کو گرانڈ ہوٹل کے سامنے رکتے دیکھا تو اس میں بیگم ضیائی نہیں تھی۔ مجھے حیرت ہے کہ وہ کیسے اور کہاں غائب ہو گئی۔"

"تعاقب کے دوران میں کیا وہ کار تمہاری نظروں سے اوجھل بھی ہوئی تھی" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"جی ہاں دو مرتبہ' جب وہ کسی سڑک پر مڑتی تھی تو شاید آدھے منٹ کے لیے میری نظروں سے اوجھل ہو جاتی تھیں اور ایسا دو مرتبہ ہوا تھا۔"

"اسی آدھے منٹ کے وقت میں وہ کار سے اتر گئی ہو گی۔"

"لیکن میں نے اسے سڑک پر بھی نہیں دیکھا۔"

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو۔ یہ طریقہ اسی لیے اختیار کیا گیا تھا کہ اگر کوئی اس کا تعاقب کرنے کی کوشش کرے ناکام رہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا

کہ کار سے اترنے کے بعد وہ وہیں کھڑی رہتی۔ غالباً" وہ کہیں چھپ گئی ہو گی اور اس نے اس بات کا انتظار کیا ہو گا کہ تمہاری گاڑی آگے نکل جائے مگر.... ایک بات اور بھی ہو سکتی ہے۔ جب تم اس سڑک پر مڑے ہو تو وہاں کوئی دوسری کار بھی تھی؟"

"کئی کاریں تھیں۔"

عمران چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کار سے اترنے کے بعد کسی دوسری کار میں سوار ہو گئی ہو۔ بہرحال اب تم اس کی کوٹھی کی نگرانی کرو اور دیکھو کہ وہ کب واپس آتی ہے۔"

"بہتر ہے!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس وقت اس نے سوتے سے اٹھ کر صفدر کی کال وصول کی تھی۔ ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ وہ پھر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر فیاض سے غلطی نہ سرزد ہوئی ہوتی تو اس وقت بیگم ضیائی کا وجود آہنی سلاخوں کے پیچھے ہوتا وہ بھی سوچ رہا تھا کہ بیگم ضیائی کو اس بات کا علم کیسے ہو گیا۔ کہ پولیس وہاں پہنچنے والی ہے۔ اس کو یقیناً" اس بات کا علم ہو گیا ہو گا ورنہ وہ اپنے آفس میں آگ کیوں لگاتی۔

عمران کو یقین تھا کہ آگ خود بخود نہیں لگی تھی بلکہ لگائی گئی تھی اور لگانے والی بیگم ضیائی کے علاوہ کون ہوتی؟

دوسری مرتبہ جب فون کی گھنٹی بجی' اس وقت بھی عمران سو رہا تھا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گھنٹی کی آواز سنتے ہی چونک کر اٹھا اور ریسیور اٹھالیا غنودگی کی کیفیت تھی قریب تھا کہ اپنی اصلی آواز میں بول پڑے لیکن اچانک اسے خیال آگیا۔ پھر اس نے بڑے زور سے اپنی ران میں چٹکی لی اور تکلیف سے غنودگی کا عالم رفو چکر ہو گیا۔

دوسری طرف سے ہیلو ہیلو' کی آوازیں تھیں۔

عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ایکس ٹو اسپیکنگ۔"

"جناب وہ ابھی ابھی گھر پہنچی ہے۔ پانچ منٹ پہلے۔" صفدر نے کہا۔

عمران کی نظریں بے اختیار دیوار گیر کلاک کی طرف اٹھ گئیں جو دو بجنے جا رہا تھا۔

"اچھا۔" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "اب تم جا کر آرام کرو۔"

عمران نے ریسیور رکھ دیا اور پھر لیٹ گیا۔ نیند ایک بار پھر آنکھوں سے غائب ہو چکی تھی۔ ایک گھنٹے تک جاگتا رہا۔ بیگم ضیائی کے بارے میں جو باتیں معلوم ہو چکی تھیں' وہ ذہن میں چکراتی رہیں۔ اس نے سنا تھا کہ گزشتہ چھ ماہ سے وہ بہت چڑچڑی ہو گئی ہے ہر وقت اپنے ملازمین پر بگڑتی رہتی ہے۔ دفتر کے ملازمین تو اس کی چڑچڑاہٹ کی زد میں کم تھے لیکن نجی ملازموں کے ساتھ تو اس کا برتاؤ ایسا رہنے لگا کہ اب وہ بغیر ملازم کے گزارا کر رہی تھی۔ نہ ہی کوئی ملازم اس کے یہاں ٹھہرتا تھا اور نہ ملازمہ اگر کوئی نیا پہنچی پھنستا بھی تھا تو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں اس کی بھی رخصتی ہو جاتی تھی۔ یہ نہیں کہ بیگم ضیائی الگ کر دیتی ہو بلکہ وہ خود ہی بھاگ نکلتے تھے۔

عمران کافی سوچنے کے بعد بھی اس کی چڑچڑاہٹ کے بارے میں کوئی اندازہ قائم نہیں کر سکا تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ سکی تھی کہ اس کی شخصیت میں یہ تبدیلی کیوں ہو گئی ہے۔

دوسری صبح عمران کافی دیر تک سوتا رہا۔ سلیمان کو اجازت نہیں تھی کہ اسے اٹھائے لہٰذا اس دن جب عمران جاگا تو نو بج چکے تھے۔ ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے ناشتا کیا۔ اخبار پر سرسری سی نظر ڈالی اور پھر ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر جولیا کے نمبر ڈائل کیے۔

"ہیلو" اور دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"ایکس ٹو۔" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تم اسی وقت عمران کے فلیٹ پہنچ جاؤ۔ اس سے جو ہدایات ملیں' ان پر عمل کرنا۔"

"بہتر ہے۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کیا اور ڈرائنگ روم میں جا کر جولیا کا انتظار کرنے لگا۔

جولیا بیس منٹ میں وہاں پہنچ گئی تھی۔

"اخاہ" عمران اسے دیکھتے ہی پر مسرت لہجے میں بولا۔ "وہ جو کہا ہے کنفیوشس نے کہا.... وہ آئیں ہمارے گھر میں خدا کی قدرت ہے.... ویسے بعض لوگ اسے خدرت بھی کہتے ہیں۔ انہیں لوگوں میں سے ایک صاحب قاضی شہر کے پاس ملازم تھے۔ ایک دن گھبرائے ہوئے قاضی صاحب کے پاس پہنچے اور فرمایا.... قاضی جی قاضی جی آپ کا علم دان خالین پر الٹ گیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

قاضی صاحب نے یہ سن کر بڑا برا سامنہ بنایا اور بولے' بہت قوب"

جولیا ہنسنے لگی۔ اب اس کو اردو پر اچھا خاصا عبور ہو گیا تھا لہٰذا اس لطیفے سے کافی محظوظ ہوئی' پھر ہنستی ہوئی بولی۔ "لطیفہ اچھا ہے' لیکن اس وقت اس کی کوئی تک نہیں تھی۔"

"اچھی باتوں کے لئے وقت مقرر نہیں ہوتا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"خیر اب بکواس بند کرو.... مجھے ایکس ٹو نے بھیجا ہے۔"

"خدا اس سے سمجھے۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "آئے دن کسی نہ کسی کو بھیج دیتا ہے اور جب میں اس سے کہتا ہوں کہ میری تنخواہ مہمان نوازی الاؤنس بڑھوا دے تو بات گول کر جاتا ہے۔"

جولیا پھر ہنسنے لگی۔ اس وقت اس کا موڈ کافی اچھا تھا' لیکن وہ عمران ہی کیا جس کے پاس جا کر موڈ ملاقات کے آخر تک بحال رہ سکے۔ دوسرے ہی لمحے جولیا کا موڈ بگڑتا چلا گیا۔

عمران کہہ رہا تھا۔ "ہاں.... یاد آ گیا.... ایکس ٹو سے کل رات تمہارے بارے میں کافی باتیں ہوئی تھیں۔ اب میری سمجھ میں آیا کہ ایکس ٹو نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے۔ دراصل ایکس ٹو کا خیال ہے کہ تم جو یہ شان دار زندگی بسر کرتی ہو' تم پر بالکل نہیں جچتی۔ تم کو تو کسی گھر میں ملازمہ ہونا چاہیے تھا۔"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔" جولیا نے منہ بنایا۔

"یہ بکواس نہیں حقیقت ہے۔ ایکس ٹو نے کہا تھا کہ میں تمہیں کسی جگہ ملازم کرا دوں اور اسی لئے اس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے تم بھی کیا یاد کرو گی کہ میں نے تمہیں اتنی جلدی ملازمت دلوا دی۔ تم اسی وقت میرے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ جاؤ۔ اللہ نے چاہا تو ملازمت ضرور مل جائے گی۔"

"اب اگر تم نے بکواس بند نہیں کی تو چانٹا مار دوں گی۔"

"مار لو اللہ تمہیں مارے گا۔" عمران نے بڑی مسکین صورت بنا کر کہا۔

جولیا کھسیانے سے انداز میں ہنسنے لگی' پھر بولی۔ "دیکھو عمران سنجیدگی سے بات کرو۔ مجھے واقعی ایکس ٹو نے بھیجا ہے۔"

"ارے تو میں کب کہتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔"

"اس نے کہا تھا کہ تمہاری ہدایت پر عمل کروں۔"

"تو پھر کرو"۔

کیا کام کرنا ہے۔"

"ملازمہ کا کام کرنا ہے۔"

پھر بکنے لگے۔"

"میں تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ میں سنجیدہ ہوں۔ تم ایک بڑی عورت کی نجی ملازمہ کے روپ میں کافی جچو گی۔"

"اچھی بات ہے۔" جولیا کھڑی ہو کر غصیلے انداز میں بولی۔ "میں ابھی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جا کر ایکس ٹو کو فون کرتی ہوں۔ میں اس سے صاف صاف کہہ دوں گی کہ میں تمہارے پاس گئی تھی لیکن تم تو بس مذاق ہی کرتے رہے۔"

پھر جولیا ایک دم مڑی اور دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"اررر.... سنو تو" عمران کہتا ہی رہ گیا' لیکن جولیا نکلتی چلی گئی۔ باہر نکل کر اس نے بڑی زور سے دروازہ بند کیا تھا۔ عمران ایک طویل سانس لے کر شہادت کی انگلی سے اپنا دایاں گال کھجانے لگا' مگر اب اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

چھ سات منٹ بعد ہی اس فون کی گھنٹی بج اٹھی جس پر عمران بحیثیت ایکس ٹو بات کیا کرتا تھا۔ عمران نے ریسیور اٹھایا اور ماؤتھ پیس میں بولا۔

"ہیلو"

"میں جولیا بول رہی ہوں جناب"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی عمران غرایا۔ "تم اب تک عمران کے پاس نہیں گئیں؟"

"گگ.... گئی تھی جناب.... لیکن وہ مجھ سے مذاق کرتا رہا۔"

"مذاق کرتا رہا۔" عمران نے اپنے لہجے سے حیرت ظاہر کی۔ "کیسا مذاق؟"

"وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے ملازمہ کی حیثیت سے کام کرنا ہو گا۔"

"اور تم اسے مذاق سمجھیں؟" عمران نے غصیلے انداز میں کہا۔

"جج.... جی...." جولیا کے منہ سے اور کچھ نہ نکلا۔

"پھر جاؤ عمران کے پاس۔" وہ غرا کر بولا۔ "جو کچھ بھی کہے اس پر عمل کرنا تم کہاں سے بول رہی ہو۔"

"اس کے فلیٹ کے نیچے والی سڑک سے ٹیلیفون بوتھ سے۔" جولیا نے مردہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"فوراً".... ابھی واپس جاؤ عمران کے پاس"۔ عمران نے کہا اور جواب سنے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر واپس ڈرائنگ روم میں جا بیٹھا۔ ذرا ہی دیر بعد جولیا پھر اس کے سامنے تھی۔

"کیوں؟" عمران پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "تم ایکس ٹو سے میری شکایت کرنے نہیں گئیں؟"

لیکن جولیا نے جواب میں کچھ نہیں کہا اس کے چہرے پر شکست خوردگی کی ساری علامات موجود تھیں۔

"بیٹھو بیٹھو"۔ عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو شاید تم ایکس ٹو سے بات کر کے لوٹی ہو۔"

جولیا نے اب بھی کچھ نہیں کہا' نڈھال سی ہو کر صوفے پر گر پڑی۔

"تفصیل سے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے۔" اس نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"تفصیل ــ اجمال کی یہ ہے"۔ عمران نے کہا۔ "کہ تمہیں بیگم ضیائی کی نجی خادمہ کے طور پر کام کرنا ہو گا۔"

"بیگم ضیائی کون؟"

"روزنامہ نوائے شرق کی چیف ایڈیٹر۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"کیا۔" جولیا چونک پڑی۔ پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔ "جہاں کل آگ لگی تھی؟"

"وہاں وہی۔ نوائے شرق کے نام سے دو روز نامے نہیں نکلتے۔"

"جب آگ لگی ہے تو تم بھی وہاں موجود تھے۔" جولیا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"موجود تو تم بھی تھیں۔"

"میں تو اتفاقاً" ادھر جا نکلی تھی۔"

"میں بھی اتفاقاً" جا نکلا ہوں گا۔"

"اس وقت تم نے مجھ سے جو باتیں کی ہیں' ان کے بعد میں اس بات پر یقین نہیں کر سکتی کہ تمہاری وہاں موجودگی اتفاق پر مبنی تھی۔ یہ کوئی خاص چکر معلوم ہوتا ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

"نہیں ٹھیک کہہ رہی ہو۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک خاص چکر ہے اور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس چکر میں ایکس ٹو کو گھن چکر بن جانا پڑے گا۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ تمہیں بیگم ضیائی کی ملازمت کرنا ہے۔ میں ابھی تمہارا میک اپ کروں گا۔ تم اس کے پاس ایک ایشیائی عورت کی حیثیت سے جاؤ گی۔ اس کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ بہت چڑچڑے مزاج کی عورت ہے' اس لئے کوئی ملازم اس کے پاس ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ٹھہرتا' لیکن تمہیں ٹھہرنا پڑے گا کیونکہ ایکس ٹو کا حکم ہے"۔

"کیا ضروری ہے کہ وہ مجھے ملازم رکھ ہی لے؟"

"میرا خیال ہے کہ حسب دستور آج کل بھی اس کے پاس کوئی ملازم نہ ہو گا اس لئے وہ تم کو رکھ ہی لے گی؟"

"ہوں۔" جولیا کچھ سوچنے لگی۔

"اب میں تمہارا میک اپ کیے دیتا ہوں۔" عمران نے کہا اور اٹھ کر دوسرے کمرے سے میک اپ کا سامان لے آیا۔

"لیکن مجھے وہاں کرنا کیا ہو گا۔"

"کرنا تو کچھ بھی نہ ہو گا۔"

"پھر مجھے وہاں کیوں بھیجا جا رہا ہے؟"

"اس خیال سے کہ بیگم ضیائی کے قریب رہ کر شاید تمہیں کوئی ایسی بات معلوم ہو جائے جو ایکس ٹو کے لئے کار آمد ثابت ہو سکے۔"

"ہوں۔" جولیا نے سر ہلایا اور بولی۔ "لیکن مجھے کچھ تو بتاؤ عمران آخر یہ سلسلہ کیا ہے؟"

"اچھا بس اب خاموش.... میں میک اپ شروع کرتا ہوں؟"

"تو تم مجھے نہیں بتاؤ گے کہ یہ سلسلہ کیا ہے۔"

"بتاؤں گا' میک اپ کے دوران میں بتا دوں گا' لیکن اب تم خاموش ہو جاؤ تمہیں یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ میک اپ کے دوران میں بات کرو گی تو میک اپ ٹھیک نہیں ہو گا۔"

جولیا چپ ہو گی۔ عمران نے میک اپ کرنا شروع کیا۔ اسی دوران

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

میں وہ جولیا کہ ان معاملات کے بارے میں بتا رہا۔ میک اپ کرنے میں کافی وقت لگ گیا کیونکہ وہ معمولی میک اپ نہیں بلکہ پلاسٹک میک اپ تھا۔ اس کی ضرورت اس لئے تھی کہ جولیا کو بیگم ضیائی کے گھر میں کافی دن گزرانا تھا۔ معمولی میک اپ تو چند گھنٹوں میں خراب ہو جاتا۔

میک اپ کرنے کے بعد عمران نے کہا۔ "اب تم پہلے اپنے گھر جاؤ اور وہاں سے کوئی پرانی شلوار قمیص پہن کر بیگم ضیائی کے گھر جاؤ' اور اگر وہ گھر پر نہ ہو تو اس کا انتظار کرنا۔"

"اس کا پتا کیا ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

عمران نے اسے بیگم ضیائی کا پتا بتایا اور وہ رخصت ہو گئی۔

○☆○

بیگم ضیائی کہیں جانے کے لیے باہر نکل رہی تھی کہ جولیا نے اس کی کوٹھی کے برآمدے میں قدم رکھا۔ بیگم ضیائی اسے دیکھ کر ٹھٹکی اور پھر اسے سر سے پیر تک گھورنے لگی۔ جولیا نے اندازے سے سمجھ لیا کہ وہی بیگم ضیائی ہو گی۔

"کیوں" بیگم ضیائی کی نظریں جولیا کے چہرے پر جم گئیں۔

"مم.... میں.... میں بہت پریشان حال ہوں بیگم صاحبہ" جولیا نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی وہ بیگم ضیائی سے مرعوب ہے۔ "اگر.... اگر آپ.... میرا مطلب ہے.... اگر مجھے سر چھپانے کی جگہ اور زندگی گزرانے کے لئے.... میرا مطلب ہے...."

"ہوں.... ہوں...." بیگم ضیائی بے صبری سے ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میں تمہارا مطلب سمجھ گئی.... تم ملازمت چاہتی ہو"۔

"جی ہاں بیگم صاحبہ" جولیا نے جلدی سے کہا۔

"لیکن میں کیسے باور کرلوں کہ تم جرائم پیشہ لوگوں سے تعلق نہیں رکھتیں۔ کیا تمہارے پاس کسی پولیس اسٹیشن کا سرٹیفکیٹ ہے؟"

"جج.... جی.... وہ تو نہیں؟"

"تو پھر پہلے تم وہ حاصل کرو' اس کے بعد میرے پاس آنا۔ ملازمت

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

مل جائے گی۔" بیگم ضیائی نے کہا اور برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر اپنی کار کی طرف بڑھی جو وہیں کھڑی ہوئی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر وہ اندر بیٹھی۔ جولیا نے انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے بیگم ضیائی کی کار پھاٹک سے نکل کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

جولیا نے ایک طویل سانس لی' پلٹ کر عمارت کے دروازے پر نظر ڈالی جس میں تالا لگا ہوا تھا۔

تو کیا بیگم ضیائی اکیلی رہتی ہے؟ جولیا نے سوچا کیا اس کا کوئی عزیز بھی نہیں ہے؟

جولیا سوچتی ہوئی برآمدے سے اتری اور پھاٹک کی طرف بڑھنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک ٹیلیفون بوتھ سے عمران کو فون پر حالات سے آگاہ کر رہی تھیں۔

"خیر کوئی بات نہیں۔" عمران نے کہا۔ "اب تم اپنے گھر جاؤ۔ بہت جلد اس علاقے کے پولیس اسٹیشن کا سرٹیفکیٹ تمہیں پہنچا دیا جائے گا۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر جولیا نے بھی ریسیور رکھ دیا اور بوتھ سے نکل آئی۔ پھر وہ ایک ٹیکسی کر کے اپنے گھر پہنچ گئی تھی۔ اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے ادھر ادھر دیکھ لیا تھا کہ کئی پڑوسی اسے دیکھ تو نہیں رہا اگر دیکھ رہا ہوتا تو یقیناً اسے حیرت ہوتی کیونکہ اس وقت جولیا کے جسم پر پرانی سی شلوار ایک بوسیدہ جمپر اور ایک دوپٹہ تھا جس میں کئی جگہ کیڑا لگ چکا تھا۔ سینڈل بھی کئی سال پہلے کی تھی جسے جولیا

نے کبھی کا پہننا چھوڑ دیا ہو گا۔

وہ ان کپڑوں کو تبدیل کیے بغیر بستر پر لیٹ گئی۔ عمران نے اس سے کہا تھا کہ سرٹیفکیٹ بہت جلد اس تک پہنچ جائے گا اس لئے اس نے کپڑے تبدیل کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

بستر پر لیٹ کر وہ بیگم ضیائی کے بارے سوچنے لگی۔ کیا واقعی اس عورت کو تعلق بی' آئی' آر سے ہو گا؟

"بی' آئی' آر" ایک مغربی ملک کا نام نہاد جاسوسی ادارہ تھا۔ ایک اندازے کے مطابق اس کا جال دنیا کے ننانوے فی صد ملکوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کے کارکنوں کے ذمے یہ فرض تھا کہ وہ دنیا کے نو آزاد اور ترقی پذیر ملکوں کی ترقیاتی اسکیموں کو فیل کرنے کی کوشش کریں۔ انھیں اتنا ابھرنے کا موقع نہ دیں کہ وہ اس ملک سے آگے نکل جائیں جس سے بی' آئی' آر کا تعلق تھا۔

لیکن اب اس ادارے کی پول کھل چکی تھی۔ تمام ممالک اس ادارے کی سرگرمیوں سے واقف ہو چکے تھے۔ اخبارات میں آئے دن اس پر لے دے ہوتی رہی تھی کہ لیکن وہ "بڑا ملک" اپنی طاقت کے نشے میں چور من مانی کرنے پر تلا ہوا تھا۔ اس ادارے نے اپنی سرگرمیاں بدستور جاری رکھی تھیں۔

اور عمران کی دانست میں بیگم ضیائی اسی ادارے سے تعلق رکھتی تھی۔ عمران نے جولیا کو بتایا تھا کہ بیگم ضیائی کچھ عرصے سے پہلے ایک ایسے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آدمی کے ساتھ دیکھی جاتی رہی ہے جو اس "بڑے ملک" کے سفارت خانے سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے بارے میں یہ شہادت تھی کہ وہ بی' آئی' آر کا ایک سرگرم رکن ہے لیکن اس کے خلاف کوئی ثبوت اب تک حاصل نہیں کر سکا تھا' البتہ بڑے ہی محتاط انداز میں اس کی نگرانی اب بھی ہو رہی تھی۔ اس کے لئے اس نے صفدر کو مقرر کیا تھا۔

لیکن عمران نے جولیا کو یہ بات نہیں بتائی تھی کہ اسے بیگم ضیائی کے آفس میں کچھ ایسے کاغذات کی موجودگی کا پتہ کس طرح چلا جو بیگم ضیائی کے خلاف ثبوت کا کام دیتے۔ نہ جانے کیوں عمران نے ابھی اس بات کو راز میں رکھنے کی ضرورت محسوس کی تھی۔

جولیا بستر پر پڑی واقعات پر غور کرتی رہی۔

چار بجے کے قریب فون کی گھنٹی بجی۔ جولیا نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف عمران تھا۔ اس نے کہا۔ "خاور تمہارے پاس پہنچنے والا ہو گا۔ وہ تمہیں سرٹیفکیٹ دے دے گا' لیکن ابھی تم بیگم ضیائی کے گھر نہ جانا اس وقت وہاں نہیں ہے' لیکن شاید چھ بجے تک پہنچ جائے گی تو میں تمہیں پھر فون کر کے بتاؤں گا۔"

"اچھا۔" جولیا نے اتنا ہی کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔

دس منٹ میں خاور وہاں پہنچ گیا۔ جولیا کا حلیہ دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔ پھر اس نے ایک لفافہ جولیا کو دیتے ہوئے کہا۔ "اس میں سرٹیفکیٹ ہے۔"

پھر وہ سر جھٹک کر بولا۔ "اس ملازمت میں بعض اوقات عجیب عجیب کام کرنے پڑتے ہیں"۔

"ہاں یہ تو ہے.... پھر کب استعفیٰ دے رہے ہو؟" جولیا بھی مسکرائی۔

"اب تو اس محکمے سے مر کر ہی پیچھا چھوٹ سکتا ہے۔" خاور نے کہا اور پھر ایک لمحے کے توقف سے بولا۔ "لیکن آج کل یہ ایکس ٹو ہے کس چکر میں؟"

"بہت لمبا چکر ہے۔ ویسے مجھے کافی عرصے سے خیال تھا کہ کبھی نہ کبھی ہم لوگوں کو بی' آئی' آر سے ٹکرانا ہی پڑے گا۔"

"کیا۔" خاور چونک پڑا۔ بی' آئی' آر"

"ہاں۔" جولیا نے کہا اور پھر مختصر طور پر اسے وہ باتیں بتا دیں جو عمران سے معلوم ہوئی تھیں۔ خاور بڑی دل چسپی اور توجہ سے سنتا رہا۔ پھر جب جولیا خاموش ہو گئی تو وہ سر ہلاتا ہوا بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ چوہان بھی اسی چکر میں کہیں غائب ہو گیا ہے۔"

"غائب ہو گیا ہے' کیا مطلب"

"ایک ڈیڑھ ہفتے سے وہ اپنے گھر پر نہیں ہے۔ شاید ایکس ٹو ہی نے اسے کسی کام سے کہیں بھیجا ہو گا۔"

"ہو سکتا ہے۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ وہ آج کل اپنے گھر سے غائب ہے۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تھوڑی دیر اور بیٹھے رہنے کے بعد خاور نے چلنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا کہ جولیا بولی۔ "بیٹھو میں چائے بناتی ہوں۔"

"ارے تکلیف نہ کرو"

"تکلیف تو کرنا ہی پڑے گی۔ میں بھی چائے کی ضرورت محسوس کر رہی ہوں۔" جولیا نے کہا۔ "اگر میں اس حلیے میں نہ ہوتی تو کسی ہوٹل میں چل کر پی لیتے۔"

خاور ہنس کر رہ گیا۔

پھر چائے پینے کے بعد وہ چلا گیا اب جولیا کو انتظار کرتے کرتے بوریت محسوس ہونے لگی۔ وہ ایک رسالہ اٹھا کر اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ اسی میں شام ہو گئی۔ اس نے اٹھ کر لائٹ جلائی' پھر دوبارہ بستر پر لیٹ ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے لپک کر ریسیور اٹھایا۔ اس کے اندازے کے مطابق دوسری طرف عمران ہی تھا۔ اس نے جولیا کو بتایا کہ بیگم ضیائی ابھی اپنے گھر پہنچی ہے۔

"میں فوراً" جاتی ہوں۔" جولیا نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیگم ضیائی کے گھر کی طرف رہی تھی۔ اس کی کوٹھی سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر اس نے ٹیکسی چھو دی اور پیدل آگے بڑھنے لگی۔

عمارت میں تالا نہیں تھا۔ جولیا نے کال بیل کا بٹن دبایا اور انتظ کرنے لگی۔ ذرا ہی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والی بیگم ضیائی

تھی۔ جولیا کو دیکھتے ہی منہ بنا کر بولی۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ سرٹیفکیٹ لے کر آنا۔"

"لے کر ہی حاضر ہوئی ہوں بیگم ضیائی صاحبہ" جولیا نے جلدی سے لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہو.... اتنی جلدی" بیگم ضیائی لفافہ ہاتھ میں لے کر بولی۔ جولیا خاموش کھڑی رہی۔

"خیر اندر آ جاؤ.... دروازہ بند کر لو۔"

جولیا نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ پھر بیگم ضیائی کے پیچھے چلنے لگی۔ کئی کمروں اور راہ داریوں سے گزر کر وہ دونوں ایک ایسے کمرے میں داخل ہوئے جہاں کا سامان اگر ترتیب سے ہوتا تو کمرے کی سجاوٹ بہت بڑھ جاتی۔ غالباً یہ بے ترتیبی ملازم نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔ جولیا نے وہاں کے سامان سے اندازہ لگایا کہ وہ بیگم ضیائی کی خواب گاہ ہے۔

بیگم ضیائی نے بستر پر بیٹھ کر جولیا سے حاصل کردہ لفافہ سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس نے اسے کھول کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ جولیا اس کے سامنے کھڑی رہی۔ بیگم ضیائی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "تم کھانا کیا پکاتی ہو؟"

"جی.... کک.... کھانا۔"

"ہاں ہاں.... کھانا۔"

"جی.... میں.... ہر خدمت کے لیے تیار ہوں.... گھر کی دیکھ بھال... اور...."

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بیگم ضیائی نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا اور بولی۔ "اچھا خیر ٹھیک ہے۔ گھر کی دیکھ بھال اور میری نجی خدمت کا فرض تمہارے ذمے رہا۔ میں تمہیں معقول تنخواہ دوں گی۔ اس کمرے کے برابر والے کمرے میں اپنے سونے وغیرہ کا بندوبست کر لینا اور.... اور.... ہاں بس ٹھیک ہے۔ میں آج رات شہر سے باہر جا رہی ہوں۔ کل آ جاؤ گی۔ تم جلدی سے ایسا کرو کہ میرے کپڑے سوٹ کیس میں رکھ دو کپڑوں کی الماری وہ ہے۔ بس تین چار ساڑھیاں.... ایک فرکوٹ.... اور .... ساڑھی کے ساتھ جو ضروری چیزیں ہوتی ہیں۔ بس میں اتنے میں منہ دھو ڈالو۔ تم جلدی سے یہ کام کر ڈالو اور.... اور.... ہاں.... تم کو ڈر تو نہیں لگتا.... مجھے تو رات کو اس عمارت میں بڑا ڈر لگتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ عمارت آسیب زدہ ہو.... خیر.... خیر.... ہاں تو تم یہ کام کر ڈالو۔"

بیگم ضیائی بستر سے اٹھ کر باتھ روم میں چلی گئی جو اس کمرے سے منسلک ہی تھا۔

جولی نے ایک طویل سانس لی اور کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھی۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آنے لگی تھی جولیا کو سوٹ کیس بھی الماری ہی میں مل گیا۔ وہ نکال کر اس نے قریب کے ایک اسٹول پر رکھا اور الماری سے کپڑے نکال کر اس میں رکھنے لگی۔

جب بیگم ضیائی منہ دھو کر باہر آئی تو جولیا سوٹ کیس بند کر رہی تھی۔

"کیا سب کپڑے رکھ دیے؟" اس نے پوچھا۔

"جی ہاں بیگم صاحبہ"

"گڈ تم کافی چاق و چوبند لڑکی ہو۔" بیگم ضیائی نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اکیلی ہو؟"

"جی ہاں بیگم صاحبہ! تقسیم ملک کے فسادات میں میرے خاندان والے مار ڈالے گئے تھے۔ مجھے ایک نیک دل آدمی نے پالا تھا' لیکن پچھلے دنوں اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب میں بے سہارا ہوں۔"

"چہ.... چہ.... بڑے افسوس کی بات ہے.... تقسیم ملک نے بڑی قربانیاں لی ہیں۔ خیر میں کوشش کروں گی کہ یہاں تم خوش رہو.... لیکن.... لیکن تمہارا چہرہ عجیب ہے.... نہ جانے کیوں تمہیں دیکھتے ہی ذہن میں بندریا کا تصور ابھر آتا ہے۔ ہے نا؟"

اچانک جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"ارے ارے! تمہارا منہ تو چقندر ہو گیا"۔ بیگم ضیائی نے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں جولیا کا عکس دیکھتے ہوئے قہقہہ لگا کر کہا۔ "شاید تمہیں میری بات پر غصہ آ گیا ہے۔ بہت بری بات ہے اپنی مالکہ پر غصہ نہیں آنا چاہیے۔"

"مم.... مجھے غصہ نہیں آیا ہے۔" جولیا نے مدھم لہجے میں کہا۔ وہ اپنا غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"خیر.... خیر...." بیگم ضیائی نے کہا اور اپنا میک اپ کرتی رہی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آدھا گھنٹا میک اپ کرنے میں گزر گیا اور پھر بیگم ضیائی کھڑی ہو
مسکراتی ہوئی بولی۔ "کیا میں اچھی لگ رہی ہوں؟"

"جی ہاں بیگم صاحبہ"

"لیکن اب تم سوٹ کیس میں سے کپڑے نکال کر پھر الماری میں
دو میں نے باہر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔"

جولیا کو ارادے کی اس اچانک تبدیلی پر حیرت تو ہوئی تھی لیکن ا
ملازمہ کی حیثیت سے وہ اس کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے سوٹ کیس
کھولا اور اس میں سے کپڑے نکال نکال کر الماری میں رکھنے لگی۔

"ارے ارے! یہ کیا؟" بیگم ضیائی جھپٹ کر اس کے قریب پہنچ
جولیا بوکھلا کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔۔

"کیا تم بالکل بے وقوف ہو؟" بیگم ضیائی نے جھلائے ہوئے انداز
کہا۔ "گلابی ساڑھی پر نیلی ساڑھی رکھ دی۔"

"تت.... تو کیا ہوا بیگم صاحبہ"

"اس طرح اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ ہمیشہ نیلی ساڑھی پر گلابی ساڑ
رکھا کرو۔ اس طرح"۔ بیگم ضیائی نے کہتے ہوئے الماری کے خانے
دونوں ساڑھیاں اٹھائیں اور پھر نیلی ساڑھی رکھ کر اس پر گلابی ساڑھی
دی۔

جولیا نے سوچا کہ یہ عورت کریک ہے؟

"چلو رکھو جلدی۔" بیگم ضیائی نے کہا اور اور الماری کے پاس

ہٹ گئی۔

جولیا پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ بیگم ضیائی قریب ہی کھڑی
دیکھتی رہی تھی۔ پھر تمام کپڑے الماری میں رکھنے کے بعد جیسے ہی جولیا نے
الماری بند کرنا چاہی بیگم ضیائی ہاتھ اٹھا کر جلدی سے بولی۔ "ایک منٹ
ٹھہرو"

جولیا رک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"میرا خیال ہے مجھے جانا چاہیے۔" بیگم ضیائی بڑبڑائی۔ "اگر میں نہ
گئی تو شاید کام خراب ہو جائے۔ ہاں مجھے جانا ہی چاہیے میں جاؤں گی۔
سنو" وہ جولیا کی طرف دیکھ کر بولی۔ "کپڑے رکھ دو سوٹ کیس میں میرا جانا
ضروری ہے۔"

جولیا نے ایک طویل سانس لی اور کپڑے پھر سوٹ کیس میں رکھنے
لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کس قسم کی عورت ہے.... کبھی
کچھ.... کبھی کچھ۔

پھر جولیا نے سوٹ کیس بند کیا۔ بیگم ضیائی نے پھر قلابازی کھائی۔

"میرا خیال ہے کہ تم کپڑے رکھ دو۔ ایک ہی دن کے لئے تو جا رہی
ہوں خواہ مخواہ بوجھ لادنے سے کیا فائدہ بس فرکوٹ ساتھ لے جاؤں گی۔
ہاں ٹھیک ہے۔ تم کپڑے رکھ دو۔ہاں رکھ ہی دو۔"

جولیا نے ہونٹ بھینچ لیے اسے ایک بار پھر اس عورت پر تاؤ آ گیا
تھا۔ اسے عمران کی بات یاد آ گئی ملازم اس کے پاس ایک ہفتے سے زیادہ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

نہیں ٹھہرتے کیونکہ وہ بہت چڑچڑی ہے' لیکن جولیا سوچ رہی تھی کہ
چڑچڑی نہیں بلکہ کریک ہے' یا پھر اسے دوسروں کو پریشان کرنے میں مزہ آ
ہے۔ یہ دوسری بات بھی اس کے کریک ہونے کی طرف اشارہ کر رہی
تھی۔

جولیا نے کپڑے پھر الماری میں رکھنا شروع کر دیے۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔ میری عدم موجودگی میں تم گھر کی اور خاص
طور سے اس کمرے کی صفائی وغیرہ کر ڈالنا۔" بیگم ضیائی بولی۔ "اور ہاں۔
کیا تم ناشتا اچھا تیار کر سکتی ہو؟"

"بس تو ٹھیک ہے.... ناشتا تم ہی تیار کرنا.... کھانا میں کسی ہوٹل سے
کھا لیا کروں گی.... اور.... یہاں تھوڑی ہی دور پر ایک ہوٹل ہے۔ اس
لیے تم وہاں سے لے آیا کرنا۔ کیا تمہارے پاس پیسے ہیں؟"

"جی نہیں بیگم صاحبہ؟"

بیگم ضیائی نے اپنا پرس کھول کر دس دس کے تین نوٹ اسے دیے
اور کہا۔ "تم کھانا کھا لینا اور صبح کے ناشتے کے لیے سامان بھی خرید لانا۔ ا
ہاں تم نے اپنا نام اب تک نہیں بتایا۔"

"زہرہ"

"ہونہہ" بیگم ضیائی نے سر جھٹکا۔ "ملازماؤں کے نام ایسے نہیں
چاہئیں۔ میں تمہارا کچھ اور نام رکھوں گی۔ ٹھہرو ابھی بتاتی ہوں۔"

جولیا نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔ بیگم ضیائی کے ماتھے پر

پڑے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سوچ رہی ہو۔ پھر وہ اچانک
چٹکی بجا کر بولی۔ "ہاں.... ٹھیک ہے.... یہ نام تمہارے لیے ٹھیک رہے گا....
گل شبو.... کیا خیال ہے تمہارا ہاں' گل شبو ہی ٹھیک رہے گا۔ میں تمہیں
اسی نام سے پکارا کروں گی۔ اچھا اب میں چلتی ہوں۔ تم بھی میرے ساتھ
آؤ۔ دروازہ بند کر لینا۔"

"اچھا گل شبو خدا حافظ" بیگم ضیائی نے دروازے سے باہر نکل کر
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر برآمدے سے اترتی چلی گئی۔

جولیا نے دروازہ بند کیا اور پھر اس سے پیٹھ لگا کر آنکھیں بند کرتے
ہوئے ایک طویل سانس لی۔ اتنی ہی دیر بیگم ضیائی سے بات کر کے اسے اپنا
بھیجا ہلتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر اس نے اس وقت
چائے نہ پی تو اس کے سر کا درد بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

عجیب عورت ہے بیگم ضیائی۔

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

عمران نے فون پر بلیک زیرو کی آواز سنی۔ "ابھی تک تو حالات نے کوئی کروٹ نہیں لی جناب"۔

"ٹھیک ہے لیکن تم اس لئے بے پروانہ ہو جانا ابھی تک حالات نے کوئی کروٹ نہیں لی۔"

"بے فکر رہئے جناب! میں پوری طرح چاق و چوبند اور چوکنا رہوں گا۔"

"تمہاری جیب میں کتنے ریوالور رہتے ہیں؟"

"دو"

"اور فالتو راؤنڈ؟"

"وہ تو..." بلیک زیرو کہتے کہتے چپ ہو گیا۔

"نہیں رہتے۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "یہی کہنا چاہتے تھے؟"

"دراصل میں نے سوچا تھا کہ دو ریوالور کافی ہیں؟"

"نہیں۔" عمران نے کہا۔ "کچھ فالتو راؤنڈ بھی رکھا کرو۔ میں ہرگز

پسند نہ کروں گا کہ ہمیں پروفیسر سے ہاتھ دھونا پڑیں.... مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ اس اہم کام کے دوران میں پروفیسر کی رہائش کا بندوبست اسی عمارت میں کیوں نہ ہوا۔ اسے اس دوران باہر نہیں نکلنا چاہیے۔"

"دراصل پروفیسر ذرا آزادی پسند آدمی ہے۔ سرکاری طور پر اس کا انتظام کیا جانے والا تھا کہ پروفیسر اسی عمارت میں رہے لیکن خود پروفیسر اس بات کے لئے قطعی تیار نہیں ہوا۔ اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔" عمران نے سرہلا کر کہا۔ "لیکن موجودہ حالات میں یہ آزاد روش پروفیسر کے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔"

"مگر اب کون سمجھائے پروفیسر کو"

"تم سمجھاؤ تم نے بتایا تھا کہ وہ تم پر بہت مہربان ہے۔"

"میں کوشش کروں گا۔"

"ہاں، کیونکہ اسی میں پروفیسر کی بہتری ہو گی اور میں بھی ہر وقت اس کی طرف سے فکر مند نہ رہوں گا۔ اچھا اور کوئی بات؟"

"جی نہیں"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ اس وقت میک اپ میں تھا۔ اس کے چہرے پر گھنی داڑھی اور مونچھیں تھیں۔ وہ یہ میک اپ کرنے کے بعد باہر نکل ہی رہا تھا کہ بلیک زیرو کی کال آ گئی تھی۔

بلیک زیرو سے گفتگو کرنے کے بعد وہ اپنے فلیٹ سے نکلا اور کار میں بیٹھ کر ایک طرف چل پڑا۔ ساڑھے سات بجے تھے اور ٹھیک آٹھ بجے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اسے ایک ایسی جگہ پر چوہان سے ملاقات کرنا تھی جہاں دن میں بھی سناٹا رہتا تھا اور رات کو تو ایسی ویرانی چھا جاتی تھی کہ اندھا آدمی وہاں پہنچ کر خود کو قبرستان میں محسوس کرنے لگے۔

پونے آٹھ بجے عمران نے اپنی کار ایک ایسی سڑک پر کھڑی کی جہاں اور بھی بہت سی کاریں کھڑی ہوئی تھیں اور پھر وہ پیدل اس سڑک کی طرف چل پڑا جہاں اسے چوہان سے ملاقات کرنا تھی۔

گزشتہ رات سے سردی میں کچھ اضافہ ہو گیا تھا۔ ہوا کے تھپیڑے گراں گزرنے لگے تو عمران نے اوور کوٹ کے کالر کھڑے کر لئے اور جیبوں میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھتا رہا۔

ایک میل کا فاصلہ پندرہ منٹ میں طے ہو گیا۔ کافی فاصلے پر ایک را ہگیر دکھائی دیا.... ہر طرف ویرانی ہی ویرانی تھی اور ایسی خاموشی کہ اگر پتا بھی کھڑکتا تو آواز سنائی دے جاتی۔ روشنی کا بھی کوئی معقول بندوبست نہیں تھا۔ آدھے آدھے فرلانگ پر ایک ایک الیکٹرک پول نصب کر کے کارپوریشن کے افسران نے شاید یہ کہنے کی گنجائش پیدا کی تھی کہ انھوں نے شہر کی ایک بھی سڑک کو روشنی سے محروم نہیں رکھا ہے۔

عمران آگے بڑھتا رہا۔ کچھ دیر بعد اسے سامنے سے ایک را ہگیر آتا نظر آیا۔ اس کی چال سے عمران نے پہچان لیا کہ وہ چوہان ہی ہے۔ اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر ایک را ہگیر اور بھی تھا۔ عمران مدھم سروں میں ایک فرانسیسی گیت گنگنانے لگا تاکہ چوہان اگر اسے چال سے نہ پہچان سکے تو آواز

سے پہچان لے۔ اب عمران نے اپنا دایاں ہاتھ بھی اوور کوٹ کی جیب سے نکال لیا تھا۔

چوہان دھیرے دھیرے قریب آتا جا رہا تھا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے برابر سے گزرے۔ کھوے سے کھوا اور ہاتھ سے ہاتھ ٹکرایا تھا اور پھر چوہان کے ہاتھ سے ایک پرچہ سرک کر عمران کے ہاتھ میں آگیا۔

"معاف کیجے گا۔" چوہان نے ٹکراتے ہی کہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔" عمران کہہ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

چوہان کے پیچھے آنے والے را ہگیر کو شاید اس بات کا پتا نہ چل سکا ہو گا کہ اس ٹکراؤ میں کیا راز تھا؟"

کچھ دور نکل جانے کے بعد عمران نے سوچا کہ اب پلٹے لیکن ابھی اس نے صرف سوچا ہی تھا کہ عقب سے آواز آئی۔ "رک جاؤ دوست ورنہ گولی مار دوں گا۔" ایک تیز سرگوشی سنائی دی تھی۔

عمران ٹھٹک کر ایک دم رکا لیکن مڑا نہیں۔

"اب میری طرف دیکھو" آواز سنائی دی۔" لیکن جیب سے ہاتھ نکالنے کی کوشش کی تو اپنی موت کے خود ذمے دار ہو گے۔"

عمران نے ایک طویل سانس لی اور مڑا۔ ایک آدمی اس کے سامنے ریوالور تانے کھڑا تھا۔ عمران نے سوچا کہ اگر اس کا اندازہ غلط نہیں تو یہ وہی آدمی ہے جو چوہان کے پیچھے پیچھے آتا ہوا نظر آیا تھا۔

"کیا بات ہے بھائی صاحب" عمران نے بڑے شریفانہ لہجے میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"اگر تم مجھے لوٹنا چاہتے ہو تو یقین رکھو کہ میری جیب سے تمہیں کوئی رقم نہ مل سکے گی.... صرف ساڑھے چودہ آنے لے کر گھر سے چلا تھا۔"

"بکومت.... میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس آدمی کے سے کیا ملا تھا؟"

"کس آدمی کے ہاتھ سے" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"جس سے تم ٹکرائے تھے"۔

"اوہو تو کیا تمہارا خیال ہے کہ اس نے مجھے بی پی کی چاکلیٹ دی گی۔"

"میرا خیال ہے کہ اس نے تمہیں کوئی پرچہ دیا تھا اور تمہاری خیر اسی میں ہے کہ چپ چاپ وہ پرچہ میرے حوالے کر دو' لیکن خبردار اپنے ہاتھ جیب سے باہر نہیں نکالو گے.... میں خود تمہاری تلاشی لوں گا۔"

"بالکل.... بالکل.... جب ہاتھ جیب سے باہر نکلے بغیر کام ہو سکتا ہ ہاتھ نکالنے کی کیا ضرورت ۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے معنی خیز لہجے کہا۔ ریوالور پر اس کے دائیں ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی۔ عم چاہتا تو دوسرے ہی لمحے وہ اجنبی دشمن' فٹ پاتھ پر تڑپتا نظر آتا لیکن عم یہ نہیں چاہتا تھا۔ اس کی دانست میں اجنبی کا زندہ ہاتھ آ جانا زیادہ مفید ثابت ہوتا۔

پوزیشن ایسی تھی کہ عمران صرف اس کے ریوالور کو نشانہ نہیں سکتا تھا۔

"کیا مطلب!" اجنبی را گیر عمران کے لہجے پر چونک سا پڑا۔ عمران نے جلدی سے کہا۔ "مطلب یہ کہ جب تم میری تلاشی ہی لینا چاہتے ہو تو ے کیا پڑی ہے کہ اس سردی میں اپنے ہاتھ جیب سے نکالنے کی حماقت روں.... لیکن میرے پاس کوئی خاص چیز نہیں ہے دوست"۔

"یہ میں خود دیکھ لوں گا۔" اجنبی کہتا ہوا دو قدم آگے بڑھا اس نے ریوالور کی نالی عمران کے سینے سے لگا دی۔ اب پوزیشن ایسی ہو گئی تھی کہ عمران اس کے ریوالور پر فائر کر کے ریوالور اس کے ہاتھ سے گرا سکتا تھا لیکن ذرا ہوشیاری کی ضرورت تھی ورنہ خود اس کے زخمی ہو جانے کے امکانات بھی تھے۔ عمران نے یہ بھی سوچا کہ اجنبی ایسے معاملات میں اناڑی ی معلوم ہوتا ہے ورنہ اتنے قریب آ جانے کی حماقت ہرگز نہ کرتا۔ اس وقت اسے بڑی آسانی سے ٹھکانے لگایا جا سکتا تھا۔

اجنبی نے تلاشی لینے کی غرض سے اپنا بایاں ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے فائر کر دیا۔ گولی ٹھیک اس کے ریوالور پر لگی تھی۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اڑ گیا۔ اگر عمران نے تیزی سے اپنا سر ذرا پیچھے نہ جھکا لیا ہوتا تو شاید ریوالور اس کی ٹھوڑی زخمی کر دیتا۔ اجنبی کے منہ سے بے اختیار ایک ہلکی سے چیخ نکل گئی تھی۔ وہ ایک دم پیچھے بھی ہٹ گیا۔ اب عمران نے دایاں ہاتھ جیب سے نکال لیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"اب تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو دوست"۔ عمران نے پرسکون لہجے
کہا۔

"یہ.... یہ.... کیا ہوا تھا۔" اجنبی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میری جیب بڑی خطرناک ہے" عمران بولا۔ "کبھی اس میں
گولیاں نکلنے لگتی ہیں اور کبھی...."

عمران نے چونک کر اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس نے اپنے عقب
سے کس گاڑی کے آنے کا شور سنا تھا۔ انجن کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ
ہی ہوگی، لیکن سڑک پر روشنی نہیں دکھائی دی۔ شاید ہیڈ لائٹس بجھی ہو
تھیں اور عمران نے اس کا بجھا ہونا خطرے کی نشانی سمجھا۔ اس نے تیز
سے پلٹ کر دیکھا۔ کار بالکل قریب آ چکی تھی۔ عمران نے اس کی کھڑکی
ایک شعلہ سا لپکتا دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے اگر اپنے آپ کو تیز
سے فٹ پاتھ پر نہ گرا دیا ہوتا تو گولی اسی کے لگتی۔

لگاتار تین فائر کرتی ہوئی وہ کار تیزی سے آگے نکلی چلی گئی تھی۔

عمران نے اجنبی کو چیخ مار کر گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ کار اب بہت دور جا چکی تھی۔ عمران کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا اور راہگیر کی طرف جھپٹا جو چت پڑا ہوا کراہ رہا تھا۔

"کیا تم زندہ ہو" عمران نے اس کے دائیں شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اجنبی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی تھی۔ عمران نے اپنے ہاتھ میں چپچاہٹ محسوس اور ہاتھ کھینچ لیا۔

"مم.... میرے شانے میں گولی لگی ہے۔" اجنبی ہکلایا۔

"اوہ" عمران کو خیال ہوا کہ اس کے ہاتھ میں خون لگ گیا ہو گا جس کی وجہ سے چپچاہٹ محسوس ہوئی تھی۔ اندھیرا اتنا تھا کہ خون دکھائی نہیں دے سکتا تھا۔

اسی وقت اس طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں جدھر وہ کار گئی تھی۔ عمران نے جلدی سے اپنے ریوالور کا رخ اس طرف کر دیا جدھر سے آواز آئی تھی۔

ایک سایہ قریب آتا ہوا نظر آیا۔

"عمران صاحب.... عمران صاحب.... آپ ٹھیک تو ہیں نا"

آواز چوہان کی تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لی اور بولا۔ "ہاں میں ٹھیک ہوں، لیکن ہمارے یہ دوست زخمی ہو گئے ہیں۔"

میں نے فائرنگ کی آواز سنی تھی۔ یہ کون ہے" چوہان نے قریب آکر کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"فی الحال تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ تم جلدی جاؤ اور کیپٹن فیاض کو فون کر دو کہ وہ فوراً ایک ایمبولنس لے کر یہاں پہنچے اسے پتا اچھی طرح سمجھا دینا۔ اگر وہ تمہارے بارے میں پوچھے تو میرا نام بتا کر کہ دینا کہ ان کا دوست ہوں۔ بس اب جلدی جاؤ"

"کیا میں فون کر کے پھر واپس آؤں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی پرانی قیام گاہ پر چلے جاؤ۔"

"پرانی قیاہ گاہ؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ "جہاں آج کل مقیم ہو' وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے' اور اپنی اخبار کی ملازمت کو بھی ختم ہی سمجھو۔"

چوہان کے چلا جانے کے بعد عمران نے اجنبی را بگیر سے کہا۔ "کیا تم بہت زیادہ تکلیف محسوس کر رہے ہو؟"

"ہاں۔" جواب ملا۔

"آدھے گھنٹے یہ تکلیف اور برداشت کرنا پڑی گیا۔ ایمبولنس آنے میں اتنا وقت تو لگ ہی جائے گا۔ لیکن تم کون ہو اور تم نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟"

جواب میں وہ صرف کراہتا رہا' کچھ بولا نہیں۔

"نہیں بتاؤ گے" عمران نے سانس لے کر کہا۔

را بگیر اب بھی خاموش رہا۔ عمران بھی چپ ہو گیا۔ وہ چاہتا تو یہی تھا کہ اس آدمی کو اپنی قید میں رکھے' لیکن جب تک چوہان گاڑی لے کر

یہاں آتا اس وقت کسی را بگیر کے اس طرف آ نکلنے کے امکانات تھے۔ کسی کی کار بھی وہاں آ سکتی تھی اور پھر وہ لوگ عمران کو جب ایک زخمی کے ساتھ دیکھتے تو اس کو ان سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتی۔

عمران کا یہ قیاس درست ہی ثابت ہوا۔ کوئی پندرہ منٹ گزرے ہوں گے دو را بگیر باتیں کرتے ہوئے ادھر آ نکلے۔ عمران اور زخمی کو دیکھ کر وہ چونکے اور پھر عمران سے پوچھ گچھ کرنے لگے۔

"ہمیں ڈاکوؤں نے گھیر لیا تھا۔" عمران نے جواب دیا۔ "ان کی ایک گولی نے اس صاحب کو زخمی بھی کر دیا۔ اب میرے ایک ساتھی پولیس کو فون کرنے گیا ہوا ہے۔"

وہ دونوں عمران کے جواب سے مطمئن تو ہو گئے۔ لیکن وہیں کھڑے رہے۔ انہوں نے پولیس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا کہ آخر اس ویران سڑک پر کچھ سپاہیوں کی ڈیوٹی کیوں نہیں لگائی جاتی۔ کبھی کبھی وہ عمران سے مخاطب ہو کر اپنی بات کی تائید چاہنے لگے تھے۔ عمران۔ "ہوں ہاں۔" کرتا رہا' لیکن وہ ان دونوں کی طرف سے بے خبر بھی نہیں تھا۔ چوکنا نظروں سے ان کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔ اس کی دانست میں اس بات کے امکانات تھے کہ وہ دونوں' زخمی را بگیر کے ساتھیوں ہی میں سے ہوں۔

تھوڑی ہی دیر میں فیاض پولیس کے کچھ آدمیوں اور ایک ایمبولنس کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔

"سب سے پہلے تو ان صاحب کو اپنے آدمیوں کی نگرانی میں ہسپتال

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

روانہ کر دو۔ یہ زخمی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"کیا یہ تمہارے ریوالور کا کرشمہ ہے؟"

"نہیں۔" عمران نے کہا۔

"جھوٹ بول رہا ہے۔" اجنبی را بگیر کراہتا ہوا غرایا۔ "اس نے مجھے گولی ماری ہے۔ یہ بدمعاش ہے ڈاکو ہے؟"

"کیوں؟" فیاض عمران کو گھورنے لگا۔

"اسے ہسپتال پہنچاؤ یار۔ پھر میں ثابت کر دوں گا کہ میں نے تم سے جھوٹ نہیں بولا۔ اور وہاں' اس ریوالور کو ذرا احتیاط سے اٹھانا۔" عمران نے فٹ پاتھ پر پڑے ہوئے زخمی کے ریوالور کی طرف اشارہ کیا۔ "اس کے دستے پر انگلیوں کے نشانات ہوں گے جو ضائع نہیں ہونا چاہئیں۔"

فیاض اپنے آدمیوں کو ہدایات دینے لگا۔

○☆○

چونکہ بیگم ضیائی کہہ کر گئی تھی کہ آج رات نہیں آئے گی اس لیے جولیا دس ہی بجے سونے کے لئے لیٹ گئی ورنہ ابھی جاگتی ہی رہتی تاکہ بیگم ضیائی کے آنے پر اٹھ کر دروازہ کھول سکے۔

اس دوران میں جولیا نے دو مرتبہ ایکس ٹو اور دو مرتبہ عمران کو فون کیا تھا۔ لیکن گفتگو نہ کر سکی تھی۔ سلیمان نے اسے بتایا تھا کہ عمران موجود نہیں اور ایکس ٹو کے فون کی گھنٹی بجتی رہی تھی۔ کسی نے ریسیور نہیں اٹھایا تھا۔

جولیا کے ذہن میں ایک بار پھر شکوک و شبہات کا طوفان امنڈنے لگا۔ وہ پھر یہ سوچنے لگی کہ کیا عمران ہی ایکس ٹو ہے۔

پچھلے دنوں تو جولیا کو اس بات کا یقین ہی ہو گیا تھا جب وہ عمران کے ساتھ روفیمن کا تعاقب کرتی ہوئی جنوبی امریکا گئی تھی۔

اور آج رات پھر جولیا کا ذہن ان خیالات کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران اور ایکس ٹو ایک وقت غائب ہیں۔ آخر اس سے کیا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

مطلب اخذ کیا جائے؟ کیا یہی کہ عمران ہی ایکس ٹو ہے؟

جولیا ان باتوں پر ڈیڑھ دو گھنٹے تک غور کرتی رہی اور پھر نیند نے اس کے ذہن پر غلبہ پانا شروع کر دیا۔ وہ کمرے کی لائٹ بجھا کر لیٹی تھی۔ یہاں چونکہ لائٹ بلب لگا ہوا نہیں تھا اس لئے مکمل تاریکی تھی۔

غنودگی کی حالت میں اچانک جولیا کو قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اور وہ چونک پڑی۔ اس نے دونوں آنکھیں کھول دیں۔ کمرے میں گہری تاریکی تھی۔ جولیا غور سے سننے کی کوشش کرنے لگی اور پھر اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس کا وہم نہیں تھا۔ سناٹے کی وجہ سے قدموں کی وہ مدھم چھاپ صاف سنائی دے رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی راہ داری میں چل رہا ہو۔

کیا بیگم ضیائی واپس آ گئی ہے۔ جولیا نے سوچا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گی تھی، لیکن دوسرے ہی لمحے اسے خیال آ گیا کہ وہ تو دروازہ بند کر کے لیٹی تھی، پھر بیگم ضیائی اندر کیسے آ سکتی ہے۔

دفعتاً جولیا کے ذہن میں بیگم ضیائی کے الفاظ گونجے۔

"تمہیں ڈر تو نہیں لگتا۔" بیگم ضیائی نے اس سے کہا تھا۔ "مجھے تو رات کو اس عمارت میں بڑا ڈر لگتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ عمارت آسیب زدہ ہو۔"

اچانک جولیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا ہو۔ قدموں کی چاپ دروازے پر آ کر رک گئی تھی۔ جولیا کو یاد آ گیا کہ لیٹنے

سے پہلے اس نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند نہیں کیا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی جولیا کے جسم سے اس ٹھنڈک میں بھی پسینا پھوٹ پڑا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ عمارت آسیب زدہ ہو.... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ عمارت آسیب زدہ ہو.... ایسا معلوم ہوتا ہے....." بیگم ضیائی کے الفاظ جولیا کے ذہن میں گونجتے رہے اور اس کے دل کی دھڑکن بڑھتی چلی گئی۔ اسے رونگٹے بھی کھڑے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔

اسی وقت ہلکی سی چرچراہٹ ہوئی۔ دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا قریب تھا کہ جولیا کے منہ سے چیخ نکل جاتی لیکن اس نے اپنے اوپر قابو پالیا۔ دونوں ہونٹ اس طرح بھینچ لیے تھے جیسے چیخ کو قید کر لیا ہو۔

دروازے کا ایک پٹ پوری طرح کھل گیا۔ راہ داری میں بھی تاریکی تھی۔ جولیا کو ایک ہیولا سا دکھائی دیا۔

"کھٹ.... کھٹ...." وہ ہیولا آگے بڑھا۔

جولیا کے دل کی دھڑکن پہلے سے زیادہ تیز ہو گئی۔ اسے اپنا سر گھومتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ اسی وقت "چٹ" کی آواز ہوئی.... بجلی کا بٹن دبایا گیا تھا۔ ایک دم جو غیر متوقع طور پر روشنی ہوئی تو جولیا کو اپنے خوف پر قابو نہ رہ گیا۔ وہ چیخ پڑی، لیکن دوسرے ہی لمحے وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بیگم ضیائی کو دیکھ رہی تھی۔

"ڈر گئیں" بیگم ضیائی ہنسی۔ ہنسنے کا انداز بڑا سفاکانہ تھا۔ جیسے جولیا کو ڈرا کر اسے دلی مسرت حاصل ہوئی ہو۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تو اس کم بخت نے اسے جان بوجھ کر ڈرایا ہے۔ جولیا نے سوچا اور اسے غصہ آگیا قریب تھا کہ وہ بیگم ضیائی پر برس پڑتی' لیکن دوسرے ہی لمحے اسے خیال آگیا کہ وہ یہاں ایک ملازمہ کی حیثیت سے ہے اور ایکس ٹو چاہتا ہے کہ وہ کچھ دن یہاں اسی حیثیت سے گزارے' جولیا خون کے سے گھونٹ پی کر رہ گئی۔

بیگم ضیائی اب بھی دروازے میں کھڑی مسکراتی ہوئی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ جولیا کے خوف سے محظوظ ہو رہی ہو' اس نے کہا۔ "دراصل میں نے سوچا تھا کہ تم سو رہی ہو گی' اس لئے سامنے کا دروازہ کھلوانے کی بجائے عقبی دروازے سے آ گئی۔ اس دروازے پہ تالا لگا رہتا ہے اور اس کی چابی ہمیشہ میرے پاس رہتی ہے' لیکن تم تو بہت بری طرح ڈر گئیں تمہارا چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا ہے۔" بیگم ضیائی پھر اسی ظالمانہ انداز میں ہنسی اور پھر اس نے کہا۔ "اچھا اب سو جاؤ' میں جا رہی ہوں۔ صبح آٹھ بجے تک مجھے بیدار کر دینا۔ شب بخیر"

اس نے روشنی کا سوئچ آف کیا اور باہر نکل کر دروازہ بھی بند کر دیا۔

کھٹ کھٹ" کی آواز دور ہوتی چلی جا رہی تھی۔

جولیا نے ایک طویل سانس لی اور گر پڑنے کے سے انداز میں لیٹ گئی' لیکن پھر دوسرے ہی لمحے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس یقین تھا کہ ابھی بیگم ضیائی پھر واپس آئے گی کیونکہ اس کے کمرے کی صفائی نہیں کی گئی تھی۔ جولیا نے سوچا تھا کہ کل دن میں کرے گی۔ آج رات تو بیگم ضیائی کے آنے

کی کوئی توقع نہ نہیں تھی۔

جولیا کا خیال ٹھیک ہی ثابت ہوا۔ "کھٹ کھٹ" کی آواز تیزی سے قریب آتی سنائی دی۔ دروازہ کھولا۔ بیگم ضیائی اندر آئی اس نے لائٹ جلائی۔ جولیا نے اس کی تیوریوں پر بل پڑے دیکھے۔

"تم نے میرے کمرے کی صفائی نہیں کی" وہ غراتی ہوئی بولی۔"

"مم.... میں.... وہ.... بیگم صاحبہ.... دراصل میں نے سوچا تھا کہ آپ آج تو آئیں گی نہیں' اس لئے کل دن میں سب ٹھیک کر دوں گی۔"

"یہ کاہلی نہیں چلے گی۔" بیگم ضیائی نے منہ بنا کر کہا۔ "ابھی چلو.... اور چل کر میرا کمرہ صاف کر۔"

جولیا دل ہی دل میں جھنجھلا کر رہ گئی لیکن اٹھنا تو پڑا ہی تھا۔ وہ بیگم ضیائی کے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"جلدی سے کرو! میں اتنے میں کپڑے تبدیل کر لوں۔" بیگم ضیائی نے کہا۔

جولیا جلدی جلدی کام کرنے لگی۔ سب سے پہلے اس نے راشنگ ٹیبل صاف کی جو ایک گوشے میں لگی ہوئی تھی۔ میز کے نیچے ردی کاغذ کی باسکٹ رکھی ہوئی تھی۔ جولیا نے وہ نیچے سے کھینچ لی تاکہ سارا کوڑا اس میں جمع کر لے۔ دوسرے ہی لمحے اس کی نظریں باسکٹ میں پڑے ہوئے ایک کاغذ پر پڑیں۔ غالباً وہ کوئی خط تھا۔ جولیا کے ذہن میں برق کی طرح ایک خیال آیا۔ اگر وہ اس خط کو اڑا لے تو اچھا ہے۔ ممکن ہے اس میں کوئی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

خاص بات ہو۔ جولیا نے کن انکھیوں سے بیگم ضیائی کی طرف دیکھا جو
کپڑے تبدیل کرنے میں مصروف تھی۔ جولیا نے اسے اپنی طرف متوجہ
پاکر باسکٹ میں سے وہ خط نکالا اور اسے توڑ مروڑ کر اپنے گریبان میں رکھ
لیا۔

پندرہ بیس منٹ میں اس نے کمرے کو بالکل ٹھیک کر دیا تھا۔ اس
دوران میں بیگم ضیائی شب خوابی کا لباس پہنچ چکی تھی اور اب ڈریسنگ ٹیبل
کے سامنے بیٹھی رات کو سونے سے قبل لگانے والی لپ اسٹک سے اپنے
ہونٹ لال کر رہی تھی۔

"بیگم صاحبہ! یہ کوڑا کہاں پھینکوں؟" جولیا نے کہا۔

"بیگم ضیائی نے آئینے میں جولیا کی طرف دیکھا اور پھر بولی۔ "باسکٹ
میز کے نیچے رکھ دو"

"اس میں کوڑا بھر گیا ہے۔"

"ہاں ہاں' اسے میز کے نیچے رکھو" بیگم ضیائی نے جھنجھلائے ہوئے
انداز میں کہا۔ "صبح پھینک آنا۔"

"بہتر ہے۔" جولیا نے باسکٹ میز کے نیچے رکھ دی۔

"بس اب دفع ہو جاؤ۔" بیگم ضیائی ہاتھ ہلا کر بولی۔

اس انداز تکلم پر جولیا کو پھر تاؤ آگیا تھا لیکن وہ تیزی سے دروازے
کی طرف مڑ گئی۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے دروازہ سے بند کر لیا لیکن لائٹ

بجھائی۔ اپنے بستر پر بیٹھ کر اس نے گریبان سے وہ خط نکالا اور پڑنے
گی۔ تحریر انگریزی میں تھی۔

مائی ڈیئر قزلباش۔

آقائے معظم کے حکم کے بموجب تمہیں خط لکھ رہی ہوں۔ ان کا
حکم ہے کہ تم جمعے تک ضرور واپس آ جاؤ۔ دراصل تین بڑے آدمی ہمارا
مذہب قبول کرنے والے ہیں۔ جمعے کو تمام رسوم پوری ہوں گی۔ میرا خیال
ہے آقائے معظم چاہتے ہیں کہ.....

جولیا اس کے آگے نہ پڑھ سکی کیونکہ یہاں روشنائی گری ہوئی تھی۔
روشنائی کے اس دھبے سے صرف وہی ایک سطر نہیں بلکہ نیچے کی چار پانچ
سطریں متاثر ہوئی تھیں اس لئے بعد کی تحریر سے کوئی مطلب اخذ کرنا مشکل
ہو گیا تھا۔ پھر بھی جولیا نے اسے پڑھا۔ وہ تحریر کچھ یوں تھی۔

شخصیتیں پرنس کمباڈیا..... شوکت ظفر..... اور..... ہیں..... میں سمجھتی
ہوں کہ..... فائدہ مند ثابت ہوں گی..... یہ تینوں..... اور ان کی وجہ سے
جماعت..... اس کے علاوہ.....

ان سطور کے بعد کے حصے روشنائی کے دھبے میں چھپ گئے تھے نیچے
کسی کا نام بھی نہیں لکھا تھا۔ اس سے جولیا نے اندازہ لگایا کہ خط پورا نہیں
لکھا جا سکا ہے کہ اس پر روشنائی کی دوات الٹ گئی تھی۔ لکھنے والے نے
اسے باسکٹ میں پھینک دیا تھا اور اسے باسکٹ میں پھینکنے والی شخصیت بیگم
ضیائی کے علاوہ کون ہو سکتی تھی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جولیا نے خط کو تہ کر کے اپنے گریبان میں رکھا۔ اٹھ کر لائٹ بجھائی اور پھر پلنگ پر لیٹ گئی۔ وہ اس خط کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے وہ خط بڑا عجیب سا معلوم ہوا تھا۔ خاص طور سے "مذہب" والی بات اس کی سمجھ میں بالکل نہ آ سکی تھی۔ بیگم ضیائی نے قزلباش نام کے کسی آدمی کو اطلاع دی تھی کہ تین نئے آدمی مذہب قبول کرنے والے ہیں۔ آخر وہ کون سا مذہب ہے جس سے بیگم ضیائی کا تعلق ہے؟

جولیا نے کچھ دن ہوئے اڑتی اڑتی سی ایک خبر سنی تھی کہ شہر میں آج کل ایک نئے مذہب کا چرچا ہو رہا ہے۔ ایک باقاعدہ مذہبی جماعت تشکیل پا چکی ہے۔ لیکن جولیا کو اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم تھا۔ اس نے کوشش ہی نہیں کی تھی معلوم کرنے کی.... اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیا بیگم ضیائی اس جماعت میں شامل ہو چکی ہے؟

○☆○

زخمی کو ایمبولنس میں رخصت کرنے کے بعد فیاض پھر عمران کی طرف متوجہ ہوا اور عمران نے ایک ذرا سی تبدیلی کے ساتھ سارا واقعہ بیان کر ڈالا۔ اس نے فیاض کو یہ نہیں بتایا تھا کہ جس آدمی سے وہ چلتے چلتے ٹکرا گیا تھا، وہ چوہان تھا۔

عمران کی خاموش ہو جانے پر فیاض نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا واقعی وہ تمہارے لئے اجنبی تھا اور تم نے اس کے ہاتھ سے کوئی چیز نہیں لی تھی؟"

"نہیں، میں نے اس سے مدھو بالا کی تصویر لی تھی۔" عمران نے منہ بنا کر کہا۔

فیاض نے فوراً" ہی کچھ نہ کچھ کہا، لیکن آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس کو اب بھی عمران کے بیان پر یقین نہیں آیا ہے۔ پھر وہ بولا۔ "اچھا مجھے فون کس نے کیا تھا؟"

"میرا ایک دوست تھا اتفاقاً" ادھر آنکلا تھا۔ اچھا اب مجھے اجازت

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دو"۔ عمران نے چند لمحے بعد کہا۔

"نہیں ابھی تم کو میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلنا ہے۔ تمہارا بیان لکھا جائے گا جس پر تمہارے دستخط ہوں گے۔"

"اب یوں بھی گھسیٹو گے"۔ عمران نے طویل سانس لی اور پھر بولا۔ "کسی نے ٹھیک ہی لکھا ہے کہ... نیکی کر تھانے جا۔"

فیاض نے اس پر کچھ نہیں کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈکوارٹر کی طرف روانہ ہوئے وہاں آدھا گھنٹا لگ تھا۔ جب عمران نے اپنے بیان پر دستخط کر دیے تو فیاض بولا۔ "اب مجھے ہسپتال جانا ہے۔"

"کیا پیٹ میں درد ہو رہا ہے؟" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

فیاض نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر منہ بنا کر بولا۔ "کیا میں اس کا بیان نہیں لوں گا؟"

جواب میں عمران نے کچھ کہے بغیر اپنا ریوالور جیب سے نکال کر فیاض کے سامنے رکھ دیا۔

"اس کا کیا کروں" فیاض بولا۔

"اس میں پانچ گولیاں ہیں۔ چار میرے سینے میں پیوست کر کے ایک اپنی کنپٹی پر مار لو۔ سارے جنجھٹ ختم ہو جائیں گے۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"بکواس مت کرو"۔ فیاض کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"اررر... بیٹھو تو سوپر"۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تمہاری رپورٹ میں اس ریوالور کا اندرج بے حد ضروری ہے ورنہ میں واقعی پھنس جاؤں گا۔"

"کیوں!"

"کیا اس آدمی نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کے زخمی ہونے کا ذمے دار میں ہوں؟"

"اوہ! ہاں"

"لہٰذا یہ ریوالور رکھ لو۔ یہ پتا چلنا مشکل نہ ہو گا کہ اس کے شانے میں جو گولی پیوست ہوئی ہے وہ میرے ریوالور سے چلائی گئی ہے یا نہیں؟"

فیاض نے سرہلانے لگا اور پھر بولا۔ "اچھا اس آدمی کے بارے میں تمہاری رائے کیا۔"

"فی الحال میری کوئی رائے نہیں ہے۔ اس وقت جا کر تم اس کا بیان لوکل صبح مجھے حالات سے آگاہ کر دینا۔"

"تم نے بیگم ضیائی والے معاملے میں کیا کیا؟"

"فکر نہ کرو۔ میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ اس کے ہتھکڑیاں لگانے والا تمہارے علاوہ کوئی نہ ہو گا۔"

"مگر تم نے ابھی تو اس سلسلے میں کچھ کیا بھی نہیں۔"

"تم نے یہ کیسے سمجھ لیا؟"

"خیال ہے میرا۔"

"لغو خیال ہے۔" عمران نے کہا۔ "اچھا ٹاٹا"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

عمران نے اس کے کمرے سے نکل آیا۔ اب وہ اپنی کار میں واپس فلیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے اپنی جیب سے وہ پرچہ نکالا جو چوہان سے ملا تھا۔ مختصر سی تحریری تھی۔

آج کوئی خاص بات نہیں معلوم ہوئی... ویسے بیگم ضیائی آفس ہی کے آدمیوں پر شبہ کر رہی ہے۔

عمران نے پرچے کو مٹھی میں توڑ مڑوڑ کر جیب میں ڈال لیا۔ گھر پہنچتے ہی اس نے چوہان کو رنگ کیا تھا۔

"میں عمران بول رہا ہوں۔ تم ابھی تک جاگ رہے ہو۔"

"میرے ذہن میں تمام واقعات گھوم رہے ہیں۔"

"اچھا یہ بتاؤ کیا تم اس سڑک کے دوسرے سرے پر ٹیکسی سے اترے تھے؟"

"جی ہاں۔"

"کیا تم نے محسوس نہیں کیا تھا کہ ٹیکسی کا تعاقب ہو رہا ہے؟"

شاید میں نے غلطی کی تھی۔"

"یعنی تم نے اس بات پر دھیان ہی نہیں دیا تھا کہ تعاقب ہو رہا ہے یا نہیں؟"

"میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔"

"ہوں۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اسی کار میں تمہارا تعاقب کیا گیا ہوگا جس سے مجھ پر گولیاں برسائی گئی تھیں"

"اوہو! تو کیا آپ پر کسی کار سے گولیاں چلائی گئی تھیں؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا اور پھر مختصر طور پر وہ تمام واقعہ بیان کر دیا۔ پھر بولا۔ "جب تم پیدل اس سڑک پر روانہ ہو گے تو اس کار میں بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اتر کر تمہارا تعاقب شروع کیا ہو گا۔ کار وہیں رک گئی ہو گی۔ پھر جب تم نے پرچہ میرے ہاتھ میں دیا تو اس آدمی نے دیکھ لیا اور پھر... میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ پھر کیا ہوا۔ فائرنگ کی آواز سن کر وہ کار وہاں آ گئی تھی۔ اسی سے مجھ پر گولیاں برسائی گئیں لیکن جب فائر کرنے والے نے دیکھا کہ اس کا ساتھی چیخ کر گرا ہے اور میرا کچھ نہیں بگڑا تو پھر اس نے وہاں رک کر اپنے لیے مشکلات پیدا کرنا حماقت ہی سمجھا ہوگا۔ بہرحال ان واقعات نے تمہارے اس خیال کو ٹھیک ثابت کر دیا کہ بیگم ضیائی کو اپنے آفس کے ملازموں پر شک ہے' اسی لیے اس نے شاید تمام آدمیوں کی نگرانی شروع کروا دی ہوگی۔ بہرحال اب تم اپنی اس نوکری کو ختم سمجھو۔ بس اب آرام کرو۔"

"لیکن۔" چوہان جلدی سے بولا۔ "میرا کافی سامان اس فلیٹ میں ہے؟"

"کیا کسی قسم کے کاغذات بھی ہیں؟"

"کاغذات تو نہیں ہیں۔"

"بس تو پھر فی الحال سامان کی پروا نہ کرو۔ کیس کے خاتمے پر دیکھا جائے گا۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"لیکن آپ نے مجھے اس سڑک پر کیوں بلایا تھا؟"

"میں نہیں چاہتا تھا کہ تم مجھے فون کرو۔ مجھے یقین تھا کہ بیگم ضیائی
اپنے آفس کے ملازموں پر شبہ ہو گا اور وہ ان کی نگرانی شروع کرا دے گی
میں نے سوچا تھا کہ جب تم اس سڑک پر پہنچو گے تو اس بات کا اطمینان
لینے کے بعد ہی پہنچو گے کہ تمہارا تعاقب نہیں ہو رہا ہے اور اگر ہو رہا ہو
تو مجھے یقین تھا کہ تم اسے ڈاج دے کر نکل آنے کامیاب ہو جاؤ گے لیکن
ہوا اس کے برعکس بہرحال تمہاری اس حماقت سے اتنا فائدہ تو ہوا کہ
لوگوں کا ایک آدمی ہمارے ہاتھ لگ گیا۔

"کیا اس سے کچھ معلوم ہوا؟"

"ابھی نہیں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

رات کافی گزر چکی تھی۔ عمران نے کپڑے تبدیل کیے اور سونے
لئے لیٹ گیا۔ لیٹا ہی تھا کہ سلیمان آدھمکا۔

"کیوں!" عمران اسے گھورتا ہوا غرایا۔ "کیا میرے ساتھ سوئے گا؟"

"صاحب ایک بات بتانا تھی؟"

"جلدی سے بتا۔"

"دو مرتبہ جولیا صاحبہ نے فون کیا تھا اور دو مرتبہ آپ کے خاص
فون کی گھنٹی بجی تھی"۔

"ہوں... اور کچھ"۔

"جی نہیں۔"

"بس تو پھوٹ جا اب"۔

سلیمان چلا گیا۔

عمران کو یقین تھا کہ ایکس ٹو والے فون کی گھنٹی بجنے کا سبب بھی جولیا
ہی ہو گی۔ کیا کوئی خاص بات تھی جو اس نے بار بار فون کیا؟ عمران نے
سوچا کہ وہ اسے فون کرے لیکن اس احمقانہ خیال کو ذہن سے فوراً ہی نکال
پھینکا' سوچا کہ کل صبح جولیا اسے پھر فون کر ہی لے گی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دوسری صبح جولیا کافی دیر سے بیدار ہوئی۔ اس وقت جاگی جب اس کے کمرے کا دروازہ بری طرح پیٹا جارہا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

دروازہ کھولا تو بیگم ضیائی کا غضب ناک چہرہ نظر آیا۔

"تم اب تک سو رہی ہو لاٹ صاحبہ! تم سے کہا تھا ناکہ مجھے آٹھ بجے تک ناشتا تیار ملنا چاہئے۔"

"مم... میں... معافی چاہتی ہوں"۔ جولیا نے اپنے غصے پر قابو رکھتے ہوئے کہا۔ "دراصل رات کو سونے میں دیر جو ہو گئی تھی۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے وقت پر ناشتا ملنا چاہئے۔"

بیگم ضیائی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ "جاؤ جلدی جا کر تیار کرو۔ آئندہ کبھی دیر نہیں ہونا چاہیے۔"

"بہتر بیگم صاحبہ!" جولیا نے آہستہ سے کہا۔

بیگم ضیائی پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گی اور جولیا نے باورچی خانے کا رخ کیا۔ جلدی جلدی ناشتا تیار کیا اور ٹرے میں سجا کر بیگم ضیائی کے کمرے

میں پہنچی۔

"گڈ!" تم نے کافی پھرتی کا ثبوت دیا ہے۔" بیگم ضیائی بولی۔ اب وہ بالکل پرسکون نظر آ رہی تھی اور اس نے یہ جملہ مسکرا کر کہا تھا۔ "ٹرے میز پر رکھ دو اور پھر جا کر منہ ہاتھ دھو۔ میں ناشتا کر کے چلی جاؤں گی اور واپسی شاید دوپہر تک ہو۔"

جولیا نے خاموشی سے ٹرے لے جا کر میز پر رکھ دی اور پھر واپسی کے لیے مڑی۔ دروازے کی طرف جانے کے لئے اسے بیگم ضیائی کے قریب سے گزرنا پڑا تھا۔ پھر یہ ہوا کہ دوسرے ہی لمحے وہ اوندھے منہ گری۔ بیگم ضیائی نے اس کی ٹانگ میں ٹانگ ڑا دی تھی۔

"اررر... یہ... کیا..." وہ جلدی سے بولی۔

اتنے میں جولیا اٹھ کھڑی ہوئی۔ غصے میں اس کا سینہ دھونکنی کی طرح چلنے لگا۔ چہرہ سرخ ہو گیا تھا جیسے جسم کا سارا خون کھنچ کر وہیں آ گیا ہو۔ ضبط کرنے کی کوشش میں اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی" بیگم ضیائی نے بڑے نرم لہجے میں کہا لیکن اس کے ہونٹ پر ابھری ہوئی ہلکی سی مسکراہٹ اسے دیکھ کر جولیا کے آگ سی لگ گئی۔ اس کا دل تو یہی چاہتا تھا کہ الٹا ہاتھ بیگم ضیائی کے گال پر رسید کر دے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے سوچا کہ وہاں سے چلی ہی جائے ورنہ کچھ کر ہی گزرے گی۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے پشت پر بیگم ضیائی کا قہقہہ سنا تھا لیکن وہ نکلی ہی چلی گئی۔ غصے سے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ یہ ملازمت چھ
دے گی۔ ایکس ٹو سے صاف صاف کہہ دے گی کہ اسے اس پر مجبور کیا
تو وہ استعفیٰ دے دے گی۔

لیکن وہ ایسا نہ کر سکی۔ ایکس ٹو کی آواز سننے کے بعد اس میں اتنی
ہمت ہی نہ رہ گئی تھی کہ وہ اپنے غصے کا اظہار کر سکے۔

بیگم ضیائی کے چلے جانے کے بعد اس نے ایکس ٹو کو فون کیا تھا
اختصار کے ساتھ اسے تمام باتیں بتا دی تھیں۔

"ہوں!" ایکس ٹو نے سب کچھ سن لینے کے بعد کہا تھا۔ "یہ تو واقعی
بری بات ہے کہ وہ تمہیں اس طرح پریشان کرتی ہے۔ خیر ایک آدھ دن او
رکو پھر میں سوچوں گا کہ کیا ہونا چاہیے اگر میں نے اشد ضروری نہ سمجھا
تم وہاں سے چلی آنا۔ تو وہ اس وقت گھر پر نہیں ہے؟"

"ابھی ابھی کہیں گئی ہے۔"

"اچھا تو... ایک گھنٹے بعد تم کوٹھی سے نکلنا۔ جو خط تم نے حاصل کیا
ہے وہ کسی پیکٹ میں رکھ لینا۔ پھاٹک پر تمہیں عمران مل جائے گا۔ وہ پیکٹ
اس کے قریب پھینکتی ہوئی آگے نکل جانا۔ بس۔"

اور پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر جولیا
نے بھی ریسیور رکھ دیا اور کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی سامنے والی دیوار کی
طرف دیکھنے لگی۔

○☆○

جولیا سے گفتگو کرنے کے بعد عمران نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ
دوسرے کمرے میں اس فون کی گھنٹی بج اٹھی جس پر صرف "عمران" کو کال
کیا جاتا تھا۔ عمران جلدی سے وہاں پہنچا۔ فون پر دوسری طرف فیاض تھا۔

"وہ شہر کا ایک متمول آدمی ہے۔" فیاض نے عمران کو بتایا۔ "شاید تم
نے جمشید وارثی کا نام سنا ہو۔ ہمارے شہر میں فرنیچر کی سب سے بڑی دکان
اسی کی ہے۔"

"اہا... اچھا وہ... جمشید فرنیچر والا؟"

"ہاں وہی۔ اس دکان کے علاوہ بھی اس کے کچھ بزنس ہیں۔"

"اصل بات بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔ "اس نے بیان کیا دیا؟"

"تمہارے خلاف ہی دیا تھا۔"

"یعنی میں نے اس پر گولی چلائی؟"

"ہاں"۔

"اچھا پھر"۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"لیکن جب اسے بتایا گیا کہ اس کے شانے سے جو گولی نکلی ہے وہ
کسی اور ساخت کے ریوالور سے چلائی گئی ہے تو وہ چند لمحے کے لیے چپ
ہو گیا تھا۔ پھر کہنے لگا کہ ہو سکتا ہے اس آدمی کے پاس... یعنی تمہارے پاس
کوئی دوسرا ریوالور بھی رہا ہو۔ وہ بہرحال اس بات پر بضد ہے کہ اس پر
نے گولی چلائی تھی۔ میں بڑی الجھن میں پڑ گیا ہوں عمران اس کا کہنا ہے کہ
اس پر گولی چلانے والے کو گرفتار کر کے سخت کاروائی کی جائے ورنہ پھر
اوپر تک جائے گا۔"

"یعنی ہسپتال کی اوپری منزل تک" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"فضول باتیں نہ کرو۔ اسکی مراد افسران بالا سے ہے۔"

"اوہ! تم اس کی پروا نہ کرو۔ میں سنبھال لوں گا۔ ویسے تم اسے یقین
دلانے کی کوشش کرو کہ تفتیش کی جائے گی اور ثبوت حاصل ہونے کے بعد
مجرم کے خلاف سخت کروائی کی جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ اس خبر کو اخبار
میں نہیں آنا چاہیے۔"

"اتنی عقل مجھے بھی ہے۔ میں نے رات ہی کو اس کا انتظام کر دیا تھا
اگر یہ خبر شائع ہو جاتی تو اخبار والے اس بات کو اچھالتے کہ جس کے خلاف
زخمی نے بیان کر دیا ہے' وہ محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے
اس لیے معاملے کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

"ارے فیاض" عمران نے پرمسرت لہجے میں کہا۔ "آج کل بہت
ذہین ہوتے جا رہے ہو۔ نظر نہ لگ جائے۔"

"میں پوچھتا ہوں تم نے بیگم ضیائی کے سلسلے میں کیا کیا؟"

"آج ہی شادی کا پیغام بھیج رہا ہوں۔ اگر وہ تیار ہو گئی تو شادی کے
بعد جوتے مار مار کر اس کا دماغ درست کر دوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

پھر اس سے پہلے کہ فیاض کچھ کہتا۔ عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنی کار میں بیگم ضیائی کی کوٹھی کی طرف جا رہا
تھا۔ کار اس نے تھوڑے ہی فاصلے پر چھوڑ دی اور گھڑی پر نظر ڈال کر پیدل
آگے بڑھنے لگا۔ دور ہی سے اس نے جولیا کو دیکھ لیا جو پھاٹک پر کھڑی ہوئی
تھی۔ عمران نے رفتار تیز کر دی۔ پھر جب جولیا نے بھی اس کو دیکھ لیا تو اس
کی طرف بڑھی۔ درمیانی فاصلہ چند رفتار گیا تھا۔ جولیا آگے نکلی چلی گئی
تھی۔ عمران نے جولیا کے ہاتھ سے ایک پیکٹ گرتے دیکھا۔ جولیا آگے نکل
چلی گئی تھی۔ عمران نے کن انکھیوں سے ادھر ادھر دیکھا اور چند قدم بڑھ کر
وہ پیکٹ اٹھا لیا۔ پھر وہ سیدھا چلتا چلا گیا تھا۔ اس نے پیکٹ جیب میں ڈال
لیا۔ کافی آگے نکل جانے کے بعد وہ پلٹا جولیا سے پھر سامنا ہو گیا۔ وہ واپس
کوٹھی کی طرف جا رہی تھی۔ وہ دونوں اجنبیوں کی طرح ایک دوسرے کے
برابر سے نکلے چلے گئے۔

بیس منٹ بعد عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا وہ خط پڑھ رہا تھا جو اسے
جولیا سے ملا تھا۔ اس نے اس خط کو کئی بار پڑھا اور یہ سوچنے بغیر نہ رہ سکا
کہ یہ نامکمل خط بھی کافی سودمند ثابت ہو سکے گا۔ اس خط سے یہ بات بھی
ظاہر ہو رہی تھی کہ بیگم ضیائی کا تعلق اس مذہبی جماعت سے ہے جو آج کل

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کافی مشہور ہو گئی ہے۔ دوسرے یہ کہ دو ایسے نام معلوم ہو گئے تھے جو اس مذہبی جماعت میں شامل ہونے والے تھے۔ پرنس کمپاڈیا اور شوکت ظفر تیسرا نام روشنائی کے دھبے میں چھپ گیا تھا۔ پرنس کمپاڈیا اور شوکت ظفر مشہور شخصیتیں تھیں۔ دونوں کا تعلق ایک ایسی جماعت سے تھا جو موجودہ حکومت کی سب سے بڑی اور سب سے مضبوط مخالف تھی۔

لیکن قزلباش؟... عمران اپنے ذہن پر زور دیتا رہا۔ لیکن اسے یاد نہ آ سکا کہ یہ کون ہے۔ غالباً" کوئی غیر معروف آدمی تھا۔

عمران نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور صدیقی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جب رابطہ قائم ہو گیا تو اس نے اپنا نام بتانے کے بعد پوچھا۔

"تم پرنس کمپاڈیا کے نام سے واقف ہو۔"

"وہ سیاسی لیڈر۔"

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ "ایکس ٹو کا حکم ہے کہ تم اس کی نگرانی شروع کر دو۔"

"لیکن عمران صاحب مجھے اس کا پتا نہیں معلوم۔"

"معلوم کرو۔ میرا خیال ہے کسی بھی اخبار سے اس کا پتا چل جائے گا۔ نگرانی ہوشیاری سے ہونا چاہیے۔"

"بہتر ہے۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے نعمانی کو رنگ کیا اور اسے شوکت ظفر کی نگرانی پر مامور کیا۔

تیسرا فون اس نے تنویر کو کیا۔

"ایکس ٹو کو بن عقرب کی مذہبی جماعت کے بارے میں مفصل رپورٹ درکار ہے۔" عمران نے کہا۔ "یہ کام زیادہ سے زیادہ شام تک ہو جانا چاہیے۔"

"تم مجھ سے تحکم آمیز انداز میں گفتگو نہ کرو۔" تنویر خشک لہجے میں بولا۔

"یار تم خواہ مخواہ کاٹنے کو دوڑنے لگے۔ میرا لہجہ تحکم آمیز تو نہیں تھا۔"

"تھا۔" تنویر پر زور لہجے میں کہا۔

"اگر تھا تو ایکس ٹو سے شکایت کرو۔ اسی نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں تمہیں یہ حکم دوں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چھ ماہ پیشتر اس مذہبی جماعت کا وجود عمل میں آیا تھا۔ پہلے تو لوگ اسے دماغی خلل کے ایک مریض کی اختراع سمجھے تھے لیکن پھر سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس جماعت کا دائرہ انتہائی وسیع ہو گیا۔ چھ ماہ کے اندر اندر اس جماعت میں سینکڑوں لوگ شامل ہو چکے تھے۔ "انجمن پرستاران حق" کے نام سے شہرت پائی تھی۔ ان کا سربراہ لوگوں کے خیال کے مطابق مصری نژاد تھا۔ اس کا نام پہلے جو کچھ بھی رہا ہو لیکن اب اسے بن عقرب کے نام سے شہرت حاصل ہوئی تھی۔ اس کی تقریر نہایت متوازن اور لہجہ انتہائی متاثر کن تھا۔ شاید اسی لیے اس کی جماعت نے اتنی جلد اتنی وسعت حاصل کی تھی۔

انجمن پرستاران حق کا دفتر شہری حدود سے کافی دور ایک ویران سے مقام پر تھا۔ سرخ اینٹوں کی بنی ہوئی ایک قدیم طرز کی عمارت میں بن عقرب کی رہائش تھی۔ اس عمارت کے عقب میں ایک بلند چار دیواری کھنچوا کر ایک وسیع و عریض کمپاؤنڈ بنا دیا گیا تھا جہاں بیک وقت ایک ہزار

آدمی بڑے اطمینان سے بیٹھ کر بن عقرب کی تقریر سنا کرتے تھے۔ یہ تقریر مہینے میں تین مرتبہ ہوئی تھی۔ تقریر سے ایک دن پہلے سارے شہر میں بڑے بڑے پوسٹر چسپاں کر دیے جاتے اور اس طرح شہر کے بچے بچے کو معلوم ہو جاتا تھا کہ بن عقرب کی تقریر کس دن ہو گی۔

پہلی مرتبہ تو لوگ محض تفریحاً" ہی بن عقرب کی تقریر سننے جاتے تھے لیکن دوسری مرتبہ ایک نامعلوم سی کشش انھیں وہاں کھینچ لے جاتی تھی۔ پھر تیسری تقریر سن کر ان کا ذہن اس جماعت کے نظریات سے پوری طرح متفق ہو جاتا تھا اور وہ اس جماعت کے باقاعدہ رکن بن جاتے تھے۔ جن ذہنوں میں بہت زیادہ پختگی تھی ' وہ چوتھی یا پانچویں تقریر سن کر اس جماعت کے رکن بنتے تھے اور بعض دوسری ہی تقریر کے بعد اس جماعت کی سچائی پر ایمان لے آتے تھے۔

شروع میں تو بن عقرب کی تقاریر خالص مذہبی ہوتی تھیں لیکن پھر آہستہ آہستہ ان تقریروں پر سیاست کا رنگ چڑھتا گیا اور اب تو بن عقرب حکومت کے ہر معاملے پر کھل کر تنقید کرنے لگا تھا۔

سات آٹھ بجے تنویر نے ٹیلی فون پر عمران کو ان تمام تفصیلات سے آگاہ کیا۔ عمران دل ہی دل میں تنویر کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔ اتنی جلدی اس قدر معلومات حاصل کرنا آسان بات نہیں تھی۔

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب عمران نے صدیقی اور نعمانی کے فون بھی موصول کیے۔ ان دونوں نے پرنس کمپاؤنڈ شوکت ظفر کے بارے میں

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رپورٹ دی تھی۔ لیکن ان رپورٹوں سے عمران کو کوئی خاص بات نہ معلوم ہو سکی۔

صفدر نے بھی بیگم ضیائی کے بارے میں کوئی خاص اطلاع نہیں دی تھی۔

اور اب عمران کو بلیک زیرو کے فون کا انتظار تھا۔ ساڑھے چھ بجے تک عمران کو اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ پونے نو بج گئے لیکن بلیک زیرو نے اسے فون نہیں کیا۔ اچانک عمران کو کچھ خیال آیا اور اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر تنویر کے نمبر ڈائل کیے۔ سلسلہ مل جانے پر دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو!"

"میں عمران بول رہا ہوں۔ تم نے ایک خاص بات تو معلوم ہی نہیں کی' بن عقرب کی تقریر کس دن ہو گی؟"

"معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی؟"

"کیا تم آج گھر سے نہیں نکلے؟"

"نہیں۔"

"کیوں!" عمران کا لہجہ استعجابیہ تھا۔

"سارے شہر میں پوسٹر لگے ہوئے ہیں۔ بن عقرب کی تقریر کل رات نو بجے ہو گی۔"

"گڈ!" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس

نے فوری طور پر فیصلہ کیا تھا کہ وہ کل رات بن عقرب کی تقریر سننے ضرور جائے گا۔

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اتفاق سے آج پروفیسر افغانی کو پھر دیر ہو گئی تھی۔ وہ ساڑھے آٹھ بجے بلیک زیرو کو ساتھ لے کر شہر کی طرف روانہ ہوا۔ کار کے پیچھے اسی ملٹری آفیسر کی موٹر سائیکل فراٹے بھرتی چلی آ رہی تھی۔

"خدا کا شکر ہے کہ آج کاغذی تیاریاں تو مکمل ہو ہی گئیں!" پروفیسر نے بلیک زیرو سے کہا۔

"یعنی ایٹم بم کا فارمولا تیار ہو گیا؟"

"ہاں۔"

"لیکن پروفیسر اتنی زیادہ محنت آپ کو بیمار ڈال دے گی۔"

"اوہ.... نہیں...." پروفیسر ہنس پڑا۔ "اب میں اتنا کمزور بھی نہیں ہوں۔" بلیک زیرو چپ رہ جانے کے علاوہ کیا کر سکتا تھا۔

کار فراٹے بھرتی رہی۔ وہ اس ویرانے کا نصف راستہ طے کر چکے تھے۔

دفعتاً" بلیک زیرو چونکا۔ "اوہ! وہ کیا۔"

پروفیسر کی نظریں اس طرف اٹھ گئیں جدھر بلیک زیرو دیکھ رہا تھا۔ کافی فاصلے پر ایک ٹیلے کے پیچھے سرخ روشنی کی چمک سی اٹھ رہی تھی۔ کبھی وہ روشنی تیز ہوتی اور کبھی مدھم پڑ جاتی۔ اسی روشنی میں دھویں کے مرغولے بھی چکراتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"شاید آگ لگ گئی ہے۔" پروفیسر بڑبڑایا۔

"لیکن.... اس ویرانے میں.... آگ کہاں لگے گی۔"

"دیکھنا چاہیے۔" پروفیسر نے کہا۔ "ڈرائیور.... گاڑی کو اس ٹیلے کے قریب روکنا"۔

"میرا خیال ہے کہ نکل ہی چلیں تو بہتر ہو گا۔" بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"کیوں!" پروفیسر سے استعجابیہ لہجے میں کہا۔

"شاید ہم خطرے سے دو چار ہونے والے ہیں۔"

ڈرائیور نے گاڑی کی رفتار کم کر دی تھی۔

"ارے نہیں" پروفیسر ہنس پڑا۔ "آگ سے کیا خطرہ۔"

"لیکن...." بلیک زیرو نے جملہ پورا کیے بغیر اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔ پھر جلدی سے بولا۔ "اچھا تو گاڑی کو ٹیلے کے قریب نہ رکوائیے۔ کچھ فاصلے پر رکوائیے"

"اچھا" پروفیسر نے طویل سانس لے کر کہا۔ "تم لوگ تو خواہ مخواہ اتنا ڈر رہے ہو۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"بس ڈرائیور۔" بلیک زیرو بولا۔ "گاڑی روک دو بس یہیں روک دو"۔

ڈرائیور نے پورے بریک لگائے۔ جب گاڑی رکی تو وہ ٹیلا ان سے ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر تھا۔ ملٹری آفیسر کی موٹر سائیکل کار کے برابر میں رکی۔

"کیا بات ہے گاڑی کیوں رک گئی" ملٹری آفسر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ٹیلے کے پیچھے آگ لگ گئی ہے۔"

"جی ہاں دھواں تو اٹھ رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ فقیر کی جھونپڑی میں لگی ہے یہ آگ۔" آفیسر نے کہا۔

"کون فقیر!" پروفیسر نے پوچھا۔

"اس طرف" آفیسر نے میدان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "مچھیروں کی ایک بستی ہے وہ لوگ اس فقیر کو پہنچا ہوا بزرگ کہتے ہیں۔ اس کی جھونپڑی ہے اس ٹیلے کے پیچھے۔"

"اوہ" پروفیسر نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "کہیں بے چارے کی زندگی خطرے میں نہ ہو۔ ہمیں چل کر اس کی مدد کرنا چاہیے۔"

"پروفیسر، آپ نہ جائیں۔" بلیک زیرو نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "پہلے میں جا کر دیکھ آتا ہوں۔"

"اف فوہ" پروفیسر پھر ہنسا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مجھ کو بھی اپنی

زندگی اتنی پیاری نہیں جتنی تم لوگوں کو میری زندگی پیاری ہے۔ اچھا جاؤ، تم ہی جاؤ اور جلدی سے دیکھ کر آؤ کہ کیا معاملہ ہے۔"

بلیک زیرو نے کار سے اتر کر ملٹری آفیسر سے کہا۔ "آپ بھی یہیں رہیں۔"

"ہاں میں یہیں ہوں۔" آفیسر نے کہا۔

ٹیلے کے پیچھے وہ سرخ روشنی اب بھی دکھائی دے رہی تھی۔

بلیک زیرو تیزی سے اس ٹیلے کی طرف بڑھا۔ وہ چوکنا نظروں سے چاروں طرف دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ کچھ دکھائی نہ دے رہا ہوں۔ چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ صرف ٹیلے کے عقب میں روشنی دکھائی دے رہی تھی لیکن وہ اتنی تیز نہیں تھی کہ اردگرد کا ماحول بھی اس سے روشن ہو جاتا۔

بلیک زیرو نے اپنا ریوالور دائیں ہاتھ میں سنبھال رکھا تھا۔ اس ٹیلے کے قریب پہنچنے سے پہلے وہ ایک لمحے کو ایک جگہ رکا۔ چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ اب وہ ٹیلے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ چکر کاٹ کر ٹیلے کے عقب میں پہنچنے کی بجائے وہ ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ ٹیلہ زیادہ اونچا نہیں تھا۔ بلیک زیرو بہت جلد اس پر چڑھ گیا لیکن اوپر پہنچ کر وہ نہیں کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پہلے ایک بار پلٹ کر اپنے پیچھے دیکھا۔ پروفیسر کی گاڑی کی ہیڈ لائٹس بجھی ہوئی تھیں۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ شاید خطرے کے پیش نظر ملٹری آفیسر نے روشنی گل کر دینا ضروری سمجھا ہو گا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چاروں طرف سناٹا اور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

بلیک زیرو نے بڑی احتیاط سے دھیرے دھیرے اپنا سر اونچا کر کے ٹیلے کی دوسری طرف جھانکا اور پھر ایک سانس لے کر رہ گیا۔ اپنی گھبراہٹ پر اب اسے ہنسی آنے لگی۔

ٹیلے کی دوسری طرف کچھ فاصلے پر ایک جھونپڑی نظر آ رہی تھی اور اس جھونپڑی سے کچھ دور ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا۔ بے شمار لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ لگا دی گئی تھی اور اس آگ کے قریب ایک بوڑھا زمین پر آلتی پالتی مارے گوتم بدھ کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند معلوم ہو رہی تھیں اور وہ اس طرح ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا جیسے اس آگ کی پوجا کر رہا ہو۔ اس کے جسم پر ایک زرد رنگ کی چادر لپٹی ہوئی تھی۔

غالباً یہ وہی فقیر ہے۔ بلیک زیرو نے سوچا اور پھر اسے اس فقیر پر غصہ آ گیا۔ محض اس فقیر کی وجہ سے اتنی پریشانی ہوئی تھی۔ اگر وہ تھوڑی سے آگ جلاتا تو کیا حرج تھا اس نے تو بے شمار لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگائی تھی۔ اتنا بڑا الاؤ جل رہا تھا کہ دور سے اس کی روشنی اور دھواں دیکھنے والے یہی سمجھتے کہ کہیں آگ لگ گئی ہے۔

بلیک زیرو کا دل تو یہی چاہا تھا کہ جا کر اس فقیر کے دو چار ہاتھ جھاڑ دے لیکن پھر اس نے وقت ضائع کرنا فضول سمجھا اور ٹیلے سے اتر کر واپس کار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا اور اس کی چال میں بھی اب بے اطمینانی نہیں تھی۔

کار کے قریب پہنچتے ہی وہ چونک سا پڑا۔ ملٹری آفیسر وہاں دکھائی نہیں دے رہا تھا البتہ اس کی موٹر سائیکل وہیں کھڑی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ بھی خالی نظر آ رہی تھی۔

"پروفیسر" بلیک زیرو نے تیز قسم کی سرگوشی کی لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا۔ چاروں طرف پھیلی ہوئی تاریکی اب پراسرار معلوم ہونے لگی تھی۔

اچانک بلیک زیرو تیزی سے کار کی طرف جھپٹا۔ اس نے ایک بار پھر اپنا ریوالور جیب سے نکال لیا تھا۔ اس نے کار کی کھڑکی سے اندر جھانکا پچھلی نشستوں پہ کوئی پڑا ہوا تھا۔

"اوں..... اوں....." ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی اپنا منہ بند ہونے کے باوجود بولنے کی کوشش کر رہا ہو۔

بلیک زیرو نے جلدی سے کار کے اندر کی لائٹ جلا دی روشنی کرتے ہی سب سے پہلے ڈرائیور پر نظر پڑی۔ وہ ڈوریوں سے بندھا پچھلی نشست پر پڑا ہوا تھا۔ پچھلی نشست پر ملٹری آفیسر بھی اسی حالت میں نظر آیا لیکن پروفیسر کا کہیں پتا نہ تھا۔

"پروفیسر کہاں ہے؟" بلیک زیرو نے تقریباً چیختے ہوئے پوچھا۔

"اوں..... اوں اوں۔" آفیسر کے منہ پر رومال بندھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو جھکا اور رومال کھولنے لگا۔ وہ کھولنے کے بعد اس نے اس کے منہ میں ٹھنسا ہوا رومال بھی نکال دیا۔

"وہ..... وہ..... پروفیسر کو لے گئے۔" آفیسر نے ہانپتے ہوئے کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"اس طرف۔"

آفیسر کا اشارہ میدان کی طرف تھا۔

"مگر کیسے یہ ہوا کیسے" بلیک زیرو نے جلدی جلدی اس کے ہاتھ کھولتے ہوئے کہا جو ڈوریوں سے بندھے ہوئے تھے۔

دو تین آدمی اچانک مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے اور باقی آدمیوں نے کار کا دروازہ کھول کر پروفیسر کو اتار لیا تھا وہ لوگ تعداد میں چھ تھے اور حملہ بے غیر متوقع تھا اس لئے انھوں نے بڑی آسانی سے مجھے اور ڈرائیور کو بے ہوش کر کے کار میں ڈال دیا اور پھر وہ پروفیسر کو لے کر اس طرف چلے گئے۔"

"ہیڈ لائٹس کس نے بجھائی تھیں؟"

"میرے کہنے سے ڈرائیور ہی نے بجھائی تھیں۔"

"یعنی آپ کو بھی خطرے کا احساس ہو گیا تھا لیکن پھر بھی آپ چوکنے نہیں رہے"۔ بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔ اب وہ ملٹری آفیسر کے ہاتھ آزاد کر چکا تھا۔ پھر اس نے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کر دیا۔

دوسرے ہی لمحے پروفیسر افغانی کی شان دار بیوک سڑک سے کچے میں اتر گئی اور میدان کے گڑھوں میں اچھلتی ہوئی تیزی سے اس طرف بڑھنے لگی جدھر ملٹری آفیسر کے بیان کے مطابق پروفیسر کو لے جایا گیا تھا۔

"کیا وہ پیدل ہی گئے ہیں اس طرف؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں نے تو انھیں پیدل ہی جاتے ہوئے دیکھا تھا۔" ملٹری آفیسر

جواب دیا۔ وہ ڈرائیور کے منہ میں ٹھنسا ہوا رومال نکال رہا تھا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے ملٹری آفیسر کے خیال کے تردید ہو گئی۔ وہ لوگ یقیناً" پیدل نہیں تھے۔ بلیک زیرو نے کار کی ہیڈ لائٹس میں کچی زمین پر ٹائروں کے نشان دیکھے اور وہ نشان یقینی طور پر کسی جیپ کے تھے۔

بیوک اچھلتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی رہی۔

"تین چار منٹ گزرے ہوں گے کہ کافی فاصلے پر جگنو سے ٹمٹماتے نظر آئے۔

"یہ روشنیاں کیسی ہیں" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ مچھیروں کی بستی ہے۔" آفیسر نے بتایا۔ وہ ڈرائیور کے ہاتھ کھولنے کے بعد اب اپنے پیروں سے بندھی ڈوریاں کھولنے لگا تھا۔

بہت دور نظر آنے والے جگنو اب چراغوں کی طرح دکھائی دینے لگے تھے۔ بیوک اچھلتی ہوئی برابر آگے بڑھتی رہی۔ اس کی ہیڈ لائٹس ٹائروں کے نشانات کو واضح کیے ہوئے تھیں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ بستی کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں سے ایک ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر ساحل سمندر تھا۔ انھیں ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے موجیں ساحل سے ٹکرا رہی ہوں۔ ٹائروں کے نشانات ساحل کی طرف پہنچ کر رک گئی۔

بلیک زیرو، ملٹری آفیسر اور ڈرائیور پھرتی کے ساتھ بیوک سے اتر کر جیپ کی طرف بڑھے۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ساحل سمندر سے بیس پچیس گز کا فاصلہ ہو گا جہاں وہ جیپ کھڑی تھی۔

ساحل پر بے شمار کشتیاں اور لانچیں کھڑی تھیں۔ کچھ کھلے سمندر کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھیں اور کچھ جانے کی تیاریوں میں تھیں۔ ان تمام کشتیوں کا تعلق مچھیروں سے تھا جو رات بھر مچھلیاں پکڑ کر صبح سویرے شہر لے جا کر بیچا کرتے تھے۔

جیپ کی پچھلی نشست پر ایک آدمی بڑے اطمینان سے بیٹھا پائپ پی رہا تھا وہ بلیک زیرو وغیرہ پر ایک نظر ڈال کر ساحل سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔

ملٹری آفیسر نے ذرا جلد بازی سے کام لیا تھا۔ وہ ایک دم اپنا ریوالور نکال کر گرجا۔ "اے مسٹر... پروفیسر کہاں ہے؟"

بلیک زیرو کو اس کا یہ انداز کھل گیا تھا لیکن پھر اس نے سوچا کہ ملٹری کے آدمی سے اس کے علاوہ کوئی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔

اجنبی نے چونک کر پھر ان کی طرف دیکھا اور پلکیں جھپکاتا ہوا بولا "کیا آپ مجھ سے مخاطب ہیں؟" اور پھر اس کی نظریں ریوالور اور پر گئیں۔

ملٹری آفیسر پھر گرجنے والا تھا کہ بلیک زیرو نے اس کا شانہ تھپتھپا اسے خاموش کر دیا' پھر وہ اجنبی سے نرم لہجے میں بولا۔ "ہم لوگ ایک اغ کی تحقیق کر رہے ہیں اور واقعات اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں

اغوا اس جیپ میں ہوا ہے۔"

"اس جیپ میں؟" اجنبی نے حیرت سے کہا اور پھر خفیف سا مسکرا کر بولا۔ "شاید آپ لوگ کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے۔" بلیک زیرو نے اس آدمی کو آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "لیکن.... کیا آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں گے؟"

"میرا نام سروپ کمار ہے۔ میں رائے بہادر نریندر کمار کا لڑکا ہوں۔ غالبا آپ نے میرے پتا جی کا نام ضرور سنا ہو گا۔"

بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔ رائے بہادر نریندر کمار کا نام اس کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ ممبر آف پارلیمنٹ کے لڑکے پر اس طرح ریوالور تاننا مصیبت کا سبب بھی بن سکتا ہے اگر اس کے خلاف کچھ ثابت نہ کیا جا سکا۔

"آپ ریوالور جیپ میں رکھ لیں۔" بلیک زیرو نے ملٹری آفیسر سے کہا۔

"لیکن...."

"آپ میری بات تو سنیں۔" بلیک زیرو نے اتنے مدھم لہجے میں کہا کہ سروپ کمار اس کی آواز نہ سن سکے۔ "اگر اسے بھاگنا ہوتا تو یہ اطمینان سے بیٹھا ہوا نہ ملتا۔"

"ہوں۔" ملٹری آفیسر کی سمجھ میں بات آ گئی اور اس نے اپنا ریوالور اور ہولسٹر میں لگا لیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سروپ کمار کی نظریں انھیں پر تھیں۔ ایک ملٹری آفیسر کو اس طرح ریوالور تانے دیکھ کر کئی مچھیرے تھوڑے سے فاصلے پر جمع ہو گئے تھے اور بڑی تیزی سے آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔

"آپ یہیں رکیں! میں ابھی آتا ہوں۔" بلیک زیرو سے کہا اور ان مچھیروں کی طرف بڑھا۔ اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر سب مچھیرے ایک دم خاموش ہو گئے تھے۔ وہ مچھیرے جیپ سے اتنی دور کھڑے تھے کہ ان کی آوازیں جیپ تک نہیں سکتی تھی۔

بلیک زیرو نے ان کے قریب پہنچ کر بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق پولس سے ہے اور ہم ایک خاص معاملے کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ کیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ یہ جیپ یہاں کب سے کھڑی ہے؟"

"آپ لوگوں کے آنے سے سات آٹھ منٹ پہلے کی بات ہے۔" ایک نوجوان مچھیرے نے جواب دیا۔

"کیا آدمی جیپ میں اکیلا ہی ادھر آیا تھا؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں' اس کے اور ساتھی بھی تھے۔"

"اب وہ کہاں ہیں؟"

"وہ لوگ ایک لانچ میں بیٹھ کر گئے ہیں۔" نوجوان مچھیرے نے کہتے ہوئے سمندر کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ کتنے تھے۔"

"پانچ چھ تھے۔"

"پانچ.....یا چھ؟"

"یہ تو مجھے ٹھیک سے خیال نہیں صاحب"۔

"کیا ہمیں کوئی لانچ مل سکتی ہے؟" بلیک زیرو جلدی سے بولا۔

"ہاں صاحب! مل جائے گی۔"

اسی وقت بلیک زیرو نے ایک ہیلی کوپٹر کو دیکھا جو سمندر کی طرف سے ساحل کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

بلیک زیرو جلدی سے واپس جیپ کے قریب گیا اور بولا۔ "مسٹر سروپ کمار.....کیا آپ بتائیں گے کہ یہاں آپ کس مقصد کے تحت آئے تھے؟"

"میرے کچھ دوستوں کو مچھلی کے شکار سے دلچسپی ہے۔ انہی کے ساتھ چلا آیا تھا۔ وہ لوگ ایک لانچ میں مچھلی کا شکار کھیلنے گئے ہوئے ہیں۔"

"اور آپ یہاں کیوں ہیں؟"

"مجھے مچھلی کے شکار سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان لوگوں کا اصرار تھا اس لئے چلا آیا۔"

بلیک زیرو نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر پھر چپ ہو گیا کیونکہ سمندر کی طرف سے آنے والا ہیلی کوپٹر شور مچاتا ہوا اب ان کے سروں پر سے گزر رہا تھا۔ اس کی آواز میں بلیک زیرو کی آواز دب جاتی اس لئے وہ چند لمحے کے لیے چپ رہ گیا۔

"میں ابھی آپ کے ان ساتھیوں سے ملنا چاہتا ہوں۔" بلیک زیرو نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ویران سڑک پر کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ ایک مقام پر عمران نے پولیس جیپ کو میدان کی طرف سے سڑک پر آتے دیکھا۔ سڑک پر آکر وہ رک گئی تھی۔ عمران نے اس کے قریب ہی اپنی کار روک دی۔ جیپ سے محکمہ سراغ رسانی کے دو افسر' دو سپاہی اور بلیک زیرو اتر رہے تھے۔

عمران اپنی گاڑی سے اترا۔ وہ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ عمران تیزی سے چلتا ہوا بلیک زیرو کے قریب پہنچا۔

"کیا بات ہے نادر' کیا ہو گیا۔ میں نے تمہیں کئی بار فون کیا تھا لیکن جب جواب نہیں ملا تو میں تمہارے گھر پر پہنچا۔ وہاں قفل لگا ہوا تھا۔ میری پریشانی بڑھ گئی اور اب میں تمہیں دیکھنے کے لیے اٹامک انرجی کمیشن کی عمارت کی طرف جا رہا تھا۔"

"دراصل کچھ ایسے واقعات پیش آ گئے ہیں جن کی وجہ سے میں وقت پر گھر نہیں پہنچ سکا۔ پروفیسر افغانی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"اغوا؟" عمران اچھل پڑا۔

"جی ہاں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔" محکمہ سراغ رسانی کے آفیسر نے کہا اور پھر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔ "آپ کی تعریف؟"

"میرے دوست ہیں۔" بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔ "رات کا کھانا

ہم دونوں ساتھ ہی کھاتے ہیں۔ آج مجھے دیر ہو گئی تھی اس لیے انھوں نے مجھے فون کیا ہو گا اور...."

"خیر خیر" اسی آفسر نے کہا اور پھر عمران سے بولا۔ "معاف کیجئے گا۔ آپ یہیں رک کر مسٹر نادر کا انتظار کریں۔"

"ب...ب...بہتر ہے...." عمران اس طرح ہکلایا جیسے ان سے مرعوب ہو گیا ہو۔

پھر وہ چاروں سڑک پار کر کے ٹیلوں کی طرف چلے گئے۔ عمران نے انھیں جس ٹیلے یک طرف جاتے دیکھا' اس کے عقب سے ایسی روشنی بلند ہو کر فضا میں پھیل رہی تھی جیسے وہاں آگ لگ گئی ہو۔ عمران نے دور ہی سے اس کو دیکھ لیا تھا اور یہ سوچتا ہوا یہاں تک چلا آیا تھا کہ اس ویرانے میں آگ کہاں لگ گئی۔

بلیک زیرو وغیرہ کے اس طرف چلے جانے کے بعد نے ایک طویل سانس لی اور کھوپڑی سہلاتا ہوا واپس اپنی کار میں بیٹھا۔ بعض اوقات یہ بات اس کے لیے بڑی تکلیف دہ ہوتی تھی کہ سیکرٹ سروس والے کھل کر کسی کے سامنے نہیں آ سکتے تھے۔ انھیں پس پردہ ہی رہ کر کام کرنا پڑتا تھا اور اسی لیے بعض اوقات دشواری بھی ہو جاتی تھی۔ اس وقت عمران چاہتا تھا کہ خود اس تفتیش میں حصہ لے مگر محکمہ سراغ رسانی کے لوگوں کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا کرنا کیا معنی' وہ جسارت بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ان لوگوں کے پیچھے پیچھے اس ٹیلے کی طرف جائے اگر وہ ایسا کرتا تو محکمہ سراغ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اس وقت ان اس وقت کہا جب ہیلی کوپٹر کچھ دور نکل چکا تھا۔

"لیکن وہ دو ڈھائی گھنٹے بعد لوٹیں گے۔"

"آپ میرے ساتھ لانچ میں چلئے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں انتظار کر چکا ہوں۔" پھر وہ ملٹری آفیسر سے بولا۔ "آپ ایک رقعہ لکھ کر ڈرائیور کو شہر بھیج دیجئے۔ اعلیٰ حکام کو اس واقع کی اطلاع فوراً" ہونا چاہیے ضروری تو یہ تھا کہ ہم سڑک ہی سے ڈرائیور کو موٹر سائیکل پر بھیج دیتے لیکن جلدی میں نہ مجھے خیال رہا اور نہ آپ کو۔ بہرحال اب دیر نہ کیجئے۔"

○☆○

جب ساڑھے گیارہ بجے تک بلیک زیرو کا فون نہیں آیا تو عمران کی پریشانی بڑھ گئی۔ اس دوران میں وہ دو مرتبہ خود بھی بلیک زیرو کو فون کر چکا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے اس نے تیسری بار فون کیا لیکن دوسری طرف بس گھنٹی بجتی رہی۔ کسی نے ریسیور نہ اٹھایا عمران کو تشویش بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے پروفیسر افغانی کے گھر فون کیا دوسری طرف اسے پروفیسر کی بیوی نے بڑی گھبرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ کہ وہ ابھی نہیں آئے غالباً وہ بے چاری بھی پریشان ہو گئی تھی۔

عمران نے جلدی سے ریسیور رکھا۔ پانچ منٹ کے اندر کپڑے تبدیل کیے اور سلیمان کو دروازہ بند کرنے کے لئے کہتا ہوا فلیٹ سے نکل آیا۔

ذرا ہی دیر بعد وہ اپنی کار میں اٹامک انرجی کمیشن کی عمارت کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ شہر کی حدود میں بھی تیس چالیس کی رفتار رہی تھی۔ پھر شہر سے نکلتے ہی کار میں لگے ہوئے اسپیڈ و میٹر کی سوئی ساٹھ اور ستر کے درمیان جھولنے لگی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رسانی کا وہ افسر شاید اسے ڈانٹ بھی دیتا کیونکہ وہ اس سے وہیں رکنے کے لیے کہہ کر گیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اگر اس افسر کو عمران کی شخصیت معلوم ہو جاتی تو وہ عمران کے پیچھے دم ہلاتے پھرنے میں بھی فخر محسوس کرتا۔

کار میں بیٹھ کر عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اس کا کاغذ پھاڑا اور اس میں سے ایک پیس نکال کر منہ میں ڈال لیا۔

محکمہ سراغ رسانی کے وہ دونوں افسران صرف ایک سپاہی کو اپنے ساتھ لے کر گئے۔ دوسرا سپاہی وہیں جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اب سگریٹ جلا رہا تھا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو شاید عمران چھپتا چھپاتا محکمہ سراغ رسانی والوں کے پیچھے لگ لیتا اور یہ دیکھ آتا کہ وہ لوگ اس ٹیلے کے پیچھے کیوں گئے ہیں اور وہ آگ کیسی ہے لیکن اس سپاہی کی موجودگی میں عمران ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر ایسا کرتا تو یہ بات یقینی تھی کہ وہ سپاہی اپنے افسروں کو اس حرکت کے بارے میں بتا دیتا اور عمران کو ان لوگوں کے اوندھے سیدھے سوالات کا نشانہ بننا پڑتا۔

ان لوگوں کو گئے ہوئے پانچ منٹ گزر گئے۔ آخر عمران سے زیادہ دیر کار میں نہ بیٹھا گیا اور وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا جیپ کے قریب پہنچا اور سپاہی سے بولا۔ "کیوں دوست چیونگم کھاؤ گے؟"

"جج.....جی نہیں.... شکریہ۔" سپاہی نے جلدی سے کہا۔

"ارے کھا لو یار" عمران نے بڑی تکلفی سے کہا اور جیپ سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

سپاہی پہلے تو ذرا جھجکا لیکن پھر اس نے چیونگم کا پیکٹ عمران کے ہاتھ سے لے لیا۔

"شکریہ صاحب! اس وقت مجھے پیاس بھی بڑے زور کی لگ رہی ہے۔"

"پھر بھی تم سگریٹ پی رہے ہو"

"کیا کرتا صاحب! دونوں ہی طلبیں ہیں۔ ایک طلب نہیں بجھ سکتی تھی، دوسری طلب ہی بجھالیں" سپاہی نے ہنس کر کہا۔

اور عمران اس "طلبیں" والی ترکیب پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

سپاہی نے چیونگم کا ایک پیس اپنے منہ میں ڈال کر عمران کو پیکٹ واپس کرتا لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "نہیں نہیں۔ اپنے پاس ہی رکھوں میرے پاس پیکٹ اور ہے۔"

"شکریہ صاحب" سپاہی نے پیکٹ اپنی جیب میں رکھ لیا۔

عمران مڑ کر اس ٹیلے کی طرف دیکھا اور پھر سپاہی سے بولا۔ "یہ لوگ ادھر کہاں گئے ہیں؟ کیا پروفیسر کو اغوا کر کے ادھر لے جایا گیا ہے؟"

"نہیں صاحب! ادھر تو کسی فقیر کی جھونپڑی ہے اور اس فقیر نے آگ لگائی ہے۔"

"اپنی جھونپڑی میں آگ لگا دی اس نے" عمران حیرت سے بولا۔

"نہیں، جھونپڑی سے دور جلائی گئی ہے۔ مجھے تو ٹھیک سے معلوم نہیں اور صاحب بتا رہے تھے کہ اس نے بہت سی لکڑیاں جمع کر کے ان

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

میں آگ لگائی ہے اور اس طرح آگ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے جیسے آگ تاپ رہا ہوں نادر صاحب نے بتایا تھا کہ اس آگ کو دیکھ کر پروفیسر افضلانی نے اپنی کار کوائی تھیں پروفیسر صاحب اس وقت شہر جا رہے تھے۔"

"یہ کس وقت کی بات ہے" عمران پوچھ بیٹھا۔

"شاید نو بجے کا وقت بتایا تھا نادر صاحب نے۔"

"اوہ.... اچھا پھر کیا ہوا؟"

"نادر صاحب یہ دیکھنے کے لئے کہ آگ کہاں لگی ہے' اس ٹیلے کی طرف گئے تھے پھر جب وہ واپس لوٹے تو پروفیسر صاحب غائب تھے۔ ان کو اغوا کرنے والوں نے ڈرائیور اور ملٹری کے افسر کو ڈوریوں سے باندھ کر وہیں ڈال دیا تھا۔ نادر صاحب نے ڈوریاں کھولیں۔ ملٹری کے افسر نے انھیں بتایا تھا کہ وہ لوگ پروفیسر کو اس طرف لے گئے ہیں۔ بس پھر نادر صاحب پروفیسر صاحب کی تلاش میں اس طرف روانہ ہو گئے جدھر۔۔۔"

اچانک سپاہی نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور پھر جلدی سے بولا۔ "وہ لوگ آ رہے ہیں۔"

عمران نے پلٹ کر دیکھا۔ "وہ لوگ واقعی واپس آ رہے تھے لیکن انہیں دیکھ کر عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں کہ اب ان کی تعداد دو چار کی بجائے پانچ ہو چکی تھیں

سپاہی جلدی سے بولا۔ "آپ انھیں بتائیے گا نہیں کہ میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے۔"

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے تم بے فکر رہو"۔ عمران.... کہہ کر جیپ کی پاس سے ہٹ آیا۔

اتنے میں وہ لوگ قریب آ چکے تھیں ان لوگوں میں جس پانچویں فرد کا تذکرہ ہوا تھا' وہ ایک بوڑھا آدمی تھا اس نے اپنے جسم پر زرد رنگ کی بر لپیٹ رکھی تھیں اس کی عمر پچاس سال کے قریب رہی ہو گی۔ لمبی سی داڑھی تھی اور بال بھی کافی بڑے بڑے تھے عمران نے اندازہ لگایا کہ یہ وہی فقیر ہو گا جس کا تذکرہ سپاہی نے کیا تھا۔

فقیر کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ گھبرایا ہوا اور خوف زدہ ہے پانچوں اسے حراست میں لیا جا چکا تھا۔

جب وہ سب جیپ کے قریب آ گئے تو محکمہ سراغ رسانی کے افسر بلیک زیرو سے کہا۔ "آپ جا سکتے ہیں۔ ضرورت پڑی تو کل صبح آپ کو فون کر کے ہیڈ کوارٹر بلا لیا جائے گا۔"

"بہتر ہے۔" بلیک زیرو نے اس سے کہا اور پھر عمران سے بولا۔ "چلئے۔"

وہ دونوں کار میں آ بیٹھے اسی وقت جیپ اسٹارٹ ہوئی اور سڑک سے اتر کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

"اور اب کہاں جا رہے ہیں یہ لوگ؟" عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"ساحل سمندر کے قریب مچھیروں کی بستی میں۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔ "اگر آپ اس وقت وہاں جائیں تو آپ کو محسوس ہو گا کہ سارا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

محکمہ سراغ رسانی وہاں جمع ہو گیا ہے۔"

"ظاہر ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا "پروفیسر افغانی کی شخصیت معمولی تو نہیں لیکن تم سے یہ حماقت ہوئی کیوں؟" عمران کا لہجہ سخت گیا۔ "میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ شہری حدود میں آ جانے سے پہلے پروفیسر کا ساتھ قطعی نہ چھوڑنا لیکن تم آگ کی تحقیقات کرنے کے لئے اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ آخر کیوں! حیران نہ ہو' اس سپاہی سے مجھے کچھ حالات معلوم ہو گئے ہیں۔"

بلیک زیرو نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھر بولا۔ "میں نے کوشش کی تھی کہ پروفیسر افغانی کار وہاں نہ رکوائے لیکن اس نے میری نہیں مانی۔"

اور پھر بلیک زیرو نے بعد کے واقعات بیان کرنا شروع کیے۔ عمران بڑی توجہ سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے ابھی تک کار بھی اشارٹ کی تھیں ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ابھی واپسی کا ارادہ نہ رکھتا ہوں

بلیک زیرو نے واقعات بیان کرتے ہوئے کہا "پھر میں سروپ کمار ایک لانچ میں اپنے ساتھ لے کر اس کے ساتھیوں کی تلاش میں گیا تھا کے ساتھیوں کی لانچ دو میل کے فاصلے پر مل گئی اس میں پانچ آدمی کھیلنے میں مصروف تھے میں نے جب ان سے کہا کہ وہ اپنی لانچ کو ساحل کی طرف لے چلیں تو انھوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ دراصل نے ان سے کہہ دیا تھا کہ میرا تعلق پولیس سے ہے"۔

"کیا انھوں نے یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ انھیں ساحل کی طرف کیوں جایا جا رہا ہے؟"

"پوچھا تھا لیکن میرے جواب سے پہلے ہی سروپ کمار نے ان سے کہا کہ ہم لوگوں پر کسی کو اغوا کرنے کا شبہ کیا جا رہا ہے۔ جواب میں ان میں سے کسی نے کہا کہ خیر' جلدی یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی اور ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم امن پسند شہری ہیں۔"

"ہوں۔" عمران بلیک زیرو کی طرف دیکھتا رہا۔

بلیک زیرو نے چند لمحوں کے لیے رک کر پھر کہنا شروع کیا۔ "ساحل پر میں نے اور ملٹری آفیسر نے ان لوگوں کو اس وقت تک روکے رکھا جب تک محکمہ سراغ رسانی والے وہاں پہنچ نہیں گئے۔"

"ہوں۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا اور پھر بولا۔ "یہ فقیر کا کیا قصہ ہے؟"

"میں نے محکمہ سراغ رسانی والوں کو اس آگ کے بارے میں بتایا تھا اس لئے یہ دونوں افسر میرے ساتھ فقیر کے پاس گئے تھے فقیر کو جب بتایا گیا کہ ہمارا تعلق پولیس سے ہیں تو وہ خوف زدہ ہو گیا۔ اس نے بیان کیا تھا کہ چند دن پہلے دو آدمی اس کے پاس آئے تھے اور انھوں نے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ ان کی ایک ہدایت پر عمل کرے تو وہ اسے پانچ سو روپے دینے کو تیار ہیں۔ فقیر کے لیے پانچ سو روپے ایک بہت بڑی رقم تھی اس لئے وہ فوراً تیار ہو گیا۔ اسی دن ان دونوں آدمیوں نے ایک ٹرک کے ذریعے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

پچیس تیس من لکڑی اس کے پاس پہنچا دی تھی اور اس سے کہا تھا کہ جی
رات کو وہ اس سے کہیں' اس رات وہ ان لکڑیوں کو جلا کر ایک بہت بڑ
الاؤ روشن کرے۔ یہ تاکید کی گئی تھی کہ الاؤ کی روشنی اتنی ہو کہ دور سے
بھی دیکھی جا سکے اور جب الاؤ مدھم ہونے لگے تو اس میں مزید لکڑیاں ڈال
دی جائیں اور وہ خود آگ کے سامنے اس طرح بیٹھا رہے جیسے اس کی پوج
کر رہا ہو۔ فقیر ان تمام باتوں پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اسے
ڈھائی سو روپے پیشگی مل گئے۔ پھر آج شام وہ دونوں آدمی اس کے پاس پ
پہنچے اور اس سے کہا کہ وہ اسی وقت الاؤ جلا کر بیٹھ جائے۔ اسے یہ
ہدایت کی گئی تھی کہ اگر کوئی اگر اس سے پوچھے کہ اس نے اتنی آگ کیو
جلا رکھی ہے تو وہ یہ جواب دے کہ ایک عمل کر رہا ہے جس کے لیے آ
بہت ضروری ہوتی ہے' لیکن جب اسے ہم لوگوں نے یہ بتایا کہ اس آگ
کی وجہ سے ایک بہت بڑا جرم پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے تو وہ گھبرا گیا ا
اس نے بے گناہی ثابت کرنے کے لیے تمام واقعات بیان کر دیئے۔"

"اس کا مطلب ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا "پروفیسر
اغوا کا پروگرام کئی دن پہلے بن گیا تھا اور وہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے
تھے کہ پروفیسر کو کسی دن دیر ہو جائے۔ آگ اس لیے جلوائی گئی تھی کہ
پروفیسر اس کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے یہاں رکے اور اس پر ہاتھ
صاف کر دیا جائے۔ اچھا تو کیا فقیر کو حراست میں لے لیا گیا ہے؟"

"جی ہاں' لیکن میرا خیال ہے کہ دو ایک دن میں چھوڑ دیا جائے گا

وقت اس کو ساحل کی طرف اس لیے لے جایا گیا ہے کہ وہ سروپ کمار
دیکھ کر بتائے کہ وہ وہی لوگ تو ہیں جنہوں نے اسے آگ لگانے کے لئے
پے دیے تھے"

عمران خاموش رہا وہ کچھ سوچنے لگا تھا' پھر چند لمحے بعد بولا "یہ کیسے
علوم ہو گا کہ فقیر نے ان لوگوں کو شناخت کیا یا نہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ بات کل تک معلوم ہو جائے گی۔"

"میں ابھی معلوم کرنا چاہتا ہے۔ سنو! ہم ابھی کار ہی میں وہاں چلتے
.... تم یہ بہانہ کرنا کہ تمہارا پرس شاید وہیں کہیں گر گیا ہے اور تم اسے
ڈھونڈنے چلے آئے ہوں اس بہانے تم کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ فقیر
سروپ کمار وغیرہ کو دیکھ کر کیا کہا۔"

"لیکن آپ میرے ساتھ وہاں کیسے جا سکتے ہیں؟"

"کیوں!"

"میں آپ کو یہ بتانا بھول گیا کہ آپ کے ڈیڈی بھی وہاں موجود
ہیں۔"

"ارے باپ رے" عمران نے کہہ کر جلدی سے کار کا انجن اسٹارٹ
کر دیا' بڑی تیزی سے کار بیک کی اور اسے اتنی تیزی سے شہر کی طرف
موڑا دیا' جیسے سینکڑوں بلائیں تعاقب کر رہی ہوں۔ پھر وہ ہکلاتا ہوا بولا۔
"تمہیں پہلے ہی بتانا چاہیے تھا۔ اگر وہ اس وقت ادھر آ نکلتے تو کیا ہوتا میری
جان کو آ جاتے کہ میں وہاں کیوں موجود ہوں۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"مجھے خیال نہیں رہا تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

دوسرے ہی لمحے عمران پھر سنجیدہ ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اچانک کوئی خیال آ گیا ہو۔ "پروفیسر کا اغوا ہمارے ملک کے لیے انتہائی نقصان دہ چیز ہے۔" اس نے چند لمحے بعد کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب وہ زندہ نہ ہو گا۔"

"یہ لغو خیال کیوں ہوا تمہیں؟"

"پھر آخر پروفیسر کہاں غائب ہو گیا جب کہ اسے اغوا کرنے والے ہمارے سامنے آ چکے ہیں۔"

"اوہو! شاید تم یہ سوچ رہے ہو کہ پروفیسر کو مارنا ہی مقصود ہو گا۔ اسے اس کی کار میں سڑک ہی پر گولی ماری جا سکتی تھی میرا خیال ہے سمندر میں لے جا کر ڈبونے سے یہ زیادہ آسان ہوتا۔"

"کیا آپ یہ بات یقین سے کہہ رہے ہیں کہ پروفیسر زندہ ہو گا؟"

"ہاں.... قطعی طور پر.... وہ زندہ ہے۔" عمران نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"پھر وہ غائب کہاں ہو گیا؟"

"ہمیں اس کا پتہ چلانا ہے۔"

بلیک زیرو چپ ہو گیا۔

اسی رات کو عمران جب بیگم ضیائی کی کوٹھی کے پھاٹک کو پھلانگ کر احاطے میں پہنچا' اس وقت قریب ہی کا ایک کلاک ٹاور اپنی پرشور آواز کے ساتھ دو بجنے کا اعلان کر رہا تھا

عمران نے پھاٹک کی کنڈی کھولی اور اس کے دونوں پٹ بڑی آہستگی کے ساتھ پوری طرح کشادہ کر دیے۔ پھر وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا آگے بڑھا۔ برآمدے میں پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ عمارت کے کسی اندرونی حصے میں گھنٹی بج اٹھیں عمران بٹن کو دباتا ہی رہا۔ آخر پانچ منٹ بعد دوسری طرف قدموں کی چاپ سنائی دیں اس کے ساتھ ہی بیڈ براہٹ کی آواز بھی آئی تھی۔ پھر دروازے کے قریب آ کر قدموں کی چاپ رک گئی۔ بیگم ضیائی کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "کون ہے؟"

"مجھے بن عقرب نے بھیجا ہے۔" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

چند لمحے کے لیے دوسری طرف خاموشی چھا گئیں ایسا معلوم ہو رہا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تھا۔ جیسے بیگم ضیائی کسی سوچ میں پڑ گئی ہو' لیکن یہ وقفہ زیادہ طویل نہیں ثابت ہوا جلدی ہی دروازہ کھل گیا تھا۔ سامنے بیگم ضیائی کھڑی نظر آئی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ پشت پر رکھے تھے۔ وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔ "اندر آجاؤ"

عمران اندر بڑھا۔ اسی وقت جولیا بھی وہاں آگئی غالباً" وہ بھی گھنٹی کی آواز سن کر ہی بیدار ہوئی ہو گی۔ اس کے قدموں کی آہٹ نہیں ہوئی تھی۔ اس نے سلیپر پہن رکھے تھے۔ عمران کو دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا ہو گئے۔ وہ بیگم ضیائی سے چند قدم پیچھے رک گئی تھی۔

"تو تمہیں بن عقرب نے بھیجا ہے" بیگم ضیائی عمران کو گھورتی ہوئی بولیں

"نہیں تو" عمران نے بڑی معصومیت سے نفی میں سر ہلایا۔

"لیکن تم نے ابھی کیا کہا تھا؟"

"اگر میں آپ کو بتا دیتا کہ میں ایک اخبار کا رپورٹر ہوں تو آپ مجھ کو اندر ہی نہ آنے دیتیں"۔

"ہوں۔" بیگم ضیائی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا آپ مجھ سے تشریف رکھنے کے لیے بھی نہ کہیں گی۔" عمران احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔

"نہیں۔" بیگم ضیائی نے سخت لہجے میں کہا۔ "تم یہیں کھڑے رہ کر بات کر سکتے ہو تم کیوں آئے ہو؟"

"میں آپ سے بن عقرب کی حماقت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے یقین ہے کہ تم معلوم کرنا چاہتے ہو' لیکن پہلے تو بتاؤ کہ تم کون ہوں"

"میں نے عرض کیا نا کہ اخبار کا ایڈیٹر... میرا مطلب ہے.... رپورٹر"

"ہوں۔" بیگم ضیائی اسے گھورنے لگیں پھر اچانک اس کے دونوں ہاتھ پشت سے سامنے آ گئے۔ دائیں ہاتھ میں دبے ہوئے اعشاریہ دو پانچ کے پستول کی نال عمران کے سینے کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ بیگم ضیائی سخت لہجے میں بولی۔ "اب بتاؤ تم کون ہو.... اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ اسی وقت اس نے دیکھا کہ جولیا دبے قدموں چلتی ہوئی بیگم ضیائی کی طرف بڑھی تھیں عمران نے بے چینی سے پہلو بدلا وہ نہیں چاہتا تھا کہ جولیا اس معاملے میں دخل دے۔ اگر جولیا نے اس وقت ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا ہوتا تو وہ اسے اشارہ کر دیتا' لیکن جولیا اس وقت پوری طرح بیگم ضیائی کی طرف متوجہ تھیں ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بیگم ضیائی کا پستول چھین لینا چاہتی ہو۔

"بتاؤ تم کون ہو" بیگم ضیائی پھر بولی۔ "یہ بات ناقابل یقین ہے کہ تم اخباری رپورٹر ہوں میں یہاں کے تقریباً تمام رپورٹروں سے واقف ہوں لیکن تم ان میں سے نہیں ہوں ویسے بھی اخباری رپورٹر رات کے دو بجے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کسی کے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔"

بیگم ضیائی خاموش ہوئی ہی تھی کہ جولیا نے اس کے ہاتھ پر جھپٹا مارا۔ پستول اس کے ہاتھ میں تو نہ آ سکا تھا لیکن وہ بیگم ضیائی کے ہاتھ سے چھوٹ کر چند فٹ دور جا گرا۔ عمران نے جھپٹ کر اسے اٹھا لیا۔

بیگم ضیائی حیرت سے جولیا کی طرف دیکھنے لگی۔

عمران نے پستول اپنی جیب میں ڈال لیا اور پھر بولا۔ "ہاں بیگم ضیائی اب تم اس صوفے پر بیٹھ جاؤ۔"

بیگم ضیائی جولیا کو گھورتی ہوئی غرائی۔ "تو تم چور اچکوں کی ساتھی ہو۔"

"ہاں بیگم ضیائی!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ "یہ میری گھر والی ہے، لیکن تم پروا نہ کرو اور اس صوفے پر بیٹھ جاؤ" عمران نے کہتے ہوئے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پیچھے دھکیل دیا۔ وہ دو تین قدم پیچھے ہٹی اور صوفے سے ٹکرا کر اس پر ڈھیر ہو گئی۔ وہ عمران کو غضب ناک نظروں سے گھورنے لگی تھی۔ اس کے چہرے سے خوف کا شائبہ بھی نہ تھا۔

"بیگم ضیائی" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے، اس لیے اس میں تمہید کو چھوڑ کر اصلی سوال کی طرف آتا ہوں۔"

بیگم ضیائی اب بھی عمران کو گھورے جا رہی تھی۔

عمران بولا۔ "تم مجھے بتاؤ گی کہ پروفیسر افغانی کو کہاں لے جایا گیا

"کون پروفیسر افغانی؟ میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتیں"

"حیرت ہے۔" عمران شانے اچکا کر بولا۔ "کم از کم ایک اخبار کی ہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ اس نام سے ناآشنا ہے۔"

"اوہو! کیا تم اس پروفیسر افغانی کے بارے میں پوچھ رہے ہو جو آج یٹم بم بنانے...."

"ہاں بیگم ضیائی! میں اسی پروفسر افغانی کے بارے میں پوچھ رہا ۔" عمران نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"لیکن میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم کون ہو اور پروفیسر افغانی کے بارے ھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"بہتر ہو گا کہ تم مجھے ادھر ادھر کی باتوں میں الجھانے کی بجائے پروفیسر بارے میں بتا دو۔" عمران نے کہا۔ "ورنہ پھر مجبوراً" میں تمہیں اپنے سلے میں اٹھا لے جاؤں گا۔"

"کیا مطلب!"

"ہاہا.... مطلب.... میں تمہیں مطلب بھی بتاتا لیکن میرے پاس زیادہ ہ نہیں ہے۔" عمران نے کہا اور پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ چیزیں ں۔ ایک رومال تھا اور دوسری ایک شیشی جس میں کوئی سیال شے بھری ئی تھیں عمران نے شیشی کھول کر اپنے ہاتھوں کو چہرے سے دور کرتے ئے رومال پر اس سیال کے چند قطرے ٹپکائے۔ پھر ڈاٹ لگا کر شیشی اپنی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سیاہ پوش نے پلٹ کر دیکھا اور پھر بولا۔ "ہاں آؤ"

جولیا نے بھی قدم اٹھائے۔

عمران نے سوچا کہ چلو اس بہانے جولیا کے ذہن کا وہ کیڑا مر گیا جو پچھلے دنوں جولیا کو کافی حد تک اس بات کا یقین دلا چکا تھا کہ ایکس پراسرار شخصیت دراصل عمران ہی کا دوسرا روپ ہے۔

وین میں بیٹھنے کے بعد خود بلیک زیرو ہی نے انجن اسٹارٹ کیا چند لمحوں بعد ہی وین سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی۔

جولیا کو اس کے گھر کے قریب اتار دیا گیا۔ اس وقت بلیک زیرو اس سے کہا تھا۔ "اب تم اس وقت تک گھر سے باہر نہیں نکلو گی جب میری طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ ملے۔"

"بہت بہتر جناب"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

بلیک زیرو نے وین آگے بڑھا دی۔ عمران کسی سوچ میں ڈوبا ہوا کے برابر میں بیٹھا ہوا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی وین سیکرٹ سروس والوں کے کوارٹر دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں رک رہی تھی۔

○☆○

سروپ کمار اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کے لیے کوئی جواز نہیں تھا اس لیے پولیس انھیں چھوڑنے پر مجبور ہو گئی تھی البتہ ساتھیوں کو دیکھنے کے بعد بیان دیا تھا کہ جن دو آدمیوں نے اسے آگ کا بہت بڑا الاؤ جلانے کے لیے روپے دیے تھے' وہ دونوں سروپ کمار اور اس کے ساتھیوں میں سے نہیں ہیں۔

عمران کو ان باتوں کا علم دوسری صبح ہو گیا تھا۔ یہ باتیں اس نے فیاض سے ٹیلی فون پر معلوم کی تھیں۔ پھر سلسلہ منقطع کرنے کے بعد اس نے دانش منزل کے نمبر ڈائل کیے دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کال ریسیور کی تھی۔ عمران نے اسے گزشتہ رات وہیں چھوڑ دیا تھا۔ اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ بیگم ضیائی کو ساؤنڈ پروف کمرے میں قید رکھے اور اس سے بن عقرب کی مذہبی جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

"کیا رہا؟" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"اس نے میرے ہر سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔ "اب بتائیے میں کیا کروں؟ اس پر تشدد بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جیب میں ڈال کر رومال کو الٹے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگم ضیائی کی طر
بڑھا۔ جولیا خاموشی سے کھڑی ہوئی تھی عمران بیگم ضیائی کے قریب صو
بیٹھ گیا۔

"تت.... تم.... کیا کر رہے ہوں" بیگم ضیائی ہکلائی۔ اب اس
لہجے میں ہلکے سے خوف کا اظہار ہونے لگا تھا۔

"ایک خوشبو سونگھانا چاہتا ہوں تمہیں۔"

"نن.... نہیں...." بیگم ضیائی ایک طرف سرکتی ہوئی بولی۔

لیکن دوسرے ہی لمحے عمران نے کلوروفارم سے بھیگا ہوا رومال
کی ناک پر رکھ دیا۔ بیگم ضیائی نے تڑپ کر صوفے سے اٹھ جانا چاہا
عمران نے داہنے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ لی۔

"مم.... میں .... میں...." بیگم ضیائی نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر ایک
خاموش ہو گئیں وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھ
گئی۔ عمران ایک طویل سانس لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ رومال اس نے
جیب میں ڈال لیا تھا۔

"تم بالکل چغد ہو۔" عمران نے منہ بنا کر جولیا سے کہا۔

"کیوں!" جولیا کی تیوریوں پر بل پڑ گئے۔

"چغد ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتیں آخر تم نے
کس گدھے نے کہا تھا کہ بیگم ضیائی کا پستول چھینو۔"

"ہوں۔" جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ تمہیں گولی

تم اس وقت یہ جملہ کہنے کے لیے زندہ نہ ہوتے۔"

عمران نے کچھ کہے بغیر دو مرتبہ تالی بجائی اور دروازے کی طرف
لگا۔ دروازہ اب بھی کھلا ہوا تھا۔ جولیا نے ایک دراز قد سیاہ پوش کو
آتے دیکھا۔

سیاہ پوش کی نظریں بیگم ضیائی پر پڑیں اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
یہ بے ہوش ہو گئی؟"

دوسرے ہی لمحے جولیا بے اختیار چونک پڑیں وہ آواز تو اس کے
قرار چیف آفیسر ایکس ٹو کی تھی۔

"میں نے اسے کلورو فارم سے بے ہوش کر دیا ہے جناب" عمران
بڑے ادب سے کہا۔

"ہوں.... اب اسے اٹھا کر چلو" سیاہ پوش نے کہا اور پھر جولیا سے
۔ "یہاں اب تمہاری ضرورت نہیں رہ گئی۔ میرے ساتھ چلو میں تمہیں
ستے میں تمہارے گھر پر چھوڑتا چلا جاؤں گا۔"

"بب.... بہت بہتر جناب!" جولیا اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی
ائی۔ ایکس ٹو کو سامنے دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی اس کو
جسم اتنا ہلکا محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔

عمران بیگم ضیائی کو صوفے سے اٹھا کر اپنے شانے پر ڈال چکا تھا۔
سیاہ پوش دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عمران نے جولیا کو آنکھ ماری اور
بولا۔ "چلو نا۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سیاہ پوش نے پلٹ کر دیکھا اور پھر بولا۔ "ہاں آؤ"

جولیا نے بھی قدم اٹھائے۔

عمران نے سوچا کہ چلو اس بہانے جولیا کے ذہن کا وہ کیڑا مر
جو پچھلے دنوں جولیا کو کافی حد تک اس بات کا یقین دلا چکا تھا کہ ایکس
پراسرار شخصیت دراصل عمران ہی کا دوسرا روپ ہے۔

وین میں بیٹھنے کے بعد خود بلیک زیرو ہی نے انجن اسٹارٹ کیا
چند لمحوں بعد ہی وین سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی۔

جولیا کو اس کے گھر کے قریب اتار دیا گیا۔ اس وقت بلیک زیرو
اس سے کہا تھا۔ "اب تم اس وقت تک گھر سے باہر نہیں نکلو گی جب
میری طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ ملے۔"

"بہت بہتر جناب"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

بلیک زیرو نے وین آگے بڑھا دی۔ عمران کسی سوچ میں ڈوبا ہوا
کے برابر میں بیٹھا ہوا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی وین سیکرٹ سروس والوں کے
کوارٹر دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں رک رہی تھی۔

○☆○

سروپ کمار اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کے لیے کوئی جواز
نہیں تھا اس لیے پولیس انھیں چھوڑنے پر مجبور ہو گئی تھی البتہ ساتھیوں کو
دیکھنے کے بعد بیان دیا تھا کہ جن دو آدمیوں نے اسے آگ کا بہت بڑا الاؤ
جلانے کے لیے روپے دیے تھے' وہ دونوں سروپ کمار اور اس کے ساتھیوں
میں سے نہیں ہیں۔

عمران کو ان باتوں کا علم دوسری صبح ہو گیا تھا۔ یہ باتیں اس نے
فیاض سے ٹیلی فون پر معلوم کی تھیں۔ پھر سلسلہ منقطع کرنے کے بعد اس
نے دانش منزل کے نمبر ڈائل کئے دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کال
ریسیور کی تھی۔ عمران نے اسے گزشتہ رات وہیں چھوڑ دیا تھا۔ اسے ہدایت
کر دی تھی کہ وہ بیگم ضیائی کو ساؤنڈ پروف کمرے میں قید رکھے اور اس
سے بن عقرب کی مذہبی جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی
کوشش کرے۔

"کیا رہا؟" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"اس نے میرے ہر سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا ہے۔" بلیک
زیرو نے جواب دیا۔ "اب بتائیے میں کیا کروں؟ اس پر تشدد بھی نہیں کیا جا
سکتا۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"کیا جا سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"عورت پر" بلیک زیرو کے لہجے میں تحیر تھا۔

"ہاں۔" عمران نے کہا "کیا وہ ناشتا کر چکی؟"

"جی ہاں میں نے اسے ناشتا دے دیا تھا۔"

"اب اسے کھانے پینے کے لیے اس وقت تک کچھ نہ دو' جب تک وہ سب کچھ اگلنے کے لیے تیار نہ ہو جائے یہی تشدد اس کے لیے کافی ہو گا۔"

"اوہ!" بلیک زیرو کے منہ سے اور کچھ نہیں نکلا۔

عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

"اسی دن دوپہر کو فیاض بوکھلایا ہوا اس کے پاس پہنچا تھا۔ "غضب ہو گیا عمران" اس نے آتے ہی کہا تھا۔

"کیا کوئی نئی ولادت ہوئی ہے تمہارے یہاں؟" عمران کھڑا ہوتا ہوا گھبرائے ہوئے انداز میں بولا۔

لیکن فیاض نے اس کی بکواس پر دھیان دیے بغیر کہا تھا۔ "بیگم ضیائی غائب ہو گئی۔"

"چلو اچھا ہوا.... خس کم جہاں پاک.... ویسے میں آج تک نہیں سمجھ سکا سوپر فیاض کہ جہاں کی پاکیزگی کا سبب خس کی کمی کیوں کر ہو سکتی ہے۔ میں نے تو کنفیوشس کی ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ خس کا عطر بڑا اچھا ہوتا ہے۔"

"دیکھو عمران! میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔"

عمران چند لمحے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اس کی طرف دیکھتا رہا اور پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔ "بیگم ضیائی کی گم شدگی کا علم تمہیں کیسے ہوا؟"

"اس کے دفتر کا ایک آدمی کسی ضروری کام سے اس کے گھر پہنچا تھا۔"

"کس وقت کی بات ہے؟" عمران پوچھ بیٹھا۔

"ساڑھے آٹھ بجے کی۔" فیاض نے جواب دیا۔

"اچھا پھر؟"

"اس آدمی کو کوٹھی کے کمپاؤنڈ کا پھاٹک بھی کھلا ہوا ملا تھا اور.... عمارت کا صدر دروازہ بھی۔ وہ کافی دیر تک کال بیل کا بٹن دباتا رہا تھا۔ پھر جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ اندر گھس پڑا لیکن ساری کوٹھی چھان ڈالنے پر بھی اسے وہاں کوئی نہ ملا۔ پھر اس نے وہیں سے اپنے دفتر فون کر دیا تھا۔ وہاں سے کئی آدمی بیگم ضیائی کو کوٹھی پہنچ گئے۔ وہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ انھیں کیا کرنا چاہیے کہ بیگم ضیائی کا ایک جاننے والا وہاں پہنچ گیا۔ اسے جب حالات کا علم ہوا تو اس نے فوراً" پولیس کو اطلاع دینے کی تجویز پیش کی۔ اس تجویز پر فوراً عمل کیا گیا۔"

"بیگم ضیائی کا جاننے والا کون ہے؟"

"ایف' اے قزلباش"

"کیا بیچتا ہے؟"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"بیچتا ہے' کیا مطلب؟"

"یعنی کیا کرتا ہے؟"

"وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ہے۔ دو سال پہلے ہماری فوج میں کرنل تھا۔"

"ہوں۔" عمران کچھ سوچنے لگا اس کے ذہن میں وہ خط ابھر آیا جو جولیا نے بیگم ضیائی کی کوٹھی سے اڑایا تھا۔ اس خط میں بیگم نے جس آدمی کو مخاطب کیا تھا' اس کا نام قزلباش ہی تھا۔ عمران سوچنے لگا کہ شاید اس قزلباش کا پورا نام ایف' اے قزلباش ہو گا۔

"اب بتاؤ کیا کروں؟" فیاض بولا۔ "تمہارے ڈیڈی پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ جائیں گے۔"

"خیر وہ اس ذوق کے آدمی نہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم اس آدمی کی نگرانی شروع کروا دو۔"

"قزلباش کی؟"

"ہاں۔"

"اس سے کیا ہو گا؟"

"جو کچھ ہو گا' بہتر ہو گا۔ تم مجھ سے وعدہ کر چکے ہو کہ میں جو کہوں گا' اس پر خاموشی سے عمل کرو گے"۔

"لیکن بیگم ضیائی تو غائب ہو گئی۔"

"یقین کرو کہ وہ میری نظروں سے غائب نہیں ہوئی۔"

"اوہ! فیاض نے ہونٹ سکوڑ لیے' عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "تم جانتے ہو وہ کہاں ہے؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ "اچھا اب تم کھسک لو یہاں سے۔"

"کیا پروفیسر افغانی کے اغوا سے اس کا کوئی تعلق ہے؟" فیاض نے پوچھا۔

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔"

"تم نے مجھ سے صبح فون پر اس کے بارے میں کیوں پوچھا تھا؟"

"میرے دماغ میں کیڑے نے کاٹا تھا۔" عمران نے جھلا کر کہا۔ "میں کہہ رہا ہوں نا کہ اب جاؤ یہاں سے مجھے، کچھ کام کرنا ہے۔"

فیاض ایک طویل سانس لے کر کھڑا ہو گیا اور پھر بولا۔ "جو کچھ بھی کرو' جلد از جلد کرو ورنہ میرے لئے مصیبت ہو جائے گی۔"

"ہاں ہاں' سب ٹھیک ہو جائے گا" عمران نے اسے ٹالنے کے لیے کہا۔

پھر فیاض کو گئے ہوئے پانچ منٹ گزرے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف صفدر بول رہا تھا۔ "عمران صاحب میں ایکس ٹو کو کئی بار فون کر چکا ہوں' لیکن ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے اس کا فون خراب ہو گیا ہو۔"

"اچھا مجھے معلوم نہیں ویسے اطلاعاً عرض کر دوں کہ ایکس ٹو آج سے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دانش منزل میں منتقل ہو گیا ہے۔"

"اوہ مجھے اس کا علم نہیں تھا۔"

"بہرحال' اب تو ہو گیا' لیکن تم ایکس ٹو کو کیا اطلاع دینا چاہتے ہو؟"

"آپ کو معلوم ہو گا کہ بیگم ضیائی کی نگرانی میرے سپرد تھیں آج صبح میں حسب معمول اس کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا تھا۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ایک آدمی وہاں پہنچا۔ اس کے کوٹھی پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ بھی وہاں پہنچے دس بجے کے قریب ایک اور آدمی وہاں پہنچا اور اس کے آدھے ہی گھنٹے بعد وہاں پولیس بھی آ گئی میں نے پتا لگایا ہے کہ بیگم ضیائی اپنے گھر سے غائب ہے۔ خیر آپ میں یہ اطلاع دینے کے لیے دانش منزل رنگ کرتا ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔ مجھ کو فیاض سے یہ تمام باتیں معلوم ہو گئی تھیں میں نے ایکس ٹو کو ان حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تمہارے لیے یہ اطلاع یقیناً" حیرت انگیز ہو گی کہ بیگم ضیائی دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں قید ہے۔"

"اوہ" صفدر چونک کر بولا۔ "یقیناً" آپ نے حیرت انگیز اطلاع دی ہے۔"

"دوسری بات یہ کہ کل رات میں نے ہی بیگم ضیائی کو اغوا کیا تھا اور اس وقت ایکس ٹو بھی میرے ساتھ ہی تھا۔"

"آپ کے ساتھ؟" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟"

"آپ نے ایکس ٹو کو دیکھ لیا؟"

"نہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا "وہ سر سے پیر تک سیاہ لباس میں تھا۔"

"اوہ! صفدر کے لہجے میں بڑی مایوسی تھی۔

عمران بولا۔ "ہاں تو کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اب تمہیں ایکس ٹو کو فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"لیکن مجھے آئندہ کے لیے ہدایات تو لینا ہی ہوں گی۔"

"میرا خیال ہے اس کے علاوہ کوئی ہدایت نہ ملے گی کہ تاحکم ثانی آرام کروں"

"پھر بھی مجھے ایکس ٹو کو فون تو کرنا ہی چاہیے۔"

"ہاں کر لو" عمران نے کہا۔

دوسری طرف سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران اس کمرے میں پہنچا جہاں ایکس ٹو والا فون تھا۔ ریسیور اٹھا کر اس نے کان سے لگایا۔ چند لمحے کان سے لگائے رکھنے کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ صفدر کی دی ہوئی اطلاع غلط نہیں اس ٹیلی فون کی لائن میں واقعی کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھیں عمران نے ریسیور رکھ دیا چھ سات منٹ بعد اس نے بلیک زیرو کا فون موصول کیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"صفدر نے فون کیا تھا جناب!" بلیک زیرو کہہ رہا تھا۔ "میں نے اسے ہدایت کر دی ہے کہ فی الحال وہ آرام کرے۔

"اچھا کیا۔" عمران نے کہا۔ "بیگم ضیائی کا کیا حال ہے؟"

"میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ جب تک وہ بن عقرب اور اس کی جماعت کے بارے میں تفصیلات نہیں بتائے گی اس وقت تک کے لیے کھانا پینا بند"

"اس نے کیا کہا؟"

"کچھ بھی نہیں خاموش رہی تھی۔"

"خیر.... تم اس کی زبان کھلنے کا انتظار کروں"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے فیاض کے نمبر ڈائل کیے لائن انگیج تھی۔ عمران نے ایک منٹ رک کر پھر نمبر ڈائل کیے اس مرتبہ رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

"میں عمران بول رہا ہوں مجھے سروپ کمار اور اس کے ساتھیوں کے نام پتے درکار ہیں کیا تم مہیا کر سکو گے؟"

"کیوں نہیں!"

"کتنی دیر لگے گی؟"

"میں آدھے گھنٹے بعد تمہارے پاس آؤں گا"

"آنے کی ضرورت نہیں" عمران جلدی سے بولا۔ "فون پر بتا دینا۔"

"اچھی بات ہے۔" فیاض نے طویل سانس لے کر کہا۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور کسی سوچ میں ڈوبا ہوا کرسی پر بیٹھا رہا وہ پروفیسر افغانی کے لیے کافی پریشان تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ پروفیسر کو اغوا کرنے سے مجرموں کا مقصد کیا ہے۔ اس کو اس بات کا تو اب بھی یقین تھا کہ پروفیسر زندہ ہو گا اگر اسے مارنا ہی مقصود ہوتا تو مجرم اسے وہیں ٹھکانے لگا دیتے۔ اغوا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ لیکن کیوں! آخر اغوا کیوں کیا گیا؟ عمران اسی الجھن میں مبتلا تھا۔

ندیم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس میں سے ایک پیس لے کر منہ میں ڈال لیا۔ پیکٹ پھر جیب میں رکھ لیا اور منہ میں پڑی ہوئی چیونگم کو دانتوں سے آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ان معاملات کو شروع ہوئے اتنے دن گزر چکے ہیں' لیکن اب تک اسے کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔

معاملات کا آغاز بیگم ضیائی سے ہوا تھا۔ وہ ایک ایسے آدمی کے ساتھ دیکھی گئی تھی جس پر بی' آئی' آر کا ایجنٹ ہونے کا شبہ کیا جا رہا تھا بس پھر عمران نے اس کی نگرانی شروع کروا دی۔ صفدر اس کے پیچھے لگ گیا۔ عمران ہی کی ہدایت پر چوہان نے بیگم ضیائی کے اخبار "نوائے شرق" میں ملازمت حاصل کر لیں اسی طرح ڈیڑھ ہفتہ گزر گیا۔ پھر ایک دن چوہان نے اطلاع دی کہ بیگم ضیائی کے دفتر کے کمرے میں کچھ ایسے کاغذات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیگم ضیائی بی' آئی' آر کی ایجنٹ ہے۔ دراصل چوہان نے بیگم ضیائی کی عدم موجودگی میں اس کے کمرے میں تلاشی لے ڈالی تھی اور

سرخ رنگ کی ایک فائل میں اس نے کچھ ایسے کاغذات دیکھے تھے جن پر لکھی ہوئی تحریر اسے اشاراتی زبان میں معلوم ہوئی تھی مگر ان تحریروں میں دو تین جگہ بی' آئی' آر کے حروف بھی نظر آئے تھے۔ جب چوہان نے اس بات کی اطلاع دی تو عمران نے فوراً" رحمان صاحب کو فون کیا لیکن اس کی یہ کارگزاری بالکل بے کار ثابت ہوئی کیونکہ پولیس جب وہاں پہنچی تو بیگم ضیائی کے دفتر میں آگ لگ چکی تھی۔ آگ لگنے کا آغاز بیگم ضیائی کے کمرے سے ہوا تھا اس لیے یہ بات یقین سے کہی جا سکتی تھی کہ آگ لگانے والی ہستی بیگم ضیائی ہی کی تھی۔ اس نے یہ آگ محض اس لیے لگائی تھی کہ پولیس کے وہ سرخ فائل نہ مل سکے یہاں پر آکر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے صرف ایک فائل کے لیے پورے دفتر میں آگ کیوں لگا دی؟ وہ صرف اس فائل کو بھی ضائع کر سکتی تھی لیکن وہ ایسا اسی وقت کر سکتی تھی جب فائل اسے مل جاتی دراصل چوہان نے یہ حرکت کی تھی کہ فائل کو جہاں سے اٹھایا تھا' واپس وہیں رکھنے کی بجائے اسے ایک ایسی الماری میں رکھ دیا تھا جس میں بے شمار فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ چوہان نے اس فائل کو انھی فائلوں کے درمیان دبا دیا تھا۔ پھر جب بیگم ضیائی کو اطلاع ملی ہو گی کہ پولیس وہاں پہنچنے والی ہے تو اس نے اس فائل کو تلاش کیا ہو گیا۔ جب اسے وہ فائل نہ ملی تو اس نے یہی مناسب سمجھا ہو گا کہ وہ آگ لگا دے اگر وہ فائل ڈھونڈتی ہی رہتی تو خدشہ تھا کہ فائل کی بازیابی سے پہلے ہی پولیس وہاں پہنچ جاتی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

یہ بات بھی عمران کی الجھن کا باعث بنی ہوئی تھی کہ بیگم ضیائی کو اس بات کا علم کیسے ہوا کہ پولیس اس کے دفتر پہنچنے والی ہے۔

اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھیں عمران نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف فیاض تھا۔

"نام اور پتے نوٹ کر لو"۔ فیاض نے کہا۔

"ایک منٹ۔" عمران نے کہا۔ پھر اس نے ریسیور میز پر رکھ کر جیب سے قلم نکالا' پھر رائٹنگ پیڈ اپنے سامنے رکھ کر ریسیور اٹھا کر بولا۔ "ہاں اب بتاؤ۔"

فیاض نے نام اور پتے بتانا شروع کئے۔ عمران نوٹ کرتا رہا۔ تمام نام اور پتے لکھوانے کے بعد فیاض بولا۔ "تم ان کا کیا کرو گے؟"

"اچار ڈالو گا.... ہاں یہ بتاؤ" عمران بولا۔ "جب ڈیڈی نے تمہیں نوائے شرق پر چھاپہ مارنے کی ہدایت کی تھی' اس وقت کمرے میں کون کون تھا؟"

"بس ہم دونوں تھے۔"

"اچھا جب تم آفس سے نوائے شرق کے دفتر کی طرف روانہ ہوئے' اس وقت تک اس بات کا علم کس کس کو ہوا تھا؟"

"کسی کو بھی نہیں۔"

"تمہارے ساتھ جو سپاہی وغیرہ تھے ان کو بھی نہیں۔"

"انہیں بھی میں نے راستے ہی میں بتایا تھا۔"

"کمال ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" فیاض نے کہا۔

کچھ نہیں۔" عمران نے کہا اور کھوئے کھوئے سے انداز میں ریسیور کیڈل پر رکھ دیا۔

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بن عقرب کی قیام گاہ بقعہ نور بنی ہوئی تھی

عمارت کے سامنے والے حصے میں بے شمار کاریں اور ٹیکسیاں کھڑی ہوئی تھیں اور ان کی آمد کا سلسلہ جاری تھاں

عمران نے اپنی کار ایک قطار میں اس طرح کھڑی کی کہ بوقت ضرورت اسے آسانی کے ساتھ کاروں کے اس ہجوم میں سے نکال لے جا سکے۔ کار سے باہر نکل کر وہ عمارت کے اس دروازے کی طرف بڑھا جہاں سے لوگ اندر داخل ہو رہے تھے۔ ان لوگوں میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی عمران نے جب دروازے میں قدم رکھا تو اسے وہاں ایک آدمی کھڑا نظر آیا جو اندر داخل ہونے والوں کو بائیں جانب کی راہ داری میں جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

یہ ایک پتلی سی راہ داری تھی جس میں بیک وقت دو سے زیادہ آدمی داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ کوئی پندرہ قدم چلنے کے بعد اس راہ داری میں دائیں طرف مڑنا پڑتا تھا۔ عمران جب اس طرف مڑا تو سامنے ہی ایک کمرے کا دروازہ نظر آیا۔ عمران کے آگے ایک عورت تھی۔ اس کے بعد عمران

بھی کمرے میں داخل ہوا۔ پہلا قدم رکھتے ہی عمران کو ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے اسے عرق گلاب کے سمندر میں دھکیل دیا ہو۔

کمرے میں چاروں طرف بڑی بڑی ٹوکریاں گلاب کے پھولوں سے بھری رکھی تھیں۔ کالے لباسوں میں دو آدمی وہاں کھڑے تھے اور اندر داخل ہونے والوں کو ایک ایک پھول پیش کر رہے تھے۔ عمران کو بھی ایک پھول پیش کیا گیا۔

"شکریہ!" عمران نے کہہ کر اس پھول کو اپنے کوٹ کے کالر میں لگانا چاہا۔

"نہیں جناب!" وہ آدمی اسے روکتا ہوا بولا۔ "کالر میں نہ لگائیں۔"

پھر عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"ہاتھ میں ہی لیے رہیں۔" مسکرا کر کہا گیا۔

"اوہ" عمران کو اس بات پر حیرت ہوئی تھی لیکن پھر اس نے کوئی سوال نہیں کیا۔

"ادھر سے تشریف لے جائیے۔" اس آدمی نے دوسری طرف کے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور عمران آگے بڑھ گیا۔

اب پھر ایک راہ داری میں چلنا تھا لیکن یہ راہ داری بہت طویل تھی۔ اس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بلب لگے ہوئے تھے۔ عمران آگے بڑھتا رہا۔ اس کے پیچھے دو آدمی باتیں کرتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ آگے وہی عورت تھی جس کو عمران نے عمارت میں داخل ہوتے ہی اپنے سامنے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دیکھا تھا۔

اس راہ داری کے آخری سرے پر لگا ہوا دروازہ عمارت کے عقب احاطے میں کھلتا تھا۔ اس وسیع و عریض احاطے میں کم و بیش ایک ہزار کرسیاں بچھی ہوئی تھیں جو اس وقت تمام کی تمام بھری ہوئی تھیں۔ اب لوگ وہاں پہنچ رہے تھے' انھیں وہاں کھڑا ہونا پڑ رہا تھا۔ عمران کے اندازے کے مطابق کھڑے ہونے والوں کی تعداد بھی پانچ سو کے لگ بھگ ہو تھی۔ عمران نے بہت کوشش کی کہ اپنے لیے اسٹیج کے قریب جگہ بنا لیکن وہ بہ وقت تمام اس حد تک کامیاب ہو سکا کہ اسٹیج سے اس کا بیس بائیس گز سے زیادہ نہ رہا۔ وہ اس سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا' اس وہیں کھڑا ہو گیا۔ گلاب کا پھول اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا جو تھوڑے تھوڑے وقفے سے ناک کے قریب لے جا کر سونگھ لیتا تھا۔

عمران نے وہاں موجود ہر فرد کے ہاتھ میں ایک ایک گلاب دیکھ سوچنے لگا کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ وہاں آنے والوں کو گلاب کیوں دی ہے؟ کیا اس کا بھی کوئی مقصد ہو گا؟

اچانک کسی نے پشت سے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔ نے چونک کر سر گھمایا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس شانے پر ہاتھ رکھنے والا صفدر تھا۔

"تم کب سے ہو یہاں؟" عمران پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔

"دس منٹ ہوئے ہوں گے.... آپ شاید ابھی آئے ہیں۔"

"ہاں۔" عمران نے کہا۔

صفدر نے گلاب کا پھول سونگھتے ہوئے اسٹیج کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ابھی تقریر شروع ہونے میں پانچ منٹ باقی ہیں۔"

عمران نے کچھ کہے بغیر اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسٹیج پر مائکروفون کے علاوہ کوئی شے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بن عقرب کھڑے کھڑے تقریر کرے گا ورنہ اس کے لیے وہاں کرسی رکھی ہوئی نظر آتی۔

"یہاں زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" عمران نے جھک کر آہستہ سے کہا۔

صفدر نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہاں چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ لوگ بالکل خاموش تھے اور ان کی نظریں اسٹیج کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ڈیڑھ ہزار افراد کی موجودگی میں یہ خاموشی بڑی عجیب سی معلوم ہو رہی تھی۔ شاید ہی کبھی اتنے بڑے مجمعے میں ایسی خاموشی رہی ہو۔

تقریر کے شروع ہونے کے وقت سے ایک منٹ پہلے اسٹیج کی سطح پر ایک سر ابھرتا نظر آیا۔ وہ ایک ایسے آدمی کا چہرہ تھا جس کی عمر پینتالیس پچاس سال کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ سر کے بال کھچڑی ہو چکے تھے۔ چہرے پر ایک لمبی سی داڑھی تھی۔ رنگ انتہائی گورا تھا۔ وہ سر آہستہ آہستہ ابھرتا چلا آ رہا تھا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

وہ مائکروفون کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر نظر آنے والی مسکراہٹ تقدیس سے بھرپور معلوم ہو رہی تھی۔ وہ سفید رنگ کا لمبا چغہ پہنے ہوئے واقعی کوئی مذہبی پیشوا معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے اچٹتی سی نظریں چاروں طرف ڈالیں' پھر اس کے ہونٹ ہلے۔ چاروں طرف لگے ہوئے لاؤڈ اسپیکروں سے اس کی آواز سنائی دینے لگیں وہ مدھم اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"میرے بچو.... خدا تمہارے سروں پر امن کا سایہ قائم رکھے اور تمہیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ تم امن کے علم بردار بن سکو" اتنا کہہ کہ بن عقرب چند لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔

"اس کی داڑھی تو نقلی معلوم ہوتی ہے۔" صفدر نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ قریب ہی کھڑا ہوا ایک آدمی صفدر کو کھا جانے والے انداز میں گھورنے لگا تھا۔ شاید صفدر نے بھی اس چیز کو محسوس کر لیا کیونکہ وہ سٹپٹا کر رہ گیا تھا۔

"محتاط رہو۔" عمران نے اس کی طرف جھک کر سرگوشی کی۔ "یہ لوگ تمہارا قیمہ کر دیں گے۔ اگر اپنی زندگی سے عاجز ہی آ گئے ہو تو میرے ساتھ چلنا۔ میں تمہیں اپنے ملک کی ایک کاؤ بوائے فلم دکھاؤں گا"۔

صفدر کچھ نہ بولا۔

اسی وقت بن عقرب کی آواز پھر گونجنے لگی۔ مسلسل آدھے گھنٹے تک بولتا رہا اس کی تقریر بڑی جامع اور تسلسل کے ساتھ تھی۔ الفاظ کا سمندر سا

ندیم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بہتا رہا تھا۔ لہجہ بڑا پراعتماد اور الفاظ متاثر کن تھے۔ تقریر کا آغاز مذہبی
راہ روی سے ہوا تھا اور پھر آہستہ آہستہ سیاست موضوع تقریر بن گئی تھی
بن عقرب نے حکومت کی خارجہ پالیسی کے حالیہ اقدام پر کڑی نکتہ چینی
تھی اور آخر امن کے نعرے پر تقریر کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

تقریر کے دوران میں لوگ بالکل خاموش بیٹھے رہے تھے۔ تقریر
خاتمے کے بعد بھی وہ گم صم بیٹھے رہے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اب بھی
عقرب کی تقریر کے الفاظ ان کے کانوں میں گونج رہے ہوں۔

لیکن بن عقرب اسٹیج سے جا چکا تھا۔

عمران نے چونک کر اپنے سر کو دو تین بار اس طرح جھٹکا دیا جیسے
عقرب کی تقریر کا بے پناہ تاثر اپنے ذہن جھٹک دینا چاہتا ہو۔

صفدر بھی اور لوگوں کی طرح کھویا کھویا سا نظر آ رہا تھا۔

"چلو!" عمران نے اس کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔

"آں!" صفدر چونکا اور خالی خالی نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا چلنے کا ارادہ نہیں ہے؟" عمران نے کہا۔

"آں.... ہاں.... چلئے"۔ صفدر نے کہا۔

وہاں موجود بہت سے لوگ اب بھی سحر زدہ سے نظر آ رہے تھے اور لوگوں کے ذہنوں سے بن عقرب کا قائم کردہ طلسم قدر ٹوٹ گیا تھا۔ وہ لوگ گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے عمارت کے دروازے کی طرف بڑھ رہے

تھے۔ عمران اور صفدر بھی ان لوگوں کے ساتھ ساتھ قدم اٹھانے لگے۔

عمران سے زیادہ صفدر کھویا کھویا سا تھا۔

دوسری صبح جب عمران بیدار ہوا تو کسلمندی سی محسوس کر رہا تھا۔ کیفیت اس شرابی کی سی تھی جو بہت زیادہ پینے کے بعد سویا ہو۔ وہ کاہلی محسوس کر رہا تھا جو اس نے اپنی زندگی میں کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ وہ دس پندرہ منٹ تک بستر پر لیٹا رہا۔ گزشتہ رات کی ہوئی بن عقرب کی تقریر اور تقریر گاہ کا خاموش خاموش اور پراسرار سا ماحول اس کے ذہن میں خواب کی طرح چکرا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بن عقرب کے الفاظ گونجنے لگے۔

"..... انسانیت اسے کہتے کہ خود فنا ہو کر دوسروں کے لیے زندگی کی راہیں استوار کی جائیں۔ انسانیت اسے نہیں کہتے کہ دوسروں کو فنا کر کے اپنی زندگی کے دروازے کھولے جائیں۔ آج ہمارا ملک ایٹم بم بنانے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ ایک ایسا لاوا جلانے کی تیاری کر رہا ہے جس میں ہزاروں انسان جل کر خاک ہو جائیں گے۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ جلنے والے ملک کے دشمن ہوں گے۔ بحث اس سے ہے کہ وہ آدم کی اولاد ہوں گے یا نہیں؟ میرا خیال ہے کہ ہمارے اکابران ملک کا جواب اثبات میں ہو گا لہٰذا اب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آدم کی اولاد کو سسک سسک کر دم توڑتے ہوئے دیکھنا کیا انسانیت کی تذلیل ہے.... ایسا نہیں ہونا چاہیے.... ہم امن چاہتے ہیں امن.... اور صرف.... امن...."

عمران کے ذہن میں یہ الفاظ گونجتے رہے اور وہ بستر پر پڑا رہا۔ پھر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جب دس پندرہ منٹ تک اس کی کاہلی یہ دستور قائم رہی تو اس نے سوچا اٹھ کر غسل کرنا چاہیے۔ شاید اس سے یہ کسلمندی دور ہو جائے۔

وہ بستر سے اٹھا اور غسل خانے میں جا گھسا۔ نہانے سے اس کی طبیعت سنبھل گئی تھی۔ پھر ناشتا کرنے کے بعد پوری طرح چاق و چوبند ہو گیا۔ اب وہ پھر بن عقرب اور اس کی تقریر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ گزشتہ رات اس کے تاثرات کیا تھے۔ اس نے سوچا تھا کہ بن عقرب امن کا ایک سچا علمبردار ہے اور اس کی تقریر کا ایک لفظ بھی غلط نہیں۔

عمران نے برا سا منہ بنایا اور سوچنے لگا کہ آخر اسے گزشتہ رات کیا کیا گیا تھا؟ بن عقرب کی تقریر اس کے ذہن پر اس بری طرح کیوں اثر انداز ہوئی تھی؟ کیا وہ اتنے ناپختہ ذہن کا مالک ہے؟

عمران کافی دیر تک کرسی پر بیٹھا بن عقرب اور اس کی جماعت کے بارے میں سوچتا رہا۔ بہتیرے سوالات اس کے ذہن میں ابھرے اور وہ ان سوالات کے جواب میں اندازے قائم کرتا رہا۔ تقریباً" ایک گھنٹے کے غور و فکر کے بعد وہ بن عقرب کے مشن کے بارے میں ایک اندازہ قائم کر چکا تھا' لیکن اس نے جو اندازہ قائم کیا' وہ ایسا ہی تھا جس نے اس کو تشویش میں مبتلا کر دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ بن عقرب کو جتنی جلدی گرفتار کر لیا جائے' اتنا ہی اچھا ہے' لیکن فی الحال یہ کام جلدی ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ بن عقرب جو کچھ بھی کر رہا تھا' اپنا دامن بچا کر رہا تھا۔ اس کی پوزیشن بالکل محفوظ

نہی۔

کچھ سوچ کر عمران اٹھا۔ اس نے کپڑے تبدیل کیے اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ سر سلطان کی رہائش گاہ کا رخ کر رہا تھا۔ اس کی کار بیس پچیس میل کی رفتار سے فراٹے بھر رہی تھی۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا کار چلا رہا تھا۔ اس کا بایاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں رینگ گیا۔ وہ چیونگم کا پیکٹ کھولنا چاہتا تھا' لیکن اس کی انگلیاں کسی نرم و ریشمی چیز سے ٹکرائیں۔ عمران نے اسے جیب سے نکال لیا۔ وہ گلاب کا پھول تھا۔ وہی گلاب کا پھول جو پچھلی رات بن عقرب کی رہائش گاہ میں سے دیا گیا تھا۔ اس پھول کو دیکھتے ہی عمران کو یاد آ گیا کہ جب تمام لوگ تقریر سننے کے بعد باہر نکل رہے تھے تو دروازے پر کھڑے ہوئے چند آدمی ان لوگوں سے پھول واپس لیتے جا رہے تھے صفدر نے بھی اپنا پھول واپس کر دیا تھا۔ لیکن.... عمران نے تقریر گاہ سے راہ داری میں آتے ہوئے وہ پھول اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا تھا۔ پھر جب اس سے پھول کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا تو عمران کو یہ بات یاد نہیں رہی تھی کہ اس نے پھول کوٹ کی جیب میں ڈال لیا ہے۔ اس نے پھول مانگنے والے آدمی سے کہا تھا کہ پھول تقریر گاہ میں ہی اس کے ہاتھ سے کہیں گر گیا ہے۔

اور اب عمران پھول کو بائیں ہاتھ میں پکڑے اور دائیں ہاتھ سے کار کو اسٹیر کرتا ہوا سوچ رہا تھا کہ آخر اس پھول میں ایسی کیا بات ہے جو یہ خاص طور سے تقریر سننے والوں کو دیا جاتا ہے اور پھر واپس بھی لے لیا جاتا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہے۔ آخر کیوں؟ کیا اس پھول سے کوئی راز وابستہ ہے؟ عمران سوچتا رہا اور کار فراٹے بھرتی رہی یہاں تک کہ کہ سر سلطان کی کوٹھی آ گئی۔ عمران نے پھول جیب میں ڈال لیا اور کار پورچ میں کھڑی کر کے اس سے اترا۔

آج اتوار تھا اس لیے سرسلطان کے گھر ہی پر ملنے کے امکانات تھے ورنہ عمران ان کے آفس کا رخ کیا ہوتا۔

سرسلطان کی طبیعت کچھ خراب تھی اس لیے انھوں نے عمران کی اپنی خواب گاہ میں ہی بلوا لیا۔ وہ ایک گرم چادر اوڑھے اور مسہری کے سرہانے سے تکیہ لگا کر اس سے ٹیک لگائے نیم دراز تھے۔

عمران نے انہیں سلام کر کے خیریت پوچھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹے موسم کی تبدیلی کا اثر ہے۔ رات کو زکام کی تحریک ہو گئی تھی جس نے ہلکا سا بخار کر دیا بیٹھو کیسے آنا ہوا؟"

"ایک کام تھا۔"

"بہت سنجیدہ نظر آ رہے ہو آج۔" سرسلطان خفیف سا مسکرائے۔

"معاملات کچھ ایسے ہیں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اس وقت بن عقرب کے بارے میں گفتگو کرنے آیا ہوں آپ نے بن عقرب کا نام تو سنا ہو گا؟"

"اوہو!"۔ سر سلطان نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ تو تم اس میں دلچسپی لے رہے ہو؟"

"مجبوراً" لینی پڑ رہی ہے"۔

"مگر کیوں" سرسلطان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا
ے تو معلوم ہوا تھا کہ تم بی' آئی' آر والوں کے خلاف کام کر رہے
ں۔"

"آپ کو صحیح اطلاعات ملی ہیں۔"

"پھر بن عقرب کے پیچھے کیوں لگ گئے؟

"یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔"

"نہیں!!" سرسلطان کے لہجے میں تحیر تھا۔

"یقین کیجئے جناب!" عمران نے کہا۔ "میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں
کہ اس جماعت کو تشکیل کرنے میں بی' آئی' آر کا ہاتھ ہے۔"

سرسلطان ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"آپ لیٹے رہئے"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

لیکن سرسلطان نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا' اٹھ کر بیٹھ گئے
اور عمران کی طرف دیکھ کر بولے۔ "تم نے بڑی سنسنی خیز اطلاع دی ہے'
لیکن کیا تم اس کے لیے کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہو؟

"فی الحال میں کوئی ثبوت نہیں دے سکتا.... لیکن مجھے حیرت ہے کہ
حکومت نے بن عقرب پر اب تک توجہ کیوں نہیں دی؟"

"حکومت نے توجہ دی ہے"۔ سرسلطان نے سرہلاتے ہوئے کہا۔
"لیکن کافی دیر سے اور اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔"

"آخر بن عقرب کو گرفتار کیوں نہیں کیا جاتا؟"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"کس جرم میں؟"

"سفیٹی ایکٹ کے تحت۔"

"بہت مشکل ہے عمران بہت مشکل!" سر سلطان بڑبڑائے۔ "ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا۔ تم نہیں جانتے بن عقرب کی جماعت بہت بڑی ہو چکی ہے۔ اس کے مقلدین کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں بڑے بڑے آدمی بھی شامل ہیں۔ پھر تم خود ہی سوچو کہ بن عقرب کی گرفتاری سے کتنا بڑا ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا مظاہروں کا طوفان آ جائے گا شہر میں"

"ہوں۔" عمران کچھ سوچنے لگا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ پروفیسر افغانی کے اغوا میں بھی بن عقرب کا ہاتھ ہو؟" سر سلطان بولے۔

"قطعی طور پر جناب" عمران نے کہا۔ "لیکن فی الحال میں اس کا ثبوت بھی پیش نہیں کر سکتا۔ بن عقرب اس طرح کام کر رہا ہے۔ اس پر آنچ نہیں آ سکتی۔ اس کے خلاف ثبوت حاصل کرنا آسان نہ ہو گا۔"

"اور بغیر ثبوت حاصل کیے اس پر ہاتھ ڈالنا ممکن نہیں۔ اس کی گرفتاری کے بعد ہمیں لوگوں کو مطمئن کرنا ہو گا کہ وہ مجرم تھا۔ لیکن اس جماعت کی تشکیل کا مقصد کیا ہے؟ یہ میں اب تک نہیں سمجھ سکا۔"

"ایک دھندلا سا خاکہ میرے ذہن میں ہے، لیکن ابھی میں آپ کو اس کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

سر سلطان نے جواب میں فوراً" ہی کچھ نہ کہا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ

گئے تھے، چند لمحے بعد انہوں نے کہا۔ "لیکن عمران! اگر تمہارا یہ خیال درست ہے کہ یہ جماعت بی، آئی، آر والوں نے بنائی ہے تو جلد از جلد اس کے خلاف ثبوت حاصل ہو جانا چاہیے ورنہ یہ جماعت بہت زیادہ مضبوط ہو جائے گی۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بن عقرب ملک کے تمام شہروں میں اپنی جماعت کے دفاتر قائم کروا رہا ہے۔ پندرہ بیس دن میں اس کا یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ پورے ملک کا دورہ کرتا رہے گا۔ ایک ایک شہر میں جا کر تقریر کرے گا اور اس طرح اس کے مقلدین کی تعداد بڑھتی ہی چلی جائے گی۔"

"اوہو.... مجھے اس پروگرام کا علم ابھی نہیں ہوا تھا۔" عمران بڑبڑایا۔

"ہاں اس کا پروگرام یہ ہے۔ تم خود سوچو اس طرح اس کی جماعت کتنی وسعت اختیار کر لے گی۔ میں نے سنا ہے کہ وہ بڑا جادو بیان مقرر ہے۔"

"جی ہاں جناب! اگر جادو بیان نہ ہوتا تو اس کے مقلدین کی تعداد اتنی تیزی سے کیسے بڑھتی" عمران نے اپنی جیب میں گلاب کے پھول کو ٹٹولتے ہوئے کہا اور پھر اس پھول کو جیب سے نکال لیا۔

"اوہو!" سر سلطان مسکرائے۔ "آج کل گلاب کے شوقین ہو گئے ہو"

"دراصل۔" عمران نے غور سے پھول کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے شبہ ہے کہ یہ ایک پراسرار پھول ہے۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"پراسرار پھول!" سرسلطان نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں۔ پراسرار پھول۔" عمران نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پھول کا کیمیائی تجزیہ کروائیں۔"

"یہ پھول تمہارے پاس آیا کہاں سے؟"

عمران نے جواب میں گزشتہ رات کی روائداد بیان کر دی اور پھر اٹھ کر پھول سرسلطان کو دیتے ہوئے کہا۔ "جتنی جلد ممکن ہو' آپ اس کا کیمیائی تجزیہ کروا لیں۔"

"وہ تو میں کروا دوں گا' لیکن...." سرسلطان نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور پھر ان کے انداز سے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ پھول کو ناک کے قریب لے جا کر سونگھنا چاہتے ہوں۔

"نہیں۔" عمران نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کو سونگھیں نہیں"

"کیوں" سرسلطان نے حیرت سے کہا۔ "سونگھنے میں کیا حرج ہے تم بھی تو اسے سونگھتے رہے ہو۔"

"جی ہاں' اور اسی وجہ سے مجھ پر بن عقرب کے الفاظ کا اثر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہو گیا تھا۔"

"پھول کو سونگھنے کی وجہ سے؟" سرسلطان کے لہجے کا تحیر باقی رہا۔

"جی ہاں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"آپ اس کا کیمیائی تجزیہ تو کروائیں مجھے یقین ہے کہ میرا شبہ غلط

ثابت نہیں ہو گا۔"

"آخر تم اس بارے میں سوچ کیا رہے ہو؟"

"ابھی میں اپنے خیال کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتا۔ لیکن کیمیائی تجزیے کی رپورٹ مل جانے پر میں آپ کو بتاؤں گا کہ میرے ذہن میں کیا ہے۔"

"ہوں۔" سرسلطان کچھ سوچنے لگے۔ ان کی نظریں پھول پر تھیں۔

"اب میں چلتا ہوں۔" عمران کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "آپ یہ کام کب تک کروائیں گے۔"

"تم اب کہاں جا رہے ہو؟"

"گھر ہی جاؤں گا۔"

"بس تو پھر میں تھوڑی دیر بعد فون پر تمہیں بتاؤں گا کہ اس کام میں کتنی دیر لگے گی۔"

"بہتر ہے۔"

"سنو" سرسلطان ہاتھ اٹھا کر بولے۔ "تم نے اپنے باپ سے بحیثیت ایکس ٹو فون پر گفتگو کی تھی؟"

"جی ہاں۔ کیا انھوں نے آپ کو بتایا تھا؟"

"ہاں۔ وہ نوائے شرق کے ایڈیٹر کا معاملہ تھا؟"

"جی ہاں۔"

"اس بات پر مجھے پتا چلا تھا کہ تم بی' آئی' آر والوں کے خلاف کام کر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ نوائے شرق کی مالک بھی بیگم ضیائی ہے۔"

"جی ہاں۔"

"لیکن اب وہ غائب کہاں ہو گئی۔"

"اللہ بہتر جانتا ہے۔" عمران نے پلکیں جھپکائیں۔

"تم پھر پرانے موڈ میں آنے لگے۔" سر سلطان نے ہنس کر کہا۔

عمران بھی مسکرا دیا اور پھر انہیں سلام کر کے وہاں سے چل پڑا۔

اپنے فلیٹ کی طرف واپس جاتے ہوئے عمران سوچ رہا تھا کہ اب اسے نسبتاً" زیادہ تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا۔

فلیٹ پہنچ کر اس نے سب سے پہلے بلیک زیرو کو فون کیا اور اس سے بیگم ضیائی کے بارے میں پوچھا۔

"اس نے اب تک زبان نہیں کھولی ہے جناب۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کیا تم نے اسے کھانے پینے کے لیے کچھ دیا تھا؟"

"کیسے دے سکتا تھا جناب جب کہ آپ کا حکم...."

"خیر" عمران اس کی بات کاٹتا ہوا بولا۔ "اس کی حالت کیا ہے۔"

"بھوک تو میرا خیال ہے اس پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوئی لیکن پیاس نے اس کا برا حال کر دیا ہے۔ ہونٹوں پر ہلکی سی نیلاہٹ نظر آنے لگی ہے۔"

"شام تک اور انتظار کرو۔ اگر وہ شام تک بھی کچھ بتانے کے لیے

تیار نہ ہو تو اسے کھانا بھی دے دینا اور پانی بھی۔"

"بہت بہتر جناب"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے فیاض کے نمبر ڈائل کرنا چاہے تھے کہ کال بیل بجنے لگی۔ عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

آنے والا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہی تھا۔

"آؤ سوپر آؤ۔" عمران نے سر ہلاتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا۔"

"تم سے پوچھنا تھا کہ جمشید وارثی اب بھی ہسپتال میں ہے یا نہیں۔"

"شاید آج شام کو اسے ہسپتال سے جانے کی اجازت مل جائے گی۔ میں ابھی اس سے مل کر ہی آ رہا ہوں۔ وہ اس وقت بھی اپنی اس ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا کہ پولیس جانب داری سے کام لے رہی ہے۔"

"گویا اب بھی بضد ہے کہ اس پر میں نے گولی چلائی تھی؟"

"ہاں۔"

"خوب! عمران نے سر ہلانے لگا۔

"لیکن تم اب تک کیا کرتے رہے ہو؟"

"اپنی شادی کی بات پکی کرتا رہا ہوں۔ امید ہے کہ اگلے ہفتے میں تاریخ بھی مقرر ہو جائے گی۔"

"میں تم سے اپنا دماغ چٹوانے نہیں آیا ہوں۔" فیاض منہ بنا کر بولا۔

"پھر؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔ "کیا کوئی اور کام تھا؟"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

فیاض کا چہرہ سرخ ہو گیا' لیکن وہ اپنا غصہ ضبط کرتا ہوا انگلی اٹھا کر بولا۔ "دیکھو عمران اگر تم سنجیدگی سے بات نہیں کرو گے تو میں ابھی اٹھ کر چلا جاؤں گا۔"

"ہائے۔" عمران اپنے سینے پر ہاتھ مار کر دہرا ہو گیا اور پھر بولا۔ "تم نے تو یہ بات اس انداز میں کہی ہے جیسے کوئی محبوبہ اپنے عاشق سے کہتی ہے۔ اے ہٹو.... اب کے چھیڑو گے تو اٹھ کر چلی جاؤں گی۔"

فیاض کھسیانے انداز میں ہنسنے لگا۔

"ہاں تو سوپر فیاض۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں یہی چاہتا ہوں کہ تم اٹھ کر چلے جاؤ۔ بار بار آ کر مجھے بور نہ کرو میں آج کل بے حد مصروف ہوں۔ آخر تم اتنے فکر مند کیوں ہو میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ بیگم ضیائی کو تم ہی ہتھکڑیاں لگاؤ گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بہت بڑی کامیابی تمہارے حصے میں آئے۔"

"بہت بڑی کامیابی کیا مطلب؟"

"بس وہ ایسی کامیابی ہو گی کہ تمہارے افسران خوش ہو کر تمہاری پیٹھ اس بری طرح ٹھونک ڈالیں گے کہ شاید تمہاری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے۔"

فیاض نے چند لمحے عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا اور پھر بولا۔ "مگر ابھی تم اس کے بارے میں بتاؤ گے نہیں؟"

"ٹھیک سمجھے ہو تم۔"

"اچھی بات ہے۔" فیاض طویل سانس لے کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "میں چلتا ہوں۔"

"سلاما لیکم۔" عمران نے کہا۔

فیاض منہ بنا کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ارے ہاں' سنو" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم نے قزلباش کی نگرانی شروع کروا دی ہے؟"

"ہاں۔"

"کس کو مقرر کیا ہے؟"

"سارجنٹ اسد کو۔"

"بس اب جاؤ" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

فیاض کے چلا جانے کے بعد عمران بیٹھا سوچتا رہا کہ اب اسے کیا قدم اٹھانا چاہیے؟ بیگم ضیائی سے کچھ معلوم ہونے کی توقع تو بہت کم تھی۔ جن لوگوں کی نگرانی کی جا رہی تھی' ان سے بھی کسی یقینی فائدے امید رکھنا حماقت ہوتی۔ اب رہ گئے سروپ کمار اور اس کے ساتھی ان لوگوں کے سلسلے میں عمران نے اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا اور اس وقت عمران کی غور و فکر کا مرکز وہی لوگ تھے۔

اچانک ٹیلفون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سر سلطان تھے۔

"فرمایئے" میں نے گلاب کا پھول کیمیائی تجزیے کے لیے بھیج دیا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہے۔ تین گھنٹے بعد اس کی رپورٹ میرے پاس آ جائے گی۔ تم آ کر لے جانا۔"

"بہتر ہے۔ شکریہ۔" عمران نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

دو گھنٹے بعد اس نے کھانا کھایا۔ کھا چکنے کے بعد چائے پی رہا تھا کہ صفدر پہنچ گیا۔

"بہت ہی بے موقع آئے ہو یار" عمران نے منہ بنا کر کہا اور پھر چائے کا آخری گھونٹ لے کر بولا۔ "میں چائے پی چکا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں' اور آ جائے گی۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اندر داخل ہوتے ہوئے سلیمان کو دیکھ کر بولا۔ "کیوں بھئی چائے پلاؤ گے نا۔"

"ضرور جناب!" سلیمان نے کہا۔

"ضرور جناب!" عمران نے جلے کٹے انداز میں اس کی نقل اتاری اور پھر آنکھیں نکال کر بولا۔ "تیرے باپ کی ہے چائے جو اتنی فراخ دلی سے دعوت دے ڈالی۔ ابے میرے خون کے پسینے کی کمائی ہے۔"

"خون کے پسینے کی نہیں۔ خون پسینے کی۔" صفدر نے اصلاح کی۔

"اب کھڑا میرا منہ کیا دیکھ رہا ہے۔" عمران نے سلیمان پر بگڑتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "لے کر آ' چائے۔"

"اور سناؤ بیوی بچے کیسے ہیں؟" عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے

ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"وہ تو کب کے اللہ کو پیارے ہو چکے۔" صفدر نے مسکرا کہا کہا۔

"چلو یہ بڑا اچھا ہوا۔" عمران نے کہا۔ "بیوی تو خیر غنیمت ہوتی ہے' لیکن جب بچے پیدا ہو جائیں تو دل ہی چاہتا ہے کہ ہنالولو جا کر باقی زندگی یاد الٰہی میں گزار دے۔"

"میں آپ سے رات کے بارے میں بات کرنے آیا تھا۔"

"رات بڑی اچھی چیز ہے بشرطیکہ چاندنی رات نہ ہو۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ تاریک راتیں مجھے بڑی حسین معلوم ہوتی ہیں۔ اگر میں نے شادی کی تو کسی افریقین سے کروں گا۔ اس کا سیاہ مکھڑا مجھے تاریک راتوں کی یاد دلاتا رہے گا۔"

"میں بن عقرب کی بات کر رہا ہوں عمران صاحب!"

"بن عقرب کی" عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "لیکن ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ رات کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں۔"

"بن عقرب کی تقریر رات ہی کو تو ہوئی تھی۔"

"رات کو تو جانے کیا کیا ہوا ہو گا پھر رات کے حوالے سے میں یہی کیوں سمجھوں کہ تم بن عقرب کے بارے میں گفتگو کرنے آئے ہو جو کل رات کو میرے برابر والے فلیٹ میں پیدا ہوا ہے۔"

"خیر خیر!" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ "آپ کے منطق میری سمجھ میں نہیں آتی۔ بہرحال میں بن عقرب کی تقریر کے بارے میں یہ بات کر رہا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہوں۔"

"بڑی عمدہ تقریر تھی۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں پسند نہیں آئی؟"

"میں اس بات پر حیران ہوں عمران صاحب کہ آخر میں اس کی تقریر سے اتنا متاثر کیوں ہو گیا تھا؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں کل رات کی ایک ایک بات پر ایمان لے آیا تھا۔ آخر ایسا کیوں ہو۔"

"اللہ بڑا کارساز ہے۔" عمران نے درویشانہ انداز میں انگلی اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "وہ جو کچھ چاہتا ہے' ہو جاتا ہے۔ ویسے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی کہ اللہ کارساز کیوں ہے اسے کیا ضرورت ہے کاریں بنانے کی؟"

"کاریں بنانے کی؟" صفدر نے تحیر زدہ سے انداز میں مسکراتے ہوئے دہرایا۔

"ہاں۔ کاریں بنانے کی۔" عمران نے کہا۔ "کارساز کا مطلب کار بنانے والا ہی تو ہو گا۔"

"اوہ!" صفدر ہنس پڑا۔ "یہاں پر کار کا مطلب کام ہے عمران صاحب کارساز یعنی کام بنانے والا۔"

"لاحول ولاقوت۔" عمران نے منہ بنایا۔ میں اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ اللہ میاں اپنے کارخانے میں کاریں بھی بناتے ہوں گے۔ تو تم بن عقرب کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے تھے؟"

"بے حد عمران صاحب!"

"میں بھی ہوا تھا۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "اور آج صبح ...ے کیفیت ایسی تھی جیسے رات کو بے تحاشا شراب پینے کے بعد سویا ...ں۔"

"اوہ!" صفدر اچھل کر بولا۔ "بالکل یہی کیفیت میری تھی عمران ...احب!"

"اللہ میاں تمہیں مارے گا۔ تم نے شراب کیوں پی تھی۔"

"میں نے.... صفدر حیرت سے بولا۔" میں نے کب پی تھی شراب؟"

"ہرگز نہیں میں نے زندگی میں کبھی شراب نہیں پی۔"

"اور میں نے بھی نہیں پی۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "پھر ...بھی ہم دونوں کی کیفیت شرابیوں کی سی تھی۔ آخر کیوں" عمران صفدر کی ...نکھوں میں دیکھنے لگا۔

"میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیفیت کیوں ہوئی۔" صفدر نے کہا۔ "میں نے تو اپنی اس کیفیت کو اتفاق پر محمول کیا تھا' لیکن آپ کہہ ...رہے ہیں کہ بالکل یہی کیفیت آپ کی بھی ہوئی تھی۔ اب تو یہ مسئلہ غور ...طلب ہو گیا۔ آپ نے اس کے بارے میں کوئی اندازہ قائم کیا ہے؟"

"ہاں۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "ایک خیال ہے میرے ذہن ...میں لیکن جب تک اس کی تصدیق نہ ہو جائے' میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

"تصدیق کیسے ہو گی؟"

"میں تھوڑی دیر بعد اس کی تصدیق کے لیے جاؤں گا۔" عمران نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

اسی وقت سلیمان صفدر کے لیے چائے لے کر آ گیا۔

چائے پی چکنے کے بعد صفدر پندرہ بیس منٹ اور بیٹھا۔ اس دوران میں موجودہ حالات پر ہی باتیں ہوتی رہیں۔

صفدر کے چلے جانے کے بعد عمران' سرسلطان کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہونے کے لیے کھڑا ہوا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو! عمران نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔ "عمران اسپیکنگ۔"

"میں سرسلطان بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔ "رپورٹ آ گئی ہے عمران۔"

"میں وہ لینے کے لیے آپ کے پاس آ ہی رہا ہوں۔"

"رپورٹ ایسی ہے کہ میں تمہیں بتانے کے لیے بے تاب ہو گیا تھا اس لیے تمہارا انتظار نہ کر سکا۔"

"آخر ایسی کیا بات ہے رپورٹ میں؟"

"رپورٹ کے مطابق گلاب کے اس پھول پر گریک ایسڈ چھڑکا گیا ہے۔"

گریک ایسڈ" عمران نے دہرایا اور پھر سر ہلاتا ہوا بولا۔ "مجھے یہی شبہ تھا۔"

"کیا تم گریک ایسڈ کی خصوصیات جانتے ہو؟"

"کیوں نہیں جناب! کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں نے لندن سے 'ایس' سی کیا ہے۔ میں جانتا ہوں گریک ایسڈ کی خصوصیت اس کی بو ی کو اس حد تک متاثر کر دیتی ہے کہ آدمی کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت خی صد کم ہو جاتی ہے اور اس ایسڈ کا اثر کئی گھنٹے تک رہتا ہے۔ اگر ی اس ایسڈ کے زیر اثر رہ کر سو جائے تو سو کر اٹھنے پر اس کی کیفیت ی ہوتی ہے جیسے بہت زیادہ شراب پی کر سویا ہوں۔ جسم ٹوٹتا ہوا سا معلوم تا ہے اور بے پناہ تھکن محسوس ہوتی ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"نہیں' تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ رپورٹ میں یہی سب باتیں ہیں۔"

"بہرحال میں خود وہ رپورٹ پڑھنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا تو آ کر لے جاؤ۔"

"میں آ رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنی کار میں سرسلطان کی کوٹھی کی طرف جا رہا ۔ یہ بات۔ اب اچھی طرح اس کی سمجھ میں آ چکی تھی کہ لوگ اتنی تیزی ے ساتھ بن عقرب کے معتقد کیوں ہوتے جا رہے تھے۔ دراصل بن عقرب ی تقریر سنتے وقت ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پچھتر فی صد مفقود ہو جاتی ی' اس لیے بن عقرب جو کچھ کہتا تھا' وہ اس پر ایمان لے آتے تھے۔

سرسلطان بڑی بے چینی سے عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے را ہی وہ رپورٹ عمران کے ہاتھ میں دے دی۔ عمران اسے بغور پڑھتا رہا ر پھر اس نے سر ہلا کر وہ رپورٹ جیب میں رکھ لی' سرسلطان سے بولا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"اب آپ نے بھی سمجھ لیا ہو گا کہ لوگ اتنی تیزی سے بن عقرب کے متعقد کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔"

"یہ تو سمجھ لیا' لیکن اب ایک الجھن اور پیدا ہو گئی ہے۔"

"وہ کیا۔"

"گریک ایسڈ کا اثر چند گھنٹوں کے لیے ہوتا نا؟"

"جی ہاں۔"

"جس طرح تم اب اس ایسڈ کے اثر سے نکل آنے کے بعد بن عقرب کے خلاف سوچ رہے ہو' اسی طرح دوسرے لوگ بھی کیوں نہیں سوچتے؟"

"ہوں۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "بڑا ٹیڑھا سوال کیا آپ نے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ میں چونکہ شروع ہی سے بن عقرب کے خلاف ہوں' اس لیے ایسڈ کے اثر سے نکل آنے کے بعد پھر وہی کچھ سوچنے لگا جو پہلے سوچ رہا تھا۔ دوسرے لوگ چونکہ بن عقرب کے خلاف نہیں ہوتے' اس لیے تقریر کا تاثر بعد میں بھی ان پر قائم رہتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ جب انہوں نے تقریر کے دوران میں اور اس کے بعد بھی سونے تک بن عقرب کی باتوں کو غلط نہیں سمجھا تو وہ واقعی ٹھیک ہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک نفسیاتی بات ہے۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

"ہوں۔" سر سلطان نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "اس کے علاوہ اور کچھ سوچا بھی نہیں جا سکتا۔"

"اچھا اب اجازت دیجئے۔"

"عمران جلد از جلد کچھ کرو۔"

"آپ فکر نہ کریں.... اس معاملے میں بے پروائی تو برتی ہی نہیں جا سکتی۔"

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بن عقرب کی شعلہ بار نگاہیں سامنے کھڑے ہوئے آدمی پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں پوچھتا ہوں مجھ کو یہ اطلاع اتنی دیر سے کیوں دی گئی؟" بن عقرب گرج کر بولا۔

"در..... دراصل..... " وہ آدمی ہکلاتا ہوا بولا۔ "اب تک میں احاطے میں اس پھول کو تلاش کرواتا رہا تھا۔ آخر مجھے یقین ہو گیا کہ پھول وہاں نہیں ہے' اس لیے آپ اب آپ کو بتا رہا ہوں۔"

"جس آدمی نے یہ پھول واپس نہیں کیا تھا' اس کا حلیہ یاد ہے؟"

"نوجوان آدمی تھا۔"

"یہ حلیہ ہے؟" بن عقرب غرایا۔

"بب..... بس مجھے اتنا یاد ہے۔"

"اگر دوبارہ دیکھو تو پہچان سکو گے؟"

اس آدمی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔

"ہوں۔" بن عقرب بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کے ماتھے پر دو موٹی سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔ وہ ایک دو منٹ تک ٹہلتا رہا' پھر ایک دم آدمی پر برس پڑا۔

"اب کھڑے کیا ہوا دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے۔"

وہ آدمی جلدی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک قدم کمرے میں تھا اور دوسرا کمرے سے باہر کہ بن عقرب ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ٹھہرو۔"

وہ آدمی جلدی سے مڑا۔

بن عقرب نے کہا۔ "آئندہ تقریروں میں سامعین کو پھول تقسیم نہیں کیے جائیں گے۔"

"بہتر ہے۔"

"دفع ہو جاؤ۔" بن عقرب نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "میتھریو کو بھیج دینا۔"

دوسرے ہی لمحے وہ آدمی اتنی جلدی وہاں سے رخصت ہو گیا' جیسے ایک لمحے کی تاخیر بھی اس کے لیے مصیبت کا سبب بن جائے گی۔

بن عقرب پھر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کی لمبی داڑھی اس کے سینے پر لہرا رہی تھی۔ وہ پانچ منٹ تک ٹہلتا رہا۔ اچانک کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ بن عقرب ٹہلتے ٹہلتے یک دم رک گیا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟" ایک آواز سنائی دی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"آ جاؤ"۔ بن عقرب نے کہا۔اب اس کے ماتھے کی سلوٹیں غائب ہو چکی تھیں۔

دروازہ کھلا۔ اندر آنے والا ایک دراز قد سفید فام آدمی تھا۔ اس کی عمر تیس چالیس کے درمیان رہی ہو گی۔ وہ کسی مغربی ملک کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا؟"

"ہاں میتھریو"۔ بن عقرب نے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں فرش پر جمی ہوئی تھیں۔ دراز قد میتھریو خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اچانک بن عقرب نے سر اٹھا کر کہا۔ "جانتے ہو پچھلی رات کیا حماقت کی گئی ہے؟"

"جی ہاں۔ مجھے معلوم ہوا تھا۔ کسی آدمی نے پھول واپس نہیں کیا' لیکن.... کیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ پھول دیدہ و دانستہ غائب کیا گیا ہو گا؟"

"اس بات کا امکان ہے۔ کیا تم ایسا نہیں سمجھتے؟"

"ہو سکتا ہے اس آدمی نے پھول واقعی وہاں پھینک دیا ہو۔" میتھریو نے جواب دیا اور پھر بولا۔ "میرے اندازے کے مطابق وہاں ڈیڑھ ہزار سے کم آدمی نہیں تھے۔ اگر ان میں سے پچاس کے قدم بھی پھول پر پڑے ہوں گے تو پھول بری طرح پس کر رہ گیا ہو گا؟"

"ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے' لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پھول کو دیدہ و دانستہ لے جایا گیا ہو۔ ہمیں بہرحال محتاط رہنے کی ضرورت ہے اس لیے

آئندہ تقریر میں سامعین کو پھول تقسیم نہیں کیے جائیں گے۔"

"پھر اس نعم البدل کیا ہو گا؟"

"اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔"

"کیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ پھول لے جانے والا پولیس کا آدمی ہو گا؟"

"نہیں۔" بن عقرب نے کہا۔ "مجھے یہاں کی سیکرٹ سروس کی طرف سے خطرہ ہے۔ وہ کسی کتے کی طرح حس رکھتے ہیں۔ ہاں میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔" اس نے کچھ یاد کر کے کہا۔ "جمشید وارثی کا کیا رہا۔"

"اس سے معلوم کرنا کہ وہ آدمی کون تھا جس نے بیگم ضیائی کے اخبار کے اس ملازم سے کسی قسم کا پرچہ لیا تھا۔"

"بہتر ہے۔"

"اور اگر اس آدمی کا پتہ چل جائے تو اس کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کرنا۔ دوسری بات یہ کہ سروپ کمار وغیرہ تک یہ حکم پہنچا دینا کہ وہ لوگ اب اپنے باقی ساتھیوں سے بالکل نہ ملیں۔"

"بہتر ہے۔"

"اب تم جا سکتے ہو۔"

"میتھریو نے اسے سر کو خفیف سے جنبش دی اور وہاں سے چلا گیا۔

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

عمران جونہی رحمان صاحب کے آفس میں داخل ہوا' حسب سابق رحمان صاحب کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ اس لیے نہیں عمران کے طرز عمل سے کوئی حماقت سرزد ہوئی' تھی۔ بلکہ اس لیے کہ عمران جیسے نامعقول بیٹے کو دیکھ کر پیشانی پر بل ڈال لینا رحمان صاحب کی عادت بن چکا تھا۔

"آداب ڈیڈی۔" عمران آگے بڑھتے ہوا بولا۔

"کیوں آئے ہو؟" رحمان صاحب کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

"مم.... میں نے سوچا.... آپ کو دیکھ آؤں.... کافی دن ہو گئے تھے۔" عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"بڑی نوازش کی۔" رحمان صاحب کا لہجہ بڑا زہریلا تھا۔

"جی ہاں.... جی نہیں.... میرا مطلب ہے نوازش آپ پر کیا کروں گا.... آپ تو میرے باپ ہیں۔" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"شٹ اپ" رحمان صاحب نے میز پر گھونسہ مارا۔

"ہپ۔" عمران نے بڑی مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لیے۔

ٹھیک اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ رحمان صاحب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر بلند آواز میں بولا۔ "کون ہے؟"

"میں فیاض ہوں جناب!"

"آ جاؤ۔" رحمان صاحب نے کہا۔

دروازہ کھلا اور فیاض کمرے میں داخل ہوا۔ عمران سے نظریں ٹکرائیں' لیکن فیاض چونکا نہیں۔ شاید اسے عمران کی وہاں موجودگی کا علم تھا۔ اندر آ کر اس نے دروازہ بند کیا اور رحمان صاحب کو سلام کر کے آگے بڑھ آیا۔

"تم جا سکتے ہو۔" رحمان صاحب نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مم.... مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنا ہیں۔" عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے فرصت نہیں ہے۔ پھر کسی وقت آنا۔"

اسی وقت فیاض بول پڑا۔ "جناب! مجھے ابھی ابھی بیگم ضیائی کے بارے میں ایک اطلاع ملی ہے۔"

"وہ کیا؟" رحمان صاحب چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"بیگم ضیائی کو اغوا کر کے راج گڑھ لے جایا گیا ہے۔"

"یہ کیسے معلوم ہوا؟"

"تھوڑی دیر قبل کسی آدمی نے مجھے فون کیا تھا۔"

"کس آدمی نے؟"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"جناب اس نے مجھے اپنا نام تو نہیں بتایا۔" فیاض نے کہا۔

اس دوران میں عمران پیچھے کھسکتا ہوا دیوار سے جا لگا تھا۔

رحمان صاحب کہہ رہے تھے۔ "پھر کیسے یقین کر لیا جائے کہ اس آدمی نے ٹھیک ہی اطلاع دی ہو گی۔"

"میں یہ سوچ رہا تھا جناب کہ شاید وہ سیکرٹ سروس کا آدمی ہو۔" فیاض نے کہا۔

عمران دیوار کے ساتھ ساتھ کھسکتا ہوا دروازے کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ رحمان صاحب' فیاض کی طرف متوجہ تھے' اس لیے اس کی یہ حرکت نہ دیکھ سکے تھے۔

"تمہارا خیال ہے کہ فون کرنے والا سیکرٹ سروس آدمی ہو گا۔"

"جی ہاں۔"

"لغو خیال ہے۔" رحمان نے منہ بنا کر کہا۔ "سیکرٹ سروس والوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ ایسی اطلاعات تم تک پہنچائیں۔ اگر واقعی فون کرنے والا سیکرٹ سروس کا آدمی ہوتا تو اس نے مجھے فون کیا ہوتا۔"

عمران دروازے کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس[illegible]ن صاحب نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ ان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"تو جناب!" فیاض جلدی سے اس انداز میں بولا جیسے رحمان صاحب کو عمران کی طرف متوجہ نہ ہونے دینا چاہتا ہو۔

لیکن رحمان صاحب نے اسے ہاتھ اٹھا کر بولنے سے روک دیا اور گرج کر عمران سے بولے۔ "تم چوروں کی طرح کیوں بھاگ رہے ہو؟"

ٹھیک اسی وقت عمران نے بڑی تیزی سے ہینڈل گھما کر جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

باہر ایک آدمی اس طرح جھکا ہوا کھڑا تھا جیسے دروازے سے کان لگائے اندر کی باتیں سننے کی کوشش کر رہا ہو۔ دروازہ کھلتے ہی وہ سیدھا کھڑا ہوا اور بوکھلا کر ایک قدم پیچھے ہٹنا ہی چاہتا تھا کہ عمران نے اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکے سے اندر کھینچ لیا۔

"خبردار!" فیاض نے اپنا ریوالور نکال لیا تھا۔ "اپنے ہاتھ اوپر کر دو۔"

اس آدمی نے ہاتھ اٹھ دیے۔ یک بہ یک اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

رحمان صاحب کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"سعید" رحمان صاحب کے منہ سے حیرت زدہ سی آواز نکلی۔

دراصل وہ آدمی رحمان صاحب کو نیا اسٹینو تھا۔ گزشتہ ایک ماہ سے ملازم تھا۔ اس کی عمر اٹھائیس سال کے قریب رہی ہو گی۔ وہ بیرونی کمرے میں بیٹھا کرتا تھا۔ رحمان صاحب کے کمرے میں داخل ہونے کے لیے اس کے کمرے سے لازمی گزرنا پڑتا تھا اور اس وقت وہی اسٹینو دروازے سے کان لگائے ان لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن سعید خاموش کھڑا رہا۔ ظاہر ہے کہ اس میں اس بات کی تردید

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کرنے کی جرات نہ ہو گی کیوں کہ اسے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا تھا۔

"ہائیں!" عمران دیدے نچاتا ہوا بولا۔ "یہ ہماری باتیں سن رہا تھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ دروازے کی لکڑی پسند کر رہا تھا تاکہ موقع دیکھ کر دروازہ چرا کر اپنے گھر لے جائے۔ اچھاڈیڈی میں تو اب چلتا ہوں۔ ویسے بھی اس وقت آپ کو فرصت نہیں ہے پھر کسی وقت حاضر ہو جاؤں گا۔ اچھا.... خدا حافظ.... ٹاٹا!" عمران کہتا ہوا تیزی سے نکلا چلا آیا۔

بہ ظاہر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ سعید کی گرفتاری اچانک اور غیر متوقع تھی، لیکن در حقیقت یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے پروگرام کے تحت ہوئی تھی۔ یہ بات شروع سے عمران کی الجھن کا باعث بنتی ہوئی تھی کہ بیگم ضیائی پولیس کے خطرے سے بروقت کیسے ہوشیار ہو گئی۔ عمران نے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تو سعید کی شخصیت سامنے آئی۔ عمران کو اس پر اس لیے شبہ ہوا کہ اور کوئی شخصیت بھی مشکوک نہیں تھی، لیکن عمران نے فیاض پر اپنے شک کا اظہار نہیں کیا۔ اس سے صرف اتنا کہا تھا کہ وہ گھبرائے ہوئے انداز میں چلتا ہوا رحمان صاحب کے کمرے میں پہنچے اور ان سے بیگم ضیائی کے بارے میں کچھ فرضی باتیں شروع کر دے۔ عمران کا یہ خیال تھا کہ اگر سعید کا تعلق مجرموں سے ہے تو وہ فیاض کو گھبرایا ہوا دیکھ کر سمجھے گا کہ کوئی خاص بات ہے اور پھر وہ رحمان صاحب کے کمرے میں ہونے والی گفتگو کی کوشش کرے گا۔

بعد میں عمران کے قیاسات ٹھیک ہی ثابت ہوئے۔ اس نے اچانک

دروازہ کھول کر سعید کو رنگے ہاتھوں پکڑوا دیا۔

پھر اس دن کوئی اور خاص واقعہ رونما نہیں ہوا۔

پچھلی رات بلیک زیرو نے عمران کو اطلاع دی کہ بیگم ضیائی نے بھوک پیاس سے بدحال ہونے کے باوجود زبان نہیں کھولی ہے اور عمران نے مایوس ہو کر بلیک زیرو سے کہہ دیا تھا کہ وہ بیگم ضیائی کو کھانا وغیرہ دے دے۔

اس دوران میں پرنس کمباڈیا اور شوکت ظفر کی نگرانی بھی ہوتی رہی تھی، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا تھا۔ رہ گئے سروپ کمار اور اس کے ساتھی، عمران نے اس سلسلے میں اب تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا تھا۔ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اسے ان کے سلسلے میں کیا کرنا چاہیے نگرانی کروانا تو اس نے فضول ہی سمجھا تھا۔ شوکت ظفر، پرنس کمباڈیا اور بیگم ضیائی ہی کی نگرانی سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا تو مزید لوگوں کی نگرانی سے کیا ہوتا اور لوگ بہت ہوشیاری سے کام کر رہے تھے۔ جب انہیں کسی خاص کام سے کہیں جانا ہوتا تھا تو اس قسم کے انتظامات کیے جاتے تھے کہ اگر ان کی نگرانی ہو رہی ہو تو نگرانی کرنے والے ٹاپتے ہی رہ جائیں۔ بیگم ضیائی کی مثال سامنے ہی تھی۔ صفدر اس کی نگرانی پر مامور تھا لیکن بیگم ضیائی کار بدل کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

اور اب عمران سوچ رہا تھا کہ وہ آج رات کو بن عقرب کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر وہاں پروفیسر کو تلاش کرے گا۔ اس کی دانست میں بات

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کے امکانات کافی روشن تھے۔ کہ پروفیسر کو وہیں رکھا گیا ہو۔

دوپہر کو فیاض نے فون پر عمران کو بتایا کہ سعید اس بات کا اقبال نہیں کر رہا ہے کہ اس کا تعلق کسی جماعت سے ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے محض اپنا تجسس دور کرنے کے لیے ان کی باتیں سننے کی کوشش کی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے فون پر کہا۔ "مجھے اسی بات کی توقع تھی کہ اس سے کچھ نہ معلوم ہو سکے گا۔ اس کی گرفتاری سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ آئندہ کے لیے محکمہ سراغ رسانی کے پروگراموں کی تفصیل مجرموں کو نہ معلوم ہو سکے۔ سلاما لیکم!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اسی دن کو آٹھ بجے عمران نے بلیک زیرو کو فون کیا۔

"تم آج بارہ بجے موٹر سائیکل لے کر میرے پاس چلے آؤ۔ میں تمہیں اپنے فلیٹ کے نیچے مل جاؤں گا۔ پوری طرح تیار ہو کر آنا۔ ایک اہم مہم سر کرنا ہے۔"

"کیا بیگم ضیائی کو اکیلا چھوڑ دوں؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں' تنویر اور صفدر کو وہاں بلوا لینا۔ ان دونوں کو وہاں چھوڑنے کے بعد تم میرے پاس آؤ گے۔

"بہتر ہے۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے سلمان کو آواز دی اور اس سے کھانا لانے کے لیے کہا۔

وقت مقررہ سے ایک منٹ پہلے عمران اپنے فلیٹ سے اتر آیا۔ ٹھیک بارہ بجے بلیک زیرو موٹر سائیکل پر وہاں پہنچ گیا۔ وہ چست پتلوان اور جیکٹ میں تھا۔ اس نے عمران کو بھی اسی لباس میں پایا۔ اس نے موٹر سائیکل روکی ہی تھی کہ عمران بولا۔ "انجن بند نہیں کرنا۔ تم پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔"

بلیک زیرو پیچھے ہو گیا اور اس کی جگہ عمران نے سنبھال لی۔ دوسری ہی لمحے موٹر سائیکل نے سڑک پر نصف دائرہ بنایا اور واپس اسی طرف فراٹے بھرنے لگی جدھر سے بلیک زیرو آیا تھا۔

"ہم بن عقرب کی رہائش گاہ میں داخل ہونے کے لیے چل رہے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "مجھے شبہ ہے کہ پروفیسر افغانی کو وہیں رکھا گیا ہو گا۔"

"جی ہاں' ہو تو سکتا ہے' لیکن وہاں داخل ہونا خطرے سے خالی نہ ہو گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"خطرات سے کھیلنا صحت کے لیے مفید ہوتا ہے۔" عمران نے کہا۔

بلیک زیرو چپ ہو گیا۔

آدھے گھنٹے بعد عمران نے موٹر سائیکل روک دی۔ اس وقت وہ بن عقرب کی رہائش گاہ سے دو فرلانگ کے قریب دور تھے۔

"یہاں سے ہم پیدل چلیں گے۔" عمران نے موٹر سائیکل کا انجن بند کرتے ہوئے کہا۔

"غالباً" آپ یہ احتیاط اس لیے کر رہے ہیں تاکہ اس عمارت کے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لوگ موٹر سائیکل کی آواز نہ سن لیں۔"

"ہوں۔" عمران موٹر سائیکل کو سڑک سے کچے میں اتارے لیے چلا گیا۔ پچاس ساٹھ گز آگے نکل جانے کے بعد اس نے موٹر سائیکل اسٹینڈ پر کھڑی کر دی۔ اب وہ سڑک سے اتنی دور تھی کہ سڑک سے اگر کوئی موٹر گزرتی تو اس میں بیٹھے ہوئے لوگ موٹر سائیکل کو نہ دیکھ سکتے۔

"کتنے ریوالور لائے ہو؟" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"دو۔"

"اور نقاب؟"

"گڈ!.... آؤ اب۔"

وہ دونوں بن عقرب کی رہائش گاہ کی طرف بڑھنے لگے جو اندھیرے ہونے کی وجہ سے اتنے فاصلے سے نظر نہیں آ رہی تھی۔

ڈیڑھ فرلانگ کا فاصلہ طے ہوا ہو گا کہ کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔ عمران ایک دم ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بڑبڑایا۔

"اوہو یہاں کتے بھی ہیں۔"

"ظاہر ہے کہ انہوں نے عمارت کو بالکل ہی غیر محفوظ نہ چھوڑا ہو گا' لیکن خیر... ان سے نپٹ لیا جائے گا۔" عمران نے کہا' اور پھر اس نے اپنی ایک جیب سے ریوالور نکالا او دوسری جیب سے سائلنسر نکال کر اسے ریوالور کی نالی میں فٹ کرنے لگا۔

"کیا کتوں کو ٹھکانے لگا دینے کا ارادہ ہے؟" بلیک زیرو بولا۔

"اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ آؤ!"

وہ دونوں پھر آگے بڑھنے لگے۔ ذرا سی دیر بعد وہ عمارت سے اتنے دور ہو چکے تھے کہ اس کا ہیولا سا دکھائی دینے لگا تھا۔

دفعتہ کہیں قریب ہی سے کوئی کتا غرایا۔ عمران اور بلیک زیرو ایک دم رک گئے۔ عمران کے ریوالور کی نالی اس طرح اٹھ گئی جدھر سے آواز آئی تھی۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ کچھ ہی فاصلے پر ایک خوف ناک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کتا انھیں گھورتا ہوا غرا رہا تھا۔ تاروں کی مدھم روشنی کی وجہ سے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ عمران نے ریوالور سیدھا کیا۔ شست باندھی اور فائر کر دیا۔ عمران نے اس کی آنکھوں کے درمیانی حصے کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا تھا۔ کتا یک بارگی کئی فٹ اچھل گیا۔ وہ بڑی زور سے غرایا بھی تھا۔ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کے حلق سے غرانے کی آوازیں اب بھی نکل رہی تھیں، لیکن یہ مشکل آدھے منٹ بعد وہ آوازیں بند ہو گئیں اور کتے کا جسم ساکت ہو گیا۔

اسی وقت کسی اور کتے کے بھونکنے کی آواز تیز سے قریب آتی چلی گئی۔ شاید اس نے عمران اور بلیک زیرو کی۔ بو سونگھ لی تھی یا ممکن ہے مرنے والے کتے نے گولی کھا کر جو آخری چیخ ماری تھی، اس چیخ نے اس کے ساتھی کو خطرے کا احساس دلایا دیا ہو۔

عمران اور بلیک زیرو اس طرف دیکھنے لگے جدھر سے آوازیں قریب آتی چلی جا رہی تھیں۔ آخر انہوں نے ایک کتے کو دیکھ لیا۔ وہ چھلانگیں لگاتا ہوا اسی طرف چلا آ رہا تھا۔ چند گز کے فاصلے سے اس نے ایک زبردست چھلانگ لگائی۔ وہ سیدھا عمران ہی پر آ کر گرتا، لیکن جیسے ہی اس نے چھلانگ لگائی تھی، ویسے ہی عمران نے شست لے کر اپنے ریوالور کا ٹریگر بھی دبا دیا تھا۔ کتا عمران سے کچھ فاصلے ہی پر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔

"لیٹ جاؤ.... لیٹ جاؤ...." عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور جلدی سے خود بھی زمین پر ہاتھ ٹکا دیے پھر دوسرے ہی لمحے اس نے کتوں کی

ں بھونکنا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو ایک دم بولا۔ "یہ کیا جناب؟"

"عمارت کی چھت پر دو آدمی کھڑے ہوئے ہیں۔" عمران نے کہا اور اپنے حلق سے کتوں کی سی آوازیں نکالنا شروع کر دیں۔

بلیک زیرو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں سے اس عمارت کی رف دیکھنے لگا۔ اس کی نظریں چھت کی طرف تھیں۔ اس نے بھی ان دونوں آدمیوں کو دیکھ لیا جو چھت پر کھڑے تھے۔

عمران بھونکتے بھونکتے اچانک خاموش ہوا اور پھر بولا۔ "کتوں کے بھونکنے ہی کی آواز سن کر وہ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ کتوں کی اچانک خاموشی انہیں شبے میں ڈال دیتی اس لیے میں نے سوچا کہ تھوڑی دیر کے لیے خود ہی کتا بن جانا چاہیے۔"

بلیک زیرو دھیرے سے ہنس کر چپ ہو گیا۔

چھت پر وہ دونوں آدمی اب بھی دکھائی دے رہے تھے۔

عمران نے ایک منٹ خاموش رہ کر پھر کتے کی آواز نکالی اور چپ ہو گیا۔

"وہ چلے گئے۔" اچانک بلیک زیرو بولا۔

عمران کی نظریں چھت ہی کی طرف تھیں۔ اس نے بھی ان دونوں کو غائب ہوتے دیکھ لیا تھا۔

"بہت زیادہ محتاط ہیں یہ لوگ۔" بلیک زیرو بولا۔ "دو آدمی چھت پر بھی پہرہ دے رہے ہیں۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"جی ہاں۔ کیوں؟"

"میرا خیال ہے کہ کتوں کی مکمل خاموشی بھی ان دنوں کو شبے میں ڈال سکتی ہے۔"

"پھر!"

میں اکیلا ہی اوپر جاؤں گا۔ تم یہاں سے کچھ دور جاؤ اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے کتے کی سی آوازیں نکالتے رہو' لیکن ایک ہی جگہ نہ رکنا۔ عمارت کے چاروں طرف ٹہلتے رہنا تاکہ دونوں یہی سمجھیں کہ کتے چاروں طرف ٹہلتے پھر رہے ہیں۔"

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ورنہ واقعی وہ دونوں شک میں پڑ جائیں گے۔"

"ایک منٹ ٹھہرو۔ میں اوپر چلا جاؤں' اس کے بعد تم اپنا کام شروع کرنا۔" عمران نے کہا۔ اتنی دیر میں وہ رسی کا پھندا تیار کر چکا تھا۔ وہ پھندا اس قسم کا تھا کہ واپس نیچے آ جانے کے بعد رسی کو کنگورے سے بہ آسانی نکالا جا سکتا تھا۔

عمران کی پہلی کوشش ناکام رہی تھی' لیکن دوسری مرتبہ رسی کا پھندا کنگورے میں پھنس گیا۔

"ایک منٹ ٹھہر کر اوپر جائیے گا۔" بلیک زیرو بولا۔

"ہوں ہو۔" عمران اوپر دیکھتا رہا ایک کی بجائے دو منٹ گزر گئے' لیکن چھت پر کوئی آدمی نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان آدمیوں میں

سے کسی نے بھی رسی کے پھندے کو فضا میں اچھلتے ہوئے نہ دیکھا ہو گا۔ اگر دیکھا ہوتا تو لازمی بات تھی کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس طرف آ کر تحقیق حال کرتا۔

"اب میں چلتا ہوں۔" عمران نے کہہ کر ایک مرتبہ رسی کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا' پھر اس پر دونوں ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی اور دونوں پیر دیوار سے ٹکا دیے۔ اب وہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے دونوں پیر دیوار کا فاصلہ طے کر رہے تھے۔ صرف دس منٹ کی جدوجہد نے اسے چھت کے قریب پہنچا دیا۔ بائیں ہاتھ سے رسی پکڑے پکڑے اس نے دائیں ہاتھ سے ایک کنگورے کو پکڑ لیا اور اوپر کی طرف اٹھا۔ اس نے صرف اپنا سر کنگوروں سے اوپر اٹھایا تھا۔ سب سے پہلے ایک ہیلی کوپٹر پر نظر پڑی جو چھت کے وسط میں کھڑا تھا۔

اچانک دو گلاسوں کے ٹکرانے کی آواز آئی۔ عمران چونک کر اس طرف دیکھنے لگا۔ کچھ فاصلے پر اندھیرے میں دو آدمی بیٹھے دکھائی دیے۔ وہ زمین ہی پر کچھ بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

پھر ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔ وہ انگریزی میں اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ سوڈا کم ہو گیا ہے اور بوتل ابھی آدھی ہی ہوئی ہے۔"

"میں ابھی نیچے جا کر اور لے آتا ہوں۔" دوسرے نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔

عمران نے اسے ایک طرف جاتے دیکھا۔ وہ ایک چکر کاٹ کر ہیلی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کاپڑ کی دوسری طرف چلا گیا۔ غالبا نیچے جانے کے لیے زینے اسی طرف تھے۔ عمران سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے اگر وہ چھت پر چڑھ کر زینوں کی طرف جاتا تو وہ دونوں لازمی طور پر اسے دیکھ لیتے۔ عمران چاہتا تو ان دونوں کو سائلنسر لگے ریوالور سے ٹھکانے لگا دیتا' لیکن کسی خاص وجہ کے تحت وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

پانچ منٹ تک عمران کنگورے کو پکڑے ہوئے لٹکا رہا۔ پانچواں منٹ ختم ہوا ہو گا کہ قدموں کی چاپ سنائی دی۔ شاید وہ آدمی سوڈا لے کر واپس آ رہا تھا۔ عمران نے اسے ہیلی کوپٹر کی آڑ سے نکل کر سامنے آتے دیکھا۔

ان دونوں آدمیوں کے لہجے سے عمران نے اندازہ لگایا کہ وہ غیر ملکی ہیں۔

"آج کتنی پینے کا ارادہ ہے؟" سوڈا لانے والے نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"یہ بوتل تو ختم کر ہی دیں گے۔"

"نہیں نہیں۔ اتنی نہیں پینا چاہیے کہ ہوش ہی نہ رہے۔ بس دو ایک پیگ اور...."

عمران نے ان کی باتیں سننا ضروری نہیں سمجھا اور کنگورے سے ہاتھ ہٹ کر رسی پکڑ لی۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے نیچے اترتا چلا جا رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔" بلیک زیرو نے اس وقت کہا جب عمران نیچے پہنچ کر

زمین پر کھڑا ہو چکا تھا۔

"وہ دونوں اسی طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور زینے دوسری طرف ہیں۔ اگر میں ادھر سے زینوں کی طرف جاؤں گا تو وہ دونوں مجھے دیکھ لیں گے۔" عمران نے کہتے ہوئے رسی کا پھندا کنگورے سے نکال لیا اور رسی ان دونوں کے اوپر آ گری۔

"پھر کیا ناکام واپس چلنے کا ارادہ ہے؟"

"نہیں۔" عمران نے کہا۔ "دوسری طرف سے اوپر چڑھنا پڑے گا۔"

"ہوں۔" بلیک زیرو چپ ہو گیا۔

"آؤ!" عمران نے کہا۔

بلیک زیرو اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"وہ دونوں شراب نوشی میں مشغول ہیں۔" عمران نے کہا۔ "ان میں سے ایک اٹھ کر سوڈا لینے کے لیے نیچے گیا تھا۔ اس کی وجہ سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ زینے کس طرف ہیں اور وہاں! چھت پر ایک ہیلی کوپٹر بھی کھڑا ہے۔"

"ہیلی کوپٹر" بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔"

"ان لوگوں کے پاس اس کا کیا مصرف ہے؟"

"کوئی نہ کوئی مصرف تو ہو گا۔"

"ہوں۔" بلیک زیرو چپ ہو گیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر عمارت کی دوسری سمت میں پہنچ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ دو ہی کتے تھے۔" بلیک زیرو بولا۔ "اگر کوئی اور ہوتا تو اب تک اس کی ایک آدھ آواز تو سنائی دیتی"

"نہیں' دو کتے اور ہیں۔" عمران نے کہا۔

"کہاں؟" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"چھت پر۔"

"اوہ!" بلیک زیرو دھیرے سے ہنس کر چپ ہو گیا۔

اتنی دیر میں عمران نے رسی کا پھندا دوبارہ تیار کر لیا تھا۔ اس مرتبہ وہ اپنی پہلی سی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ رسی کا پھندا ایک کنگورے میں پھنس چکا تھا۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔ "بس اب تم اپنے کام سے لگ جاؤ۔ میں چلتا ہوں۔"

"بہتر ہے۔"

عمران نے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ پہلی مرتبہ کی تھکن کی وجہ سے اس مرتبہ عمران کو اوپر چڑھنے میں کچھ زیادہ وقت لگ گیا۔ اس نے چھت پر قدم رکھنے سے پہلے جھانک کر دیکھا لیکن اس طرف سے وہ دونوں آدمی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ہیلی کوپٹر کی آڑ ہو گئی تھی۔ عمران چھت پر پہنچ گیا۔ ان دونوں کے باتیں کرنے کی مدھم آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران چھت پر اوندھا لیٹ کر ایک طرف رینگتا چلا گیا۔ چند ہی فٹ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کا دایاں ہاتھ ایک خلا میں جا گرا تھا۔ ٹٹول کر دیکھنے پر پتا

چلا کہ وہ نیچے جانے والے زینوں کی خلا تھی۔ عمران نے ایک مرتبہ پلٹ کر دیکھا اور پھر زینوں کی خلا میں اتر گیا۔ نیچے مدھم روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران دبے قدموں رک رک کر آہٹ لیتا ہوا ایک ایک سیڑھی اترتا رہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

زینوں کے اختتام پر ایک چھوٹی سی راہ داری تھی۔ اسی راہ داری کی چھت کے وسط میں چالیس والٹ کا ایک چھوٹا سا بلب لگا ہوا تھا۔ عمران نے سوچا کہ شہر سے اتنی دور تک الیکٹرک پول نصب کروانے میں بن عقرب کو کافی اخراجات برداشت کرنا پڑے ہوں گے اور انتظام شاید ابھی حال ہی میں کیا گیا تھا کیوں کہ وائرنگ بالکل نئی معلوم ہو رہی تھی۔

عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور دبے قدموں آگے بڑھنے لگا۔ اس راہ داری میں آمنے سامنے چھ کمرے تھے۔ تین ایک طرف اور تین دوسری طرف، مگر ان میں سے کوئی بھی باہر سے بند نہ تھا اس لیے عمران نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس کی دانست میں اگر پروفیسر افغانی واقعی وہاں تھا تو اس کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند ملنا چاہیے تھا۔

دفعہ عمران اچھل کر مڑا، لیکن دوسرے ہی لمحے اسے اپنی بوکھلاہٹ پر ہنسی آ گئی۔ وہ تو کسی گھنٹے کی آواز تھی جو ان کمروں میں سے کسی ایک میں لگا ہوا تھا۔ اسی نے اپنی پر شور آواز کے ساتھ دو بجنے کا اعلان کیا تھا۔

عمران پھر آگے بڑھنے لگا۔

اس منزل پر کئی راہ داریاں تھیں۔ تیسری راہ داری کے ایک کمرے

کو باہر سے بند دیکھ کر عمران وہیں رک گیا۔ اس راہ داری میں بھی چالیس والٹ کا ایک بلب زرد رنگ کی مدھم سی روشنی پھیلا رہا تھا۔ عمران محتاط نظروں سے راہ داری کی دونوں سمتوں میں دیکھا اور پھر دروازے کی کنڈی کھولنے لگا۔ تالا لگا ہوا نہیں تھا ورنہ عمران کو تھوڑی سی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا۔

کنڈی کھول کر عمران نے دروازے کو ذرا سا کشادہ کیا اور اندر جھانکنے لگا۔ نیلے رنگ کی مدھم سی روشنی میں جب کچھ دکھائی نہ دیا تو عمران نے دروازے کو تھوڑا سا اور کھولا۔ اب بھی کچھ دکھائی نہ دیا تو عمران نے سر آگے بڑھا کر کمرے میں جھانکا اور پھر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

پروفیسر افغانی اس کمرے میں موجود تھا۔

عمران نے کمرے میں داخل ہو کر دروازے کو آہستہ سے بند کر لیا۔

یہ کمرہ معمولی آدمی کی خوابگاہ معلوم ہو رہا تھا۔ زیرو والٹ کے نیلے بلب کی مدھم سی خوابناک روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے کے داہنی گوشے میں لگے ہوئے بستر پر پروفیسر افغانی لحاف اوڑھے سو رہا تھا۔ اس کا سر لحاف سے باہر تھا۔ بستر کی سائڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے لیمپ نے کمرے میں نیلے رنگ کی روشنی پھیلا رکھی تھی۔ نائٹ بلب اسی لیمپ میں لگا ہوا تھا۔ عمران نے اپنی جیب سے نقاب نکال کر چہرے پر لگائی اور آگے بڑھا۔ اس نے ریوالور اب اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ بستر کے قریب پہنچ کر وہ رکا۔ ایک مرتبہ دروازے پر نظر ڈالی اور پھر پروفیسر کا شانہ پکڑ کر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اسے جنجھوڑ ڈالا۔ دوسرے ہی لمحے پروفیسر بیدار ہو چکا تھا۔ ایک نقاب پوش پر نظر پڑتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"شش' عمران نے نقاب کے اوپر سے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ "خاموش رہیے پروفیسر میرا تعلق پولیس سے ہے۔"

پروفیسر حیرت سے منہ پھاڑے عمران کی طرف دیکھتا رہا۔

عمران بولا۔ "میں نے اپنے چہرے پر نقاب اس لیے لگا رکھی ہے کہ اگر ان لوگوں میں کوئی مجھے دیکھ لے تو پہچان نہ سکے ورنہ آئندہ مجھے ان لوگوں کی طرف سے خطرہ رہے گا۔"

پروفیسر اب بھی کچھ نہ بولا۔ اس نے اپنا منہ بند کر لیا تھا' لیکن آنکھیں اب بھی اس کے متحیر ہونے کا ثبوت دے رہی تھیں۔

"کیا آپ کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جاتی؟" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ وہ بہت ہی مدھم لہجے میں بول رہا تھا۔

"نہیں' مجھے ہر قسم کا آرام پہنچایا جاتا ہے۔" پروفیسر نے جواب دیا۔

"آپ کو اغوا کیسے کیا گیا تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"میری کار...."

"وہ تو سب مجھے معلوم ہے۔" عمران نے پروفیسر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کو لانچ میں لے جایا گیا ہے' لیکن جب ہم نے اس لانچ کو پکڑا تو اس پر بیٹھے ہوئے لوگوں میں آپ نہیں تھے۔"

"کھلے سمندر میں کافی دور نکل جانے کے بعد لانچ رک گئی تھی۔ پھر

کسی طرف سے ایک ہیلی کوپٹر اڑتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔ لانچ کے اوپر فضا میں معلق ہو گیا' پھر اس سے سیڑھیاں نیچے لٹکا دی گئیں اور مجھے ان سیڑھیوں کے ذریعے ہیلی کوپٹر میں جانے پر مجبور کیا گیا۔"

"اوہ!" عمران نے طویل سانس لی اور پھر بولا۔ "لیکن آپ کو مجبور کس طرح کیا گیا تھا؟"

"دھمکی دی گئی تھی کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ مجھے گولی مار کر لاش سمندر میں پھینک دیں گے اور کسی کو کانوں کان پتا نہ چلے گا۔"

"اور آپ اس ہیلی کوپٹر میں چڑھ گئے تھے"

"ہاں۔"

"اور وہ ہیلی کوپٹر آپ کو اس عمارت میں لے آیا تھا؟"

"ہاں!"

"جب سے آپ اسی عمارت میں ہیں؟"

پروفیسر نے تیسری مرتبہ ہاں' کہا اور بولا۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم پولیس کے آدمی ہو۔"

"اچھا تو پھر بتایئے کہ کسی اور کو آپ سے کیا دل چسپی ہو سکتی ہے۔"

"ہوں۔" پروفیسر سوچ میں پڑ گیا اور پھر بولا۔ "مگر تم اکیلے کیوں ہو؟"

"مجھے شبہ تھا کہ آپ اس عمارت میں قید ہوں گے اس لیے اکیلا ہی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آیا ہوں۔"

"خیر... اگر تم پولیس کے آدمی ہو تو اب دیر کیوں کر رہے ہیں؟ کیا تم مجھے یہاں سے نکالنا نہیں چاہتے؟"

"یقیناً چاہتا ہوں پروفیسر، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ کو قید میں رکھنے والوں کو گرفتار بھی کر لیا جائے اس کے لیے مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔"

"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

"پہلے تو آپ مجھے یہ بتائیے کے ان لوگوں نے آپ کو کیوں اغوا کیا ہے؟"

"یہ تو مجھے خود بھی نہیں معلوم، تمہیں کیا بتاؤں۔"

"یہاں آنے کے بعد آپ کس قسم کے حالات سے دو چار ہوئے ہیں اور کیا آپ کو اندازہ ہے کہ یہ لوگ کون ہیں جنھوں نے آپ کو اغوا کیا ہے؟"

"میں نے کچھ دن پہلے ایک مذہبی جماعت کے بارے میں سنا تھا۔ میرا خیال ہے کہ میں اسی جماعت کے لوگوں کی قید میں ہوں۔ اس بوڑھے نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا نام بن عقرب ہے وہ روزانہ میرے پاس آتا ہے اور اپنی جماعت کے نظریات پر ایک طویل لیکچر دیتا ہے۔ کل رات اس نے ہزار ڈیڑھ ہزار کے مجمعے سے خطاب کیا تھا۔"

"کیا اس وقت آپ وہاں موجود تھے؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں، لیکن کوئی بھی مجھے پہچان نہیں سکتا تھا۔ ان لوگوں نے میرے چہرے پر گھنی داڑھی لگا دی تھی اور دو آدمی میرے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں نے بھاگنے کی کوشش کی یا وہاں سے موجود لوگوں کو اپنی مدد کے لیے پکارا تو وہ مجھے گولی مار دیں گے۔"

"اچھا کیا آپ اس تقریر سے متاثر ہوئے تھے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اس کے دلائل کافی مضبوط ہیں۔"

"اوہ!" عمران نے ہونٹ سکیڑ لیے۔ وہ پر تشویش نظروں سے پروفیسر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

بلیک زیرو کے گرد چکر کاٹتا رہا۔ کبھی کبھی وہ اپنے حلق سے کتوں کے بھونکنے کی سی آوازیں نکالنے لگتا۔ ایک بار تو اسے بھونکتے بھونکتے اس پوزیشن پر ہنسی آ گئی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ یہ واقعہ بھی زندگی بھر یاد رہے گا۔

تقریباً پونے گھنٹے بعد عمران کی واپسی ہوئی۔ اتفاق سے بلیک زیرو اس وقت عمارت کی اسی سمت میں تھا۔ جہاں عمران نے رسی لٹکائی تھی۔ اس کو نیچے اترتے دیکھ کر بلیک زیرو وہیں رک گیا۔

عمران نے نیچے اترتے ہی کہا تھا۔ "شاباش.... اچھا بھونکتے ہو۔"

"آپ کے ساتھ رہ کر تو یہی کچھ کرنا پڑے گا۔" بلیک زیرو مسکرایا۔

"کہئے کچھ پتا لگا؟"

"پروفیسر افغانی موجود ہے۔"

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"واقعی؟" بلیک زیرو نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

"نہیں' میں مذاق کر رہا ہوں۔ خیر تم اپنا کام جاری رکھو میرا مطلب ہے بھونکتے رہو۔ میں شہر ہو کر ابھی آتا ہوں۔"

"کیوں؟" بلیک زیرو کے لہجے میں تحیر تھا۔

"میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ مزید ایک گھنٹے تک بھونکتے رہنے سے تمہاری آواز کا کیا حشر ہو گا۔" عمران نے مسکرا کر کہا میں گھنٹے سوا گھنٹے میں واپس آ جاؤں گا.... اچھا ٹاٹا۔"

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا' عمران تیزی سے اس سمت میں روانہ ہو گیا جہاں موٹر سائیکل چھوڑی تھی۔

بلیک زیرو ایک منٹ کے لیے اپنی جگہ پر کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ عمران شہر کیوں گیا ہے' لیکن جب وہ کوئی اندازہ لگانے میں ناکام رہا تو سر جھٹک کر بھونکنے لگا۔ بھونکتے ہی اسے ایک بار پھر اپنی حالت پر ہنسی آ گئی اور وہ اس جگہ سے چل پڑا۔

تین بج رہے تھے۔

بلیک زیرو عمارت کے گرد چکر کاٹتا اور بھونکتا رہا' لیکن ذہن میں الجھن سے دو چار ہو چکا تھا۔ آخر عمران شہر کیوں گیا ہے؟ اس نے کہا تھا کہ پروفیسر افغانی اس عمارت میں موجود ہے۔ پھر آخر عمران اسے نکال کیوں نہیں لایا؟ کیا اس کی کوئی اور وجہ ہے؟ لیکن اور کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

بلیک زیرو سوچتا رہا اور پریشان ہوتا رہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بلیک زیرو کے اندازے کے مطابق عمران کی واپسی میں ڈیڑھ گھنٹا لگنا چاہیے تھا' لیکن اگر موٹر سائیکل کو بہت زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ دوڑایا جاتا تو ایک گھنٹے میں بھی واپسی ہو سکتی تھی۔

بلیک زیرو کا یہ اندازہ ٹھیک ہی ثابت ہوا تھا۔ عمران ایک گھنٹے اور پانچ منٹ میں واپس آگیا' لیکن اس کے ساتھ پولیس کی جیپ نہیں تھی۔ وہ اکیلا ہی واپس آیا تھا۔

"آپ اکیلے آئے ہیں؟" بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

"ہر آدمی اکیلا ہوتا ہے اور اکیلا جاتا ہے۔" عمران نے فلسفیانہ انداز میں کہا اور پھر بولا۔ "اب میں اوپر جا رہا ہوں۔ جب اوپر پہنچ جاؤں تو تم اسے رسی سے باندھ دینا۔" عمران نے اس بکس نما شے کی طرف اشارہ کیا جو وہ اپنے داہنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ پھر اس نے وہ بکس زمین پر رکھ دیا۔

"یہ کیا ہے؟" بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

"اس میں مرغی کے انڈے ہیں۔ پروفیسر کو کھلاؤں گا۔ اچھا میں چلا۔" عمران نے کہا اور رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر دونوں پیر دیوار سے ٹکا دیے۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے اوپر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔

بلیک زیرو حیرت سے اس بکس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا ہے۔ اس نے اسے ٹٹول کر دیکھا۔ اندھیرے کی وجہ سے وہ اس کی بناوٹ کو واضح طور پر نہیں دیکھ سکتا تھا' لیکن ٹٹول کر دیکھنے سے وہ اتنا محسوس کر سکا کہ اس بکس نما چیز پر کھردری پلاسٹک منڈھی ہوئی

ہے۔ اس میں ایک ہینڈل بھی لگا ہوا تھا۔

اچانک رسی کا سرا بلیک زیرو کے سر سے ٹکرایا۔ غالباً اسے اوپر جھٹکا دیا گیا تھا۔ بلیک زیرو نے سر اٹھا کر دیکھا چھت سے کوئی جھانک رہا تھا۔ غالباً وہ عمران ہی ہو گا۔ بلیک زیرو نے اس بکس کا ہینڈل رسی کے سرے سے باندھ دیا' پھر رسی کو جھٹکا دے کر عمران کو آگاہ کیا کہ اس نے اپنا کام کر دیا ہے۔

○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دوسرے ہی لمحے اوپر سے رسی کو کھینچا جانے لگا۔ بکس آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا۔ شاید اسی لیے عمران نے اچانک رسی کو کھینچنے کی رفتار بہت کم کر دی۔ غالباً اس نے بھی بکس کے دیوار سے رگڑ کھانے کی آواز سن لی تھی۔ اب وہ بکس بہت ہی آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہا تھا۔ بلیک زیرو کی نظریں اس پر جمی رہیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس وقت دونوں آدمیوں میں سے کوئی زینے کی طرف جا نکلا تو عمران کی پوزیشن کیا ہو گی۔

ذرا ہی دیر بعد بکس اوپر جا کر بلیک زیرو کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے ایک منٹ بعد ہی رسی کا سرا نیچے گرا تھا۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لی۔ اب وہ پھر بھونک رہا تھا۔ اس نے عمارت کا ایک چکر کاٹ لیا۔ پندرہ منٹ گزر گئے۔ رسی اسی طرح لٹکی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو وہیں رک کر اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔

اس وقت ساڑھے چار بج رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہی افق مشرق سے صبح کا اجالا پھوٹنا شروع ہو جاتا۔

بلیک زیرو نے منہ پر ہاتھ رکھ کر جماہی لی۔ نیند اب قابو سے باہر ہوئی جا رہی تھی۔ پلکیں جھکنے لگی تھیں۔

دس منٹ اور گزر گئے۔ عمران ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ بلیک زیرو مضطرب ہو گیا۔ دراصل اچانک اسے خیال آ گیا تھا کہ عمران کسی خطرے سے دو چار نہ ہو گیا ہو۔ اس کے دل میں آئی کہ اوپر جا کر صورت حال کا جائزہ لے، لیکن پھر اسے اپنی اس خواہش کا گلا گھونٹ دینا پڑا۔ عمران اسے وہیں رکنے کا حکم دے کر گیا تھا۔ اپنے تمام ماتحتوں کو اس کی خصوصی ہدایت تھی۔ کہ اس کے احکام سے ہٹ کر کوئی کام نہ کیا جائے۔ اس کے برعکس ہونے پر وہ اپنے ماتحتوں کو بعض اوقات سخت ترین سزائیں دے بیٹھتا تھا۔ صرف بہت ہی خاص قسم کے حالات پیش آنے پر اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اس کے احکام سے ہٹ کر خود ہی سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور بلیک زیرو کو ابھی یقین نہیں تھا خاص حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ اس کو صرف شبہ ہی تھا کہ عمران کسی خطرے سے دو چار ہو گیا ہو گا۔ ہاں اگر اس کو اس بات کا یقین ہو جاتا تب وہ اپنے طور پر کوئی قدم اٹھاتے ہوئے ذرا بھی نہ جھجکتا۔

پانچ منٹ ذہنی کش مکش کے عالم میں گزر گئے وہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ پھر دوسرے ہی لمحے اس نے اس بات پر اطمینان کی سانس لی کہ اس نے اس دوران میں اپنے طور پر کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کوئی آدمی رسی کے سہارے نیچے اتر رہا ہے۔ اس کی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دانست میں وہ عمران کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

"بھونک چکے؟" عمران نے نیچے آتے ہی کہا۔

"اچھا ہوا کہ آپ آ گئے۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"ہاہا.... تو کیا تم سمجھ رہے تھے کہ میں واپس نہ آؤں گا۔" عمران نے رسی کو کنگورے میں سے نکالتے ہوئے کہا۔

"نن.... نہیں.... میرا مطلب ہے اگر آپ پانچ منٹ اور نہ آتے تو شاید میں بھی اوپر پہنچ جاتا۔

"وہ کیوں؟"

رسی نیچے آ گری تھی۔ عمران اس کا لچھا بنانے لگا۔

"دراصل۔" بلیک زیرو جھجکتے ہوئے کہا۔ "میں سوچ رہا تھا کہ شاید آپ کسی خطرے سے دو چار ہو گئے ہوں۔"

"اس خیال کی وجہ؟ پہلی مرتبہ تو مجھے اس سے بھی زیادہ دیر لگی تھی۔"

"اس مرتبہ یہ خیال یوں ہوا کہ صبح ہونے کے قریب ہے اگر آپ کو اور دیر ہو جاتی تو روشنی ہو چکی ہوتی اور پھر...."

"ہم پکڑ لیے جاتے۔" عمران نے دھیرے سے ہنس کر کہا۔ "کیوں!"

"ہاں کچھ اسی قسم کا خیال آیا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

عمران نے رسی کا لچھا بنا لیا تھا۔ وہ اپنے کندھے پر ڈال کر اس نے بلیک زیرو کی پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا۔ "آؤ بس اب چلیں۔ بڑا عمدہ کام ہو گیا

اس وقت۔"

"کیا ہوا؟" بلیک زیرو نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔ "میرا خیال تو یہ تھا کہ اس مرتبہ آپ پروفیسر افغانی کو ساتھ لے کر ہی آئیں گے۔"

"نہیں، میں چاہتا ہوں کہ پروفیسر افغانی مزید آٹھ دن اسی عمارت میں گزارے۔"

"کیوں؟"

"یہاں رہ کر اس کی صحت بہت اچھی ہو گئی ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ بکس کیا تھا؟" بلیک زیرو نے دوسرا سوال کیا۔

"بہت عمدہ تھا۔ اگر روشنی ہوتی تو تم دیکھتے کہ وہ کتنا خوبصورت ہے۔ میں نے اسے اپنے ایک جاپانی دوست سے خریدا تھا۔"

"گویا آپ ابھی کچھ نہیں بتانا چاہتے۔" بلیک زیرو نے طویل سانس لے کر کہا۔

"اب کیا سر کے بل کھڑے ہو کر بتاؤں؟"

بلیک زیرو چپ ہو گیا۔ باقی راستہ خاموشی سے طے ہو گیا تھا۔ عمران نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور بلیک زیرو سے بولا۔

"بیٹھو!"

بلیک زیرو بیٹھ گیا۔ دوسرے ہی لمحے موٹر سائیکل آگے بڑھی۔ بلیک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

زیرو کا ذہن اب اس بکس میں الجھا ہوا تھا۔

○

دوسری صبح فیاض پھر عمران کے فلیٹ میں آ دھمکا.... عمران ابھی سو ہی رہا تھا کہ سلیمان نے اسے جگا کر فیاض کے آنے کی خبر سنائی اور عمران منہ بناتا ہوا بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یار کیا تمہارے پیٹ میں درد ہوا تھا جو صبح ہی صبح آ دھمکے۔"

عمران ڈرائنگ روم میں داخل ہوتا ہوا بولا جہاں فیاض اس کا منتظر تھا۔

"تمہارے گھر میں ہوتی ہو گی اس وقت صبح.... گھڑی پر بھی نظر ڈالی ہے یا نہیں؟ دس بج رہے ہیں۔"

"وہ تو روز ہی بجتے ہیں۔ اس میں اتنی پریشانی کی کیا بات تھی جو دوڑے چلے آئے۔" عمران نے اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے آنکھیں مل کر کہا۔

"میں یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ تم نے اب تک بیگم ضیائی والے کیس میں کچھ کیا بھی یا نہیں؟"

"یار میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اطمینان سے گھر بیٹھو جب کچھ ہو

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گا تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔"

"اس لیے پڑ گیا ہوں کہ تمہارے باوا مجھے روزانہ اپنے آفس میں بلا کر جھاڑ پلاتے ہیں۔"

"جھاڑ پلاتے ہیں؟" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ "یہ جھاڑ کیا ہوتی ہے سوپر فیاض؟ میں نے آج تک نہیں پی۔ کیسا مزہ ہوتا ہے اس کا؟ کسی دن مجھے بھی پلاؤ۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھنگ کی قسم سے کوئی چیز ہوتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بھنگ بھی جھاڑ جھنکاڑ میں پیدا ہوتی ہے اور"

"خدا کے لیے" فیاض دونوں ہاتھوں سے اپنے کان بند کرتا ہوا بولا۔" خدا کے لیے چپ ہو جاؤ' تم تو اتنی تیزی سے بکواس کرتے ہو کہ دماغ بھنا کر رہ جاتا ہے۔"

"ہا!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "افسوس صدا افسوس! شاید اسی موقعے کے لیے چچا غالب نے کہا تھا کہ اب بھری دنیا میں کوئی بھی ہمارا نہ ہوا۔" یار کبھی تو میرے دل کی بات سن لیا کرو ۔

"جس دن یہ معاملہ ختم ہو جائے گا' اس دن تم جی بھر کے مجھ سے ایسی باتیں کر لینا' مگر پہلے یہ معاملہ نپٹا دو۔"

"پکا وعدہ کر رہے ہو؟"

"بالکل پکا۔" فیاض نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ملاؤ ہاتھ۔"

فیاض نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

مصافحہ کرنے کے بعد عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا اب تم کچھ دیر بیٹھو۔ میں نہا کر کپڑے تبدیل کر لوں' پھر ناشتا کروں گا۔ تم بیٹھے دیکھتے رہنا کہ میں ناشتا کیسے کرتا ہوں۔ اس کے بعد تم سے معاملے کی گفتگو ہو گی۔"

فیاض نے سر ہلا دیا۔

تیار ہونے میں عمران نے آدھا گھنٹہ لگا دیا تھا۔ پھر ناشتے کے دوران اس نے فیاض سے کہا۔ "لیکن ابھی تمہیں آٹھ دن اور انتظار کرنا پڑے گا۔"

"آٹھ دن کیوں؟"

"کل میں نے ان لوگوں کے لیے ایک جال پھیلا دیا ہے اور توقع ہے کہ آٹھ دن بعد وہ اس جال میں پھنس جائیں گے۔ اس دن تم اپنے کم از کم چار سادہ لباس والوں کے ساتھ بن عقرب کی تقریر سننے جانا۔"

"بن عقرب سے میرا کیا تعلق؟"

"بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ تمہارا سالا لگتا ہے کیونکہ تم بیگم ضیائی کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔ بیگم ضیائی بن عقرب کی جماعت سے تعلق رکھتی ہے اور جماعت کی تشکیل میں بی' آئی' آر کا ہاتھ ہے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" فیاض نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں جان من یہ کیس تمہاری شہرت میں دس گیارہ چاند لگا دے گا۔ بڑی محنت کر رہا ہوں تمہارے لیے۔"

فیاض نے بے چینی سے پہلو بدل کر کہا۔ "اگر واقعی بن عقرب کا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دوں گا۔ ہاں!"

اس کے چلے جانے کے بعد عمران نے بلیک زیرو کو فون کیا۔

"فرمایئے" بلیک زیرو نے اس کی آواز پہچان لینے کے بعد کہا۔

"پرنس کمپاڈیا اور شوکت ظفر کی نگرانی ختم کروا دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہ گئی۔ بیگم ضیائی سے اب کسی قسم کی پوچھ گچھ کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ تمام ماتحتوں کو حکم دے دو کہ اب وہ آٹھ دن تک اپنے گھروں سے نہ نکلیں اور دوسرے حکم کا انتظار کریں۔ بس۔"

عمران نے کچھ سنے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

○☆○

بن عقرب نے پر تشویش نظروں سے میتھریو کی طرف دیکھتے ہوئے
ہا۔ "دونوں کتوں کی لاشیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ کوئی یہاں آیا
"

"لیکن وہ عمارت کے اندر ہرگز نہ آ سکا ہو گا۔" میتھریو نے کہا۔
شام ہوتے ہی عمارت کی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر لیے جاتے ہیں۔
یں خود ساری عمارت کا جائزہ لے کر اس بات کا اطمینان کرتا ہوں کہ کوئی
کھڑکی کھلی تو نہیں رہ گئی۔ اب اگر کوئی عمارت میں داخل ہو سکتا ہے تو
چھت کے ذریعے سے اور چھت پر' آپ جانتے ہی ہیں کہ رات بھر دو
آدمیوں کی ڈیوٹی رہتی ہے۔ کل رات ہنری اسمتھ اور جان لیگ کی ڈیوٹی
تھی۔ ان کا بیان ہے کہ چھت پر کوئی نہیں آیا۔ ان کے بیان کی تصدیق اس
بات سے ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی آیا ہوتا تو ہمیں کتوں کے علاوہ جان لیگ
اور اسمتھ کی لاشیں بھی ملتیں۔ کتوں کی لاشیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ
کوئی آیا تو ضرور تھا لیکن جان لیگ اور اسمتھ کا بیان ظاہر کرتا ہے کہ آنے
والے عمارت میں داخل نہیں ہو سکے تھے۔ ان دونوں کے بیان سے یہ بات

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تعلق بی' آئی' آر سے ہے تو یہ میرا ایک شاندار کارنامہ کہلائے گا لیکن آخر آٹھ دن کا طویل وقفہ کیوں۔"

"ثبوت مائی ڈیر سوپر فیاض! ثبوت کہاں سے لاؤ گے۔"

"تو گویا آٹھ دن میں ثبوت مہیا کرو گے؟"

"ہاں میں نے کل رات کچھ ایسا ہی بندوبست کیا ہے کہ ثبوت خود بہ خود مہیا ہو جائے گا۔" عمران نے کہا۔ "پھر بن عقرب کو تم اس وقت گرفتار کرنا جب وہ تقریر کر رہا ہوں گا۔ تم اور تمہارے سادہ لباس والے وہاں میک اپ میں جائیں گے۔ میں بھی میک اپ میں ہوں گا۔ تم مجھے میرے لباس سے شناخت کر سکو گے۔ کالا سوٹ ہو گا میرے جسم پر اور کالر میں سفید گلاب لگا ہو گا جس وقت میں تمہیں اشارہ کروں' اسی وقت تم اسٹیج پر چڑھ کر بن عقرب کو اپنے پستول کی زد میں لے لینا۔ تمہارے سادہ لباس والوں کا کام یہ ہو گا کہ وہ تمہیں اور بن عقرب کو چاروں طرف سے گھیر لیں تاکہ کوئی بن عقرب مدد نہ کر سکے۔ تم سمجھ رہے ہو نا میری باتیں؟"

"ہاں ہاں۔" فیاض نے مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "تم بتاتے رہو؟ مجھے اور کیا کیا کرنا ہو گا۔"

"یہ لازمی بات ہے۔" عمران بولا۔ "کہ تمہاری اس حرکت پر وہاں موجود لوگ بپھر جائیں گے اور تمہیں ان لوگوں کو بتانا پڑے گا کہ تمہارا تعلق پولیس سے ہے۔ اس کے علاوہ تم ان لوگوں کے سامنے یہ بھی ثابت کرو گے کہ بن عقرب ان کے وطن کا دشمن ہے۔ لوگ اسے اپنا اور اپنے

ن کا مخلص سمجھتے ہیں لیکن در حقیقت وہ ملک کا بڑا دشمن ہے' یہ تم ان
وں کو بتاؤ گے۔ بس چھوٹی سی ایک تقریر کرنا ہو گی تمہیں' اور وہ تقریر
ں تمہیں اسی دن بتا دوں گا۔ ابھی اس لیے نہیں بتا سکتا کہ مجھے خود بھی
یں معلوم' کہ وہ تقریر کیا ہو گی۔ دوسری بات یہ کہ..... اہا..... یہ بات تو
ھے پہلے ہی بتانا چاہیے تھی۔ اس وقت تم ایک سادہ لباس والے کو باہر بھیج
و گے تاکہ وہ بذریعہ وائرلیس مسلح پولیس کو وہاں بلالے۔ عمارت کے باہر
یک وائرلیس کار ضرور ہونا چاہیے۔ اس کار کو عمارت سے اتنی دور
ندھیرے میں کھڑا کیا جائے گا کہ وہ کسی کو دکھائی نہ دے سکے۔ یہ بات بہت
ضروری ہے کہ تمہیں مسلح پولیس کی مدد حاصل ہو' ورنہ دشواریاں بڑھ
جائیں گی۔"

"ہوں۔" فیاض سر ہلانے لگا۔

اس کے بعد بھی عمران کچھ دیر تک فیاض کو سمجھاتا رہا کہ اس کیا کیا کرنا ہو گا۔ اس گھنٹے بعد جب فیاض رخصت ہونے لگا تو عمران نے کہا۔

"ہاں تم سے ایک بات کہنا تو بھول ہی گیا۔"

"وہ کیا؟"

"اب قزلباش کی نگرانی ختم کروا دو۔"

"کیوں؟"

"اب اس کی ضرورت نہیں رہ گئی۔ بس اب یہ ہرگز نہ پوچھنا کہ ضرورت کیوں نہیں رہ گئی۔ اگر تم نے یہ پوچھا تو میں تم سے اپنا سر ٹکرا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

پھر آٹھ دن گزر گئے۔

آج بن عقرب کی تقریر کا دن تھا۔

پچھلے دنوں سیکرٹ سروس کے تمام آدمی اپنے گھر میں مقید رہے تھے۔ کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھیں انھی لوگوں میں صفدر بھی تھا۔ اس قید نے اسے بہت بور کر دیا تھا۔ جب بوریت بہت ہی زیادہ ہو جاتی تھی تو وہ جولیا وغیرہ میں سے کسی کو فون کر لیتا تھا اور کافی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔

بن عقرب کی تقریر سے ایک دن پہلے عمران اس کے پاس آیا۔

"گویا آپ آزاد ہیں؟" صفدر نے اسے دیکھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا تھا۔

"کیا مطلب!"

"ہم لوگوں کو تو ایکس ٹو نے حکم دیا تھا کہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔"

"اگر مجھے بھی اس قسم کا واہیات حکم دیا جاتا تو سارا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جاتا۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "اس وقت سیکرٹ سروس کے

صرف دو فرد میدان عمل میں ہیں۔ ایکس ٹو اور میں کل کا دن بڑا معرکہ الارا ہو گا۔ میں تمہیں اسی کے بارے میں سمجھانے آیا ہوں۔"

"سمجھایئے" صفدر نے طویل سانس لی تھی۔

پھر عمران نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکال کر صفدر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بن عقرب کی رہائش گاہ کی اوپری منزل کا نقشہ ہے۔ اسے میں نے ہی تیار کیا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔"

اور پھر عمران کافی دیر تک صفدر کو سمجھاتا رہا کہ اسے کل کیا کرنا ہو گا اس کے بعد عمران چلا گیا تھا۔

اور آج بن عقرب کی تقریر ہونا تھی۔

وقت مقررہ پر عمران صفدر کو لینے اس کے فلیٹ پہنچ گیا۔ وہ میک اپ میں تھا۔ صفدر نے اسے سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس دیکھا۔ اس کے کالر میں سفید گلاب لگا ہوا تھا۔

"آؤ تمہارا ابھی میک اپ کر دیا جائے۔" عمران نے کہا۔

صفدر کے میک اپ میں آدھا گھنٹہ لگا دیا تھا۔ پھر وہ دونوں فلیٹ سے روانہ ہو گئے۔ نہ جانے کیوں عمران نہ تو اپنی کار لے کر آیا تھا اور نہ اس نے صفدر کو اس کی گاڑی لینے دی تھی۔ وہ ایک ٹیکسی میں روانہ ہوئے تھے۔

"لیکن اتنی جلدی چلنے سے کا فائدہ؟" صفدر بولا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم اگلی رو میں اسٹیج کے بالکل قریب بیٹھ سکیں۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تم نے ان دن کہا تھا کہ بن عقرب کی داڑھی نقلی معلوم ہوتی ہے۔ اب ہم قریب سے دیکھ سکیں گے کہ تمہارا خیال کس حد تک درست ہو سکتا ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ داڑھی اصلی ہو گی۔ یہ لوگ بہت ہی چالاک ہیں اور ان سے اس غلطی کی توقع کرنا حماقت ہی ہو گی۔"

"ہوں۔" صفدر کچھ سوچنے لگا۔

ٹیکسی فراٹے بھر رہی تھی۔ آدھے گھنٹے میں وہ بن عقرب کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ ابھی وہاں اکا دکا ہی گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران اور صفدر عمارت کے دروازے میں داخل ہو گئے۔ جب وہ اس کمرے میں پہنچے جہاں لوگوں کو پھول تقسیم کیے جاتے تھے تو صفدر کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ آج پھول تقسیم نہیں کیے جا رہے ہیں۔

"کیا آج پھول نہیں ملے گا۔" عمران نے وہاں کھڑے ہوئے آدمی سے کہا۔

"نہیں جناب.... آقائے معظم کا حکم ہے کہ اب پھول نہ تقسیم کیے جائیں"۔

"اوہ.... اچھا اچھا.... عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"میں نے کہا تھا کہ یہ لوگ بہت چالاک ہیں۔ ہم ایک پھول یہاں سے لے گئے تھے نا' اس لیے انھوں نے احتیاط کے طور پر پھولوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔ تم کیا سمجھ رہے ہو صفدر؟ اس مرتبہ ہم معمولی لوگوں سے نہیں ٹکرائے ہیں' اور اب اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اس

موع پر اب ایک جملہ بھی نہ کہنا۔ اگر کسی نے سن لیا تو سارے کیے
ے پر پانی پھر جائے گا۔"

"کیا آپ کو کامیابی کا پورا یقین ہے؟"

"پچانوے فی صد۔"

اب وہ دونوں راہ دارنی عبور کرنے کے بعد احاطے میں داخل ہو چکے
ے اس لیے خاموش ہو گئے۔

ابھی وہاں دس پندرہ ہی آدمی تھے۔ وہ سب اگلی رو میں بیٹھے ہوئے
ے۔ صفدر نے دیکھا کہ وہاں کھڑا ہوا آدمی چند آنے والوں کو تین کرسیوں
بیٹھنے سے روک رہا تھا۔

"جناب والا!" وہ آدمی ان لوگوں سے کہہ رہا تھا۔ "یہ تینوں کرسیاں
قائے معظم کے حکم کے مطابق تین خاص آدمیوں کے لیے ہیں۔"

عمران جلدی سے آگے بڑھ کر ان کرسیوں کے برابر والی کرسی پر بیٹھ
یا۔ صفدر نے اس کے برابر والی سیٹ سنبھال لی تھی۔ وہ دونوں آپس میں
چھ نہ بولے' خاموش بیٹھے رہے۔ پھر ذرا ہی دیر ہوئی تھی کہ پانچ آدمیوں
ا ایک گروہ وہاں پہنچ۔ وہ پانچوں صفدر کے برابر میں آ بیٹھے تھے۔ صفدر نے
سوس کیا کہ ان پانچوں میں سے ایک کے چلنے کا انداز کچھ جانا پہچانا سا ہے
ین ذہن پر کافی زور دینے کے باوجود صفدر کو یاد نہ آ سکا کہ اس کے جاننے
وں میں سے کون اس انداز میں چلتا ہے۔

وقت گزرتا رہا۔ کرسیاں بھرتی چلی جا رہی تھیں۔ آدھے گھنٹے بعد

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لوگوں کی آمد میں تیزی پیدا ہو گئی۔ کیونکہ بن عقرب کی تقریر کا وقت قریب آگیا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ساری کرسیاں بھر گئیں۔ اب کئی آنے والوں کو کھڑا ہونا پڑ رہا تھا۔

عمران نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔ بن عقرب کی تقریر شروع ہونے میں پانچ منٹ رہ گئے تھے۔ اسی وقت تین آدمی آکر ان کرسیوں پر بیٹھ گئے جو عمران کے برابر میں اب بھی خالی پڑی تھی۔ ان تینوں میں ایک بوڑھا آدمی تھا۔ اس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی۔ باقی دونوں آدمی غیر ملکی معلوم ہو رہے تھے۔ داڑھی والا ان کے درمیان بیٹھا تھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے اپنا بایاں ہاتھ سر پر رکھ لیا۔ انداز ایسا تھا جیسے کھجا رہا ہو۔ پھر وہ بڑے اطمینان کے ساتھ کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

عمران نے صفدر کی طرف دیکھا.... صفدر کی نظریں اس سے ملیں اور عمران اپنی ناک کھجانے لگا۔ یہ بات کا اشارہ تھا کہ صفدر اپنا کام شروع کر دے۔

دوسرے ہی لمحے بوکھلائے ہوئے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے۔" عمران بولا۔

"میرا پرس۔" صفدر نے گھبرائے ہوئے انداز میں اپنی جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"کیا کہیں گر گیا ہے؟" عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے بڑی سنجیدگی

سے پوچھا۔

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" صفدر نے کہا۔ "میری پتلون کی جیب میں تھا۔"

"کہیں گاڑی میں نہ رہ گیا ہو پتلون کی جیب سے پرس بڑی آسانی سے پھسل جاتا ہے۔" عمران نے کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ذرا ہی دیر بعد وہ عمارت کے باہر تھا۔ وہ اس طرف بڑھا جہاں بہت سی کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ اس طرف اندھیرا تھا۔ صفدر ان کاروں کے درمیان چلتا ہوا دوسری طرف نکلا اور عمارت کے دائیں بازو کی طرف آ گیا۔ اندھیرے میں وہ دیوار کے سہارے ٹٹولتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ عمران نے اس سے کہا تھا کہ وہاں اسے ایک رسی لٹکی ہوئی ملے گی جس کے سہارے اسے چھت پر چڑھنا تھا۔ صفدر کو حیرت تھی کہ رسی وہاں کیسے آ جائے گی۔ اس نے عمران سے اس کے بارے میں پوچھا بھی تھا لیکن اسے کوئی معقول جواب نہ ملا تھا۔

وہ ٹٹول کر بیس بائیس قدم ہی چلا ہو گا کہ اسے رسی مل گئی۔ صفدر نے ایک طویل سانس لے کر رہ گیا تھا۔ اس نے رسی کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا' پھر چاروں طرف نظریں دوڑا کر اس بات کا اطمینان بھی کر لیا تھا۔ کہ وہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہیں ہے پھر دوسرے ہی لمحے وہ رسی کے سہارے اوپر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔

لیکن وہ چھت پر ایک دم ہی نہیں جا چڑھا۔ پہلے اس نے صرف سر

اونچا کر کے چھت کا جائزہ لیا تھا۔ تقریباً آدھے منٹ تک اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتے رہنے کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ چھت پر کوئی نہیں ہے البتہ چھت کے عین وسط میں ایک ہیلی کوپٹر کھڑا دکھائی دے گیا تھا۔

اس یقین کے باوجود کہ چھت پر کوئی نہیں ہے صفدر نے محتاط رہنا ضروری سمجھا۔ وہ سیدھا نہیں کھڑا ہوا اور رینگتا ہوا اندازے سے زینے کی طرف بڑھا۔ عمران نے اسے بتا دیا تھا کہ زینہ کس طرف ہو گا جلد ہی صفدر کو زینہ مل گیا۔ اب وہ بڑی احتیاط سے نیچے اترتا چلا جا رہا تھا۔ آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی آہٹ محسوس ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے وہیں دبک گیا۔ قدموں کی آہٹ قریب آتی جا رہی تھی۔ ریوالور کے دستے پر صفدر کی گرفت مضبوط ہو گئی لیکن دوسرے ہی لمحے قدموں کی چاپ دفعتاً رکی لیکن ایک ہی لمحے کے بعد پھر سنائی دینے لگی۔ اب وہ آہٹ دور ہوتی جا رہی تھی۔ غالباً آنے والے کو اچانک کوئی بات یاد آ گئی تھی اور وہ اس بات کی تکمیل کے لیے واپس لوٹ گیا تھا۔

صفدر نے اطمینان کی سانس لی لیکن ابھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا نہیں تھا۔ جب قدموں کی آہٹ سناٹے میں مدغم ہو گئی تو صفدر نے جھانک کر دیکھا۔ راہ داری ابھی سنسان پڑی تھی۔ صفدر اٹھ کھڑا ہوا۔ ریوالور بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ آگے بڑھنے لگا۔ اسے اس کمرے کی تلاش تھی جہاں پروفیسر افغانی کو رکھا گیا تھا۔

اس کمرے کو تلاش کرنے میں صفدر کو دقت نہیں ہوئی۔ عمران نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اسے اس منزل کا نقشہ اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا تھا۔ صفدر نے اس کمرے کے سامنے رک کر راہ داری کی دونوں سمتوں میں نظر دوڑائی اور پھر کمرے کا دروازہ کھول کر ایک دم اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت وہاں تاریکی تھی۔ صفدر نے جیب سے ٹارچ نکال لی۔

صفدر کا اشارہ کرنے کے بعد ہی عمران نے فیاض کو بھی اشارہ کیا تھا۔ جو پانچ آدمی صفدر کے برابر میں آکر بیٹھے تھے اور جن میں ایک کی چال صفدر کو مانوس معلوم ہوئی تھی' وہ دراصل کیپٹن فیاض ہی تھا۔ اور باقی چاروں آدمیوں کا تعلق بھی محکمہ سراغرسانی ہی سے تھا۔

عمران کا اشارہ ملتے ہی فیاض نے اپنی بائیں جانب بیٹھے ہوئے سادہ لباس والے کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ سادہ لباس والا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

اب تک سارا کام پروگرام کے مطابق ہوتا رہا تھا۔ عمران نے کن انکھیوں سے اپنے برابر بیٹھے ہوئے تینوں آدمیوں کی طرف دیکھا۔ ان میں سے بیچ میں بیٹھا ہوا گھنی ڈاڑھی والا پروفیسر افغانی کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ عمران نے اسے اس کی آنکھوں سے پہچانا تھا۔

بن عقرب کی تقریر شروع ہونے میں دو منٹ رہ گئے تھے۔ عمران نے فیاض کی طرف دیکھا جو اب بہت بے چین نظر آنے لگا تھا۔ مقررہ وقت پر بن عقرب نے اسٹیج پر قدم رکھا۔ وہ آج بھی سفید لباس میں تھا۔ اس کے ہونٹوں پر آج بھی مسکراہٹ تھی اور وہ مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔

ران نے اطمینان کی سانس لی۔ اب تک اسے یہ دھڑکا لگا رہا تھا کہ بن
قرب نے اپنے خلاف اٹھنے والے قدموں کی آہٹ نہ محسوس کر لی ہو'
لیکن اب عمران بالکل مطمئن تھا۔ بن عقرب کے چہرے سے یہ بات ظاہر ہو
رہی تھی کہ وہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے قطعی بے خبر
ہے۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"میرے بچو" بن عقرب نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع کی۔ لیکن عمران نے اس کی تقریر کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ بہت برا ہوا جو آج وہاں آنے والوں کو گلاب نہیں دیئے گئے۔ گریک ایسڈ میں بھیگے ہوئے وہ پھول بھی بن عقرب کے خلاف ایک ثبوت ہوتے۔

مگر ان پھولوں کی عدم موجودگی میں بھی عمران گریک ایسڈ کی ہلکی ہلکی سی بو محسوس کر رہا تھا۔ وہ بو چاروں طرف سے آتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ جیسے ہر آدمی کے جسم سے پھوٹ رہی ہو لیکن وہ بو اتنی ہلکی تھی کہ عمران کے علاوہ شاید کسی نے بھی اسے محسوس نہ کیا ہو گا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ وہ بو کدھر سے آ رہی ہے؟

بن عقرب کی تقریر جاری تھی۔

آج رات بھی عمارت کی چھت پر ایمتھ اور مارک کی ڈیوٹی تھی۔

یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ اپنی جگہ پر چاق و چوبند ہیں یا نہیں، میتھریو اوپری منزل پر پہنچا اور راہ داری میں اس زینے کی طرف بڑھ رہا تھا جو اسے

چھت تک لے جائے۔ ابھی اس نے ایک چوتھائی راہ داری طے کی ہوگی کہ چھت سے نیچے آنے والے زینے پر قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے سوچا کہ مارک یا ایمتھ میں سے کوئی نیچے آ رہا ہو گا۔ جب قدموں کی وہ مدھم سی آہٹ ایک دم رک گئی تو میتھریو کو شبہ ہوا۔ وہ ایک دم رک گیا۔ ایک لمحے میں اسے آنے والے خطرے کا احساس ہو گیا تھا۔ رکتے ہی اس نے ایک دم اپنی پیشانی پر اس طرح ہاتھ رکھا جیسے کوئی بات یاد آ گئی ہو اور پھر وہ واپس پلٹ گیا۔ اسے یقین ہو چکا تھا کہ سیڑھیوں سے نیچے آنے والا ایمتھ یا مارک میں سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ہوتا تو اسے چھپنے کی کیا ضرورت تھی۔

راہ داری کے دوسرے سرے پر جا کر میتھریو مڑا اور پھر وہیں دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ہاتھ غیر ارادی طور پر جیب میں چلا گیا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے اسے یاد آ گیا کہ اس وقت اس کے پاس ریوالور نہیں ہے اس کا ہاتھ جیب میں جس چیز سے ٹکرایا' وہ ایک چھوٹا سا قلم تراش چاقو تھا۔ چاقو کی موجودگی بھی اتفاق ہی مبنی تھی۔ دو گھنٹے پہلے وہ ایک کمرے میں بیٹھا اس چاقو سے اپنے ناخن کاٹ رہا تھا' پھر اچانک اسے کوئی بات یاد آ گئی تھی اور وہ بے خیالی میں ننھے سے چاقو کو لیے اپنے کمرے میں سے اٹھ گیا تھا۔ اس وقت سے اب تک وہ چاقو اس کی جیب ہی میں پڑا رہا تھا۔

میتھریو نے جیب سے ہاتھ نکال لیا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے آہٹ لینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جب ایک منٹ تک اسے آہٹ نہ سنائی دی تو

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرش سے کان لگا دیے۔ اب وہ قدموں کی مدھم مدھم سی چاپ محسوس کر رہا تھا جو قریب آتی جا رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میتھریو اٹھا اور پنجوں کے بل تیزی سے چلتا ہوا اس راہ داری کے آخری سرے پر جا کر مڑ گیا۔ وہاں پہنچنے کے بعد وہ پھر گھٹنوں کے بل جھکا اور فرش سے کان لگا دیے۔ اس کو اس بات پر تاؤ بھی آ رہا تھا کہ اس وقت اس کے پاس ریوالور بھی نہیں ہے۔ اچانک اسے یاد آیا کہ اسی راہ داری کے ایک کمرے میں جیک پڑا سو رہا ہو گا۔ ایک کام کے سلسلے میں اس کے گزشتہ چوبیس گھنٹے جاگتے ہوئے گزرے تھے' اس لیے شام کو میتھریو نے اسے سونے کی اجازت دے دی تھی۔

میتھریو جلدی سے اٹھ کر اس کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر جیک نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر رکھا ہو تو کیسا ہو گا اور دستک تو دے نہیں سکتا تھا۔ دستک کی آواز آنے والے کو ہوشیار کر دیتی۔

لیکن میتھریو کی خوش قسمتی سے دروازہ صرف بھڑا ہوا تھا میتھریو نے جلدی سے کمرے میں داخل ہو کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

جیک بستر پر لیٹا ہوا سو رہا تھا۔ میتھریو نے جلدی سے اس کے قریب جا کر اس کا شانہ ہلایا۔ جیک کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ حیرت سے میتھریو کی طرف دیکھنے لگا۔ میتھریو نے جلدی سے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر بہت ہی مدھم سرگوشی کی۔ "تمہارے پاس ریوالور ہے؟"

جیک نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اب بھی حیرت کے آثار تھے۔

میتھریو اس ناکامی پر جھلا گیا تھا۔ وہ مایوسی کے عالم میں اپنے ہاتھ ملتا ہوا دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ اس منزل پر اس کے اور جیک کے علاوہ کوئی نہیں ہے اس لیے اب ریوالور مل جانے کی توقع کرنا حماقت ہی ہو گی۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ نیچے جا کر ریوالور لا سکتا۔

جیک کو متحیر چھوڑ کر میتھریو دبے قدموں دروازے کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ کر دروازے کی لکڑی سے کان لگا دیے۔ وہ دوسری طرف کی آہٹ سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اسے خیال آگیا کہ قدموں کی مدھم چاپ اس طرح نہ سنائی دے گی۔ اس نے فوراً" گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ایک بار پھر اپنے کان فرش سے لگا دیے۔ قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی لیکن اس مرتبہ وہ قریب آنے کی بجائے دور ہوتی جا رہی تھی۔ میتھریو کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ پراسرار آدمی کمرے کے آگے سے نکل چکا ہے۔

میتھریو کھڑا ہو گیا۔ اس نے بڑی آہستگی سے دروازہ کھولا تھا۔ پھر اس نے دوسری طرف جھانکا۔ جاتے ہوئے آدمی کی پشت دکھائی دے رہی تھی لیکن اس سے داہنے ہاتھ میں دبا ہوا' ریوالور صاف دکھائی دے گیا۔

جیسے ہی وہ آدمی راہ داری کے آخری سرے پر مڑا ویسے ہی ہی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

میتھریو دروازے کو پورا کھول کر راہ داری میں نکل گیا۔ اب وہ پنجوں کے بل چلتا ہوا تیزی سے اسی سمت میں جا رہا تھا۔ جدھر اس آدمی کو جاتے ہوئے دیکھا تھا راہ داری کے موڑ پر جا کر وہ رکا اور پھر اس نے بہت ہی محتاط انداز میں دوسری طرف جھانکا تھا۔ اس آدمی نے اس کو اس کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا جس میں پروفیسر کو رکھا جاتا تھا۔

یہ آدمی کون ہے؟ اس کمرے میں کیوں گیا ہے؟ یہاں تک آیا کس طرح؟ کیا مارک اور اسمتھ اس کو نہیں دیکھ سکے تھے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس آدمی نے ان دونوں کو ٹھکانے لگا دیا ہو؟

اسی قسم کے بے شمار سوالات میتھریو کے ذہن میں گونجتے رہے۔ اسی الجھن میں اسے اس بات کا خیال بھی نہ آ سکا کہ اسے آگے بڑھ کر اس کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دینا چاہیے۔ جس میں وہ آدمی گیا تھا۔

مشکل سے چار منٹ گزرے ہوں گے کہ وہ آدمی باہر نکلتا نظر آیا۔ میتھریو جلدی سے پیچھے ہٹا اور جیک سے ٹکراتے ٹکراتے بچا جو اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا تھا۔ میتھریو نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے لیے ہوئے قریب ہی کے ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ پھر دروازہ بند کر کے جھکا اور نہایت آہستگی سے کان لگا دیے۔ ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے یہ بھی سوچتا جا رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ لیکن اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا۔ ریوالور کی عدم موجودگی نے اسے جھلاہٹ میں مبتلا کر دیا تھا اور جھلاہٹ ہی کی وجہ سے اس کی عقل خبط ہو کر رہ گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر

...نے اس آدمی کو پکڑنے کی کوشش کی تو ناکام ہی رہے گا۔ نہ صرف ...م ہی رہے گا بلکہ شاید اسے اپنی زندگی سے ہاتھ بھی دھونا پڑیں کیونکہ اس ...ی کے پاس ریوالور تھا اور ایسے موقعوں پر ریوالور کو بے دریغ استعمال کیا ...جاتا ہے۔

قدموں کی چاپ قریب آئی اور پھر دور ہوتی چلی گئی۔ میتھریو سیدھا کھڑا ہوا۔ اس نے آہستگی سے دروازہ کھول کر دوسری طرف جھانکا۔ وہ ...دی ایک بکس نما شے کو اپنے بائیں ہاتھ میں سنبھالے تیزی سے آگے بڑھتا ...چلا جا رہا تھا۔

جیک نے بھی جھانک کر اس آدمی کو دیکھا اور پھر سوالیہ انداز میں میتھریو کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم جلدی سے نیچے جاؤ۔" میتھریو نے اس سے کہا۔ "اور چیف کو ...ان حالات سے آگاہ کر دو۔ میں اس آدمی کا تعاقب کرتا ہوں۔ وہ چھت پر ...جائے گا۔ اگر مجھے موقع مل گیا تو اسے ٹھکانے لگا دوں گا۔ جاؤ جلدی کرو۔"

وہ آدمی راہ داری کے آخری سرے پر مڑ چکا تھا۔ میتھریو کمرے سے نکل کر تیزی سے اسی طرف چل پڑا۔

ذرا ہی دیر بعد وہ زینوں کے قریب کھڑا اوپر جاتے ہوئے قدموں کی آہٹ سن رہا تھا۔ جب وہ آواز بند ہو گئی تو میتھریو جلدی جلدی اوپر چڑھنے لگا۔ تیز رفتاری کے باوجود اس نے خیال رکھا تھا کہ قدموں کی آواز نہ ہونے پائے۔ چھت کے قریب پہنچ کر اس نے اپنا سر خلا سے باہر نکالا اور چاروں

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

طرف دیکھنے لگا۔ چند ہی فٹ کے فاصلے پر وہ آدمی دیوار کے اس پار اترتا نظر آیا تھا۔ جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوا میتھریو نے باقی سیڑھیاں بھی طے کیں اور تیزی سے اس جگہ پہنچ گیا جہاں وہ آدمی دوسری طرف اترتا نظر آیا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی ساری بات میتھریو کی سمجھ میں آ گئی کیونکہ اس نے ایک کنگورے میں رسی کا پھندا لگا ہوا دیکھ لیا تھا۔

بجلی کی طرح ایک خیال میتھریو کے ذہن میں کوندا اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنی جیب سے قلم تراش چاقو نکال چکا تھا۔ چاقو کھول کر وہ رسی کاٹنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اتنی اونچائی سے گرنے پر وہ آدمی اگر مرا نہیں تو کم از کم اس قابل تو نہ رہے گا کہ خود اٹھ کر وہاں سے جا سکے اور پھر نیچے پہنچ کر اسے بڑی آسانی سے پکڑا جا سکے گا۔

بن عقرب کی تقریر جاری تھی۔

عمران نے بڑی بے چینی سے پہلو بدلا۔ صفدر کو گئے ہوئے آدھا گھنٹا ہو چکا تھا۔ اس دوران میں فیاض کی نظریں بار بار عمران کی طرف اٹھی رہی تھیں۔ وہ نظریں عمران سے پوچھ رہی تھیں کہ کیا اب بن عقرب کو گرفتار کر لیا جائے لیکن عمران ابھی اس بات کی اجازت کیسے دیتا۔ ابھی تو اسے صفدر کا انتظار تھا۔

کہیں وہ پھنس تو نہیں گیا؟ عمران نے سوچا۔ کیوں نہ اب وہ خود جا کر حالات کا جائزہ لے۔

ابھی عمران اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے بارے میں

ج ہی رہا تھا کہ ایک آدمی اسٹیج پر بن عقرب کے قریب نظر آیا۔ وہ کافی
ہرایا ہوا معلوم ہو رہا تھا بن عقرب اپنی تقریر روک کر اسے غصیلی نظروں
ے دیکھنے لگا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا' اس آدمی نے ایک چھوٹا سا
چہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ بن عقرب نے پرچہ لے کر اس پر نظر ڈالی اور
سرے ہی لمحے اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

لوگ خاموشی اور بے چینی کے ساتھ اس کے بولنے کا انتظار کر رہے
تھے۔

بن عقرب نے پرچہ پڑھ کر چند لمحے کچھ سوچا اور پھر اس آدمی سے
قلم لے کر اس پرچے پر کچھ لکھا' لکھ کر اس آدمی کو دے دیا۔ اس آدمی
نے بن عقرب کی لکھی ہوئی تحریر پر نظر ڈالی اور سر ہلا کر اسٹیج کے عقب
میں بنی ہوئی سیڑھیاں اترتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

عمران کو اپنی ساری اسکیم پر پانی پھرتا نظر آنے لگا۔ اسے یقین ہو چلا
تھا کہ کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔

"میرے بچو!" بن عقرب نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔ مجھے افسوس ہے
کہ ایک ضروری کام کی وجہ سے تقریر میں خلل پڑا۔"

بن عقرب نے اب پھر پرسکون نظر آنے کی کوشش کی تھی لیکن اس
کی آواز کی خفیف سی لرزش کو عمران کے علاوہ شاید ہی کسی نے محسوس کیا
ہو۔

دفعتاً" عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے صفدر کو واپس آتے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہوئے دیکھ لیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے یہ بھی دیکھ لیا کہ بن عقرب کی نظریں بھی صفدر پر جم گئی ہیں۔ تقریر کرتے کرتے وہ ایک دم خاموش ہو گیا تھا لیکن یہ خاموشی پانچ سیکنڈ سے زیادہ کی نہ تھی۔ وہ پھر بولنے لگا لیکن اس مرتبہ اس کی آواز کی لرزش کو نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا تھا۔

اسی وقت فیاض کی نظریں عمران سے ملیں اور عمران نے اسے اشارہ کر دیا۔ فیاض تو کافی دیر سے بڑی بے چینی کے ساتھ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اسٹیج کی طرف چھلانگ لگائی۔ اس کے ساتھ ہی سادہ لباس والے بھی اٹھے۔

پھر جیسے ہی فیاض نے ریوالور نکالا' ویسے ہی بن عقرب نے بھی بڑی پھرتی کے ساتھ اپنے لبادے سے ریوالور نکال لیا تھا۔ اگر فیاض نے ایک دم اپنے آپ کو اوندھا نہ گرا دیا ہو تو بن عقرب کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کا کام تمام کر دیتی۔

دوسرے ہی لمحے گھپ اندھیرا چھا گیا۔ ساری بتیاں بیک وقت بجھ گئی تھیں۔

دفعتہ ایک تیز سیٹی کی آواز دور تک پھیل گئی۔ یہ خطرے کی سیٹی تھی جو فیاض نے بجائی تھی۔

اور پھر ایک شور مچ گیا۔ لوگ بے تحاشا اپنی کرسیوں سے کھڑے ہو ہو کر بھاگ نکلنے کی فکر کرنے لگے۔ دو آدمی عمران سے آ ٹکرائے تھے۔ عمران گرتے گرتے بچا۔

"خدا غارت کرے۔" وہ دانت پیستا ہوا غرایا اور پھر کسی قدر بلند آواز میں بولا۔ "صفدر ٹیپ ریکارڈ کی حفاظت کرنا۔"

"بے فکر رہیے" کسی طرف سے صفدر کی آواز آئی۔ اب اندھیرے میں کئی طرف سے پولیس کی سیٹیاں سنائی دینے لگی تھیں۔

اس آدمی نے اسٹیج پر آ کر بن عقرب کو جو پرچہ دیا تھا اس کی تحریر یہ تھی۔ ایک نامعلوم آدمی عمارت میں گھس آیا تھا وہ اس کمرے سے ایک ٹیپ ریکارڈ نکال کر لے گیا ہے جہاں پروفیسر افغانی کو رکھا جاتا تھا۔ میتھریو اس کے تعاقب میں ہے۔ اس کے پاس ریوالور نہیں تھا اس لیے میرا خیال ہے کہ وہ اس آدمی کو نہ روک سکے گا۔

یہ پرچہ پڑھ کر بن عقرب کا دماغ چکرا کر رہ گیا تھا۔ اس کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ٹیپ ریکارڈ اس کے لیے پھانسی کا پھندا بن جائے گا۔ اسے فورا یہ خیال آیا تھا کہ اس ٹیپ ریکارڈ میں وہ گفتگو محفوظ ہو گی جو اس نے گزشتہ دس بارہ دن میں پروفیسر افغانی سے کئی بار کی تھی۔ لیکن بن عقرب کے ذہن میں یہ بات نہ آ سکی تھی کہ وہ ٹیپ ریکارڈ اس کمرے میں پہنچا کس طرح ہو گا۔

اور پھر بن عقرب نے اس آدمی سے قلم لے کر اسی پرچے پر لکھا تھا۔

میں سوئچ کے پاس فورا پہنچو۔ جیسے ہی فائر کی آواز سنائی دے' مین سوئچ آف کر دینا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اور پھر اس آدمی کے چلے جانے کے بعد بن عقرب نے دوبارہ تقریر شروع کی تھی۔ وہ اپنے اعصاب میں کھنچاؤ سا محسوس کرنے لگا تھا لیکن تقریر کے دوران میں اس نے اس بات کی کوشش کی تھی کہ لوگ اس کی گھبراہٹ سے آگاہ نہ ہو سکیں۔ تقریر کے دوران میں اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائی تھیں اور اس کو ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہاں بیٹھے ہوئے تمام آدمی پولیس کے ہوں۔ پھر اس کی نظریں صفدر پر پڑی تھیں جس کے ہاتھ میں موجود ٹیپ ریکارڈ پر نظر پڑتے ہی بن عقرب سمجھ گیا کہ اسے شکست ہو چکی ہے۔ پھر ایک آدمی کو اسٹیج پر آتے دیکھ کر اس نے جلدی سے ریوالور نکالا تھا اور اس پر فائر جھونک دیا تھا۔

اور پھر اچانک ہر طرف تاریکی پھیل گئی تھی۔ اس تاریکی میں بن عقرب نے اسٹیج سے چھلانگ لگا دی تھی۔

اور اب وہاں ایک ہنگامہ برپا ہو چکا تھا۔ کرسیاں الٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لوگ بے تحاشہ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ باہر نکل جائیں لیکن اندھیرا انہیں ادھر ادھر بھٹکا رہا تھا۔ کبھی کبھی کوئی کوئی عورت اس کے ریلے میں دب کر چیخ پڑتی تھی اور دوسرے لوگ بھی شور مچا رہے تھے۔ پولیس کی سیٹیاں سنائی دے رہی تھیں۔

"ٹارچ.... ٹارچ جلاؤ" کوئی آدمی زور سے چیخا۔

چند لمحوں بعد ہی کئی ٹارچیں روشن ہو گئیں۔ تاریکی میں روشنی کی آڑھی ترچھی لکیریں دکھائی دینے لگیں لیکن اس وقت تک بن عقرب

عمارت میں داخل ہو چکا تھا۔ وہ ایک راہ داری میں دوڑنے لگا۔ ریوالور اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ پلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا بھاگ رہا تھا۔ وہ اوپری منزل پر پہنچا اور پھر اس نے ان زینوں کا رخ کیا جو اسے چھت کی طرف پہنچاتے۔

بے پناہ شور غل کی آوازیں بن عقرب کے کانوں میں آ رہی تھیں لیکن وہ آوازیں بہت مدھم تھیں۔

بن عقرب سیڑھیاں طے کرتا ہوا چھت پر پہنچا اور وہاں کھڑے ہوئے ہیلی کوپٹر کی طرف تیزی سے قدم بڑھائے۔ پھر اس نے ہیلی کوپٹر کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ آنکھوں کے سامنے ایک کوندا سا لپک گیا۔ اس کے سر کے پچھلے حصے پر بڑی شدید ضرب لگی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گرنے لگا۔ شاید وہ چت گرا ہوتا لیکن کسی نے اسے پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا تھا۔ وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا لیکن سر پر لگنے والی ضرب سے ان کے حواس اڑا دیے تھے، پھر بھی اس نے اتنا سوچ لیا کہ اسے بے ہوش بن جانا چاہیے۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے اپنے حواس مجتمع کرنے کا موقع مل جائے لیکن اس کا مقابل شاید بہت ہی زیادہ محتاط آدمی تھا۔ دوسرے ہی لمحے بن عقرب کی کھوپڑی پر ایک اور ضرب لگی یہ پہلی ضرب سے بھی زیادہ شدید تھی بن عقرب کو یکلخت ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا جسم ہلکا ہو کر فضا میں رک گیا ہو۔ لامحدود فضا میں جہاں ہر طرف تاریک تھی، سناٹا ہی سناٹا تھا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لیکن پھر اچانک اس سناٹے میں ایک مدھم سی گونج سنائی دینے لگی۔ یہ گونج آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس گونج نے بن عقرب کے احساسات بیدار کر دیے۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور یہ سمجھنے میں اسے دیر نہ لگی کہ وہ ہیلی کوپٹر میں پرواز کر رہا ہے۔ وہ گونج ہیلی کوپٹر ہی کی پیدا کردہ تھی۔ بن عقرب نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھ پیر ڈوریوں سے بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ گٹھری بنا ہوا پائلٹ کے برابر والی سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔ اسے یاد آگیا کہ وہ سر پر دوسری ضرب لگتے ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔

جلد ہی مین سوئچ تلاش کر لیا گیا اور روشنی کر دی گئی۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہاں زلزلہ آگیا ہو۔ ساری کرسیاں الٹی پڑی تھیں۔ بہتری ٹوٹ بھی گئی تھیں۔ بھاگ دوڑ میں لوگوں کے کپڑے پھٹ گئے تھے۔ بہت سوں کے چوٹیں آئی تھیں۔

اور بن عقرب غائب تھا۔

فیاض بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دوڑنے لگا۔

عمران نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ صفدر ٹیپ ریکارڈ لے کر اسٹیج پر جا پڑا تھا تاکہ لوگوں کے ریلے میں ٹیپ ریکارڈ ٹوٹ نہ جائے۔ اسٹیج کے قریب ہی پروفیسر افغانی حواس باختہ سا کھڑا ہوا تھا۔ کالے لباس والے بن عقرب کے آدمی اب بھی وہاں موجود تھے۔ یا تو انھیں بھاگنے کا موقع نہیں ملا تھا اور یا پھر وہ اتنا گھبرا گئے تھے کہ ان کی سمجھ ہی میں نہ آسکا تھا کہ

ھیں کیا کرنا چاہیے۔

عمران نے صفدر کے ہاتھ سے ٹیپ ریکارڈ لے کر فیاض کو دے دیا۔

اسے سنبھالو۔ یہ بن عقرب کے خلاف ایک اہم ثبوت ہے اور وہ داڑھی والا پروفیسر افغانی ہے۔ اسے حفاظت میں لے لو۔ تیسری بات یہ کہ یہاں جتنے بھی کالے لباس والے ہیں، انھیں گرفتار کر لو۔ وہ سب بن عقرب کے ساتھی ہیں اور میں اب چلتا ہوں۔"

لیکن.... بن عقرب کہاں گیا؟" فیاض نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں کیا جانوں۔" عمران نے منہ بنایا۔ "اگر تمہارے اتنے آدمیوں کی موجودگی میں بھی وہ نکل بھاگا تو اس میں میرا کیا قصور۔"

○☆○

دوسرے دن سیکرٹ سروس کے تمام ممبران دانش منزل کے ایک بڑے کمرے میں جمع تھے۔ وہ ایک لمبی میز کے گرد بچھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ میز کے آخری سرے پر ایک کسی قدر اونچی کرسی پر بلیک زیرو بیٹھا ہوا تھا جسے عمران کے علاوہ سب ہی یکٹو سمجھ رہے تھے وہ سر سے پیر تک سیاہ لباس میں تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن سے اس کی چمکیلی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔

"دراصل۔" بلیک زیرو ایکس ٹو کی سی آواز میں کہہ رہا تھا۔ "پروفیسر افغانی کو اغوا کرنے سے ان کے دو مقصد تھے۔ پہلا یہ کہ ہمارا ملک ایٹم بم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بنانے کی جو تیاریاں کر رہا تھا' وہ ادھوری رہ جائیں اور ہمیں پھر نئے سرے سے کام شروع کرنا پڑے۔ دوسرا سب سے اہم مقصد یہ تھا کہ افغانی کو وہ اپنے ساتھ ملا لیں لیکن بہرحال ان کو اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہو سکی۔ کل رات پروگرام کے مطابق بن عقرب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے ہیلی کوپٹر کے ذریعے فرار ہونے کی کوشش کی تھی لیکن میں اس وقت چھت ہی پر موجود تھا۔ میں نے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور اسے ہیلی کوپٹر میں ڈال کر وہاں سے لے آیا۔ آج صبح اسے پولیس کو ہینڈاوور کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیگم ضیائی کو بھی پولیس کی تحویل میں دیا جا چکا ہے۔ کل رات بے شمار گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ اس عمارت سے کچھ اسے کاغذات بھی مل گئے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اس جماعت کو تشکیل کرنے میں بی' آئی' آر کا ہاتھ تھا۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں' اس جماعت کو تشکیل دینے کا مقصد ملک میں انقلاب لانا تھا۔ بن عقرب کی جادوبیانی اور گریک ایسڈ کا اثر لوگوں کو اس کا مطیع بنا رہا تھا۔ ایک وقت آتا جب ملک کے طول و عرب میں اس جماعت کے حامیوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی۔ عوام اس جماعت کے ساتھ ہوتے اور پھر بن عقرب کے ایک اشارے پر موجودہ حکومت کے خلاف ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا۔ عوامی بغاوت بہت کم ناکام ہوتی ہے۔ بی' آئی' آر والے یہی چاہتے تھے کہ بغاوت کامیاب ہو جائے اور پھر بی' آئی' آر والوں کی مرضی کے مطابق شوکت اور پرنس کمباڈیا جیسے خود غرض لوگوں کی پارٹی کو

برسراقتدار لایا جا سکے۔ ظاہر ہے کہ ایسی پارٹیوں کی سربراہی میں ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا تھا۔ ہماری موجودہ قیادت نے ملک کو جس قدر استحکام بخشا ہے' اتنا استحکام پہلے کی برسراقتدار پارٹیوں کی بدولت نہیں ہو سکا تھا اور یہی چیز بی' آئی' آر والوں کی آنکھوں میں کھٹک رہی تھی۔ اسی لیے انھوں نے انقلاب کی تیاریاں کی تھیں کیونکہ وہ دنیا کے کسی ملک کو ترقی یافتہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ انھوں نے پہلی مرتبہ ہمارے ملک کو اپنا نشانہ بنانے کی ایک خوفناک سازش کی تھی لیکن وہ ناکام رہے مگر ان کی اس ناکامی سے یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیے کہ بی' آئی' آر کا خطرہ ہمیشہ کے لیے ٹل گیا۔ وہ پھر کوشش کریں گے مجھے اس کا یقین ہے اس لیے ہمیں کسی وقت بھی غافل نہیں رہنا ہو گا۔ ہم ہر لحظ چوکنا رہیں گے تاکہ بی' آئی' آر ہمارے وطن کے استحکام اور خوشحالی کی راہ کا کانٹا نہ بن سکے۔"

بلیک زیرو چپ ہو گیا۔ سب کی نظریں اس کی طرف تھیں' لیکن عمران سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کو بلیک زیرو کی باتوں سے کوئی دل چسپی نہ ہو۔

چند لمحے کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔ "اب اگر تم لوگوں میں سے کسی کے ذہن میں کوئی سوال ہو تو مجھ سے اس کا جواب معلوم کر سکتا ہے۔"

"جناب!" صفدر ایک دم بولا۔ "پروفیسر افغانی کا اغوا کیوں کر ہو سکا تھا؟ اخبارات میں جو خبریں آئیں' ان سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا کہ پروفیسر کو

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سمندر میں غرق کر دیا گیا ہو گا۔"

"نہیں۔ ایسا نہیں ہوا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اسے عمران سے اس کے بارے میں تفصیل معلوم ہو چکی تھی لہٰذا اس نے تمام واقعہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو بتا دیا اور پھر کہا۔ "آخر میں تم کو تمہاری نئی زندگی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

"نئی زندگی؟" بلیک زیرو نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "اگر کل رات میں چھت پر نہ ہوتا تو شاید تم کسی اسپتال میں پڑے ہوتے۔"

"وہ کیسے جناب" صفدر کے لہجے میں اب بھی تحیر تھا۔

باقی لوگ بھی سوالیہ انداز میں بلیک زیرو کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"کل رات۔" بلیک زیرو نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "جب تم وہ ٹیپ ریکارڈ لے کر واپس چھت پر پہنچے تھے' ایک آدمی تمہارا تعاقب کر رہا تھا۔ جب تم رسی سے نیچے اترنے لگے تو اس آدمی نے اپنی جیب سے چاقو نکال کر رسی کا پھندا کاٹنا شروع کر دیا۔ اب تم خود ہی سوچو کہ اگر وہ رسی کاٹ دینے میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو اس وقت تم کہاں ہوتے۔"

"اوہ!" صفدر کو اس تصور سے جھرجھری آ گئی کہ اگر وہ اتنی بلندی سے نیچے گرا ہوتا تو اس کی ہڈی پسلیاں ایک ہو جاتیں یا چار۔

بلیک زیرو بولا۔ "میں نے ریوالور کا دستہ کھوپڑی پر مار کر اس آدمی کو بے ہوش کر دیا تھا۔"

"تو جناب!" صفدر نے کہا۔ "وہ رسی آپ ہی نے وہاں لٹکائی تھی؟"

"ظاہر ہے اور کون لٹکاتا؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"اور یہ بات عمران کو معلوم تھی۔ میں بھی اسی رسی کے سہارے ت پر پہنچا تھا اور وہاں ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھ رہا تھا۔ پھر جب تم رت میں داخل ہوئے تو میں تمہارے تعاقب میں تھا کہ اگر تم کسی طرے سے دو چار ہو جاؤ تو میں تمہاری مدد کر سکوں۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ جو آدمی تمہارے پیچھے لگ گیا تھا' اس کے پاس ریوالور وغیرہ نہیں تھا۔" بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔ "اور کوئی بات معلوم کرنا ہے؟"

چند لمحے خاموشی رہی' پھر صفدر نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں جناب اب ہمیں کچھ نہیں معلوم کرنا۔"

"بس تو پھر اب میں اس نشست کے برخاست ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے تھے بلیک زیرو نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن چلتے چلتے میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔"

"فرمایئے!" جولیا نے تھوک نگل کر کہا۔

"تم بتا سکتی ہو کہ اس وقت میں تم لوگوں کے درمیان کیوں ہوں؟"

"نہیں جناب!" جولیا کے لہجے میں ہلکا سا تحیر تھا کیونکہ وہ اس سوال کا مقصد نہیں سمجھ سکتی تھی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جاؤ گی۔"

بلیک زیرو خاموش ہو گیا اور وہ سب لوگ اسے سلام کر کے کمرے سے باہر آ گئے۔

"سمجھ گئیں تم" عمران نے دانش منزل سے باہر نکلتے ہی جولیا سے کہا۔ "اب اگر تم نے مجھے ایکس ٹو سمجھا تو نقصان اٹھاؤ گی"۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ سر جھکائے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی۔

○☆○

عمران جب اپنے فلیٹ واپس پہنچا تو فیاض وہاں بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی منہ بنا کر بولا۔ "ایک گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ کہاں مر گئے تھے۔"

"ابھی میرا مرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے سوپر فیاض۔ میری خواہش ہے کہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے مٹی دوں اور میری یہ خواہش ضرور پوری ہو گی لیکن تم اس وقت میرا انتظام کیوں کر رہے تھے؟

"میں نے تقریر گاہ کی مٹی کا تجزیہ کرا لیا ہے۔ وہاں گریک ایسڈ چھڑکا گیا تھا۔"

"مجھے بڑی حد تک یقین تھا۔"

"لیکن تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا؟"

"پہلے یہ لوگ پھول تقسیم کیا کرتے تھے جن پر گریک ایسڈ چھڑکا

"تو سنو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ عمران ...ڑا ہوا ہے اور میں یہاں کھڑا ہوا ہوں۔"

"ہم.... میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی جناب!"

"مطلب یہ کہ ہم دونوں الگ الگ وجود رکھتے ہیں۔ عمران' عمران ... اور ایکس ٹو ایکس ٹو ہے۔ میں اسے اول درجے کا احمق کہوں گا جو ...ن کو ایکس ٹو سمجھے گا۔ عمران نے مجھے بتایا تھا کہ تم اسے ایکس ٹو سمجھتی ... پچھلے دنوں جب تم لوگ رونمین کے سلسلے میں جنوبی امریکہ گئے تھے ...ں تم نے عمران سے اس بات کا اقرار کرانے کی کوشش بھی کی تھی کہ وہ ...س ٹو ہے۔ میں تم کو خبردار کرتا ہوں کہ اس لغو خیال کو اپنے ذہن سے ... پھینکو۔ میں جانتا ہوں کہ تم سب لوگ مجھے دیکھنے کے خواہش مند ہو ...ن تمہاری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہو سکے گی۔ یہ اور بات ہے کہ سب ... مجھے دیکھا ہے لیکن یہ بات تمہارے علم میں کبھی نہ آ سکے گی کہ جسے تم ...ے دیکھا ہے وہی تمہارا افسر ایکس ٹو ہے۔ تم لوگ اکثر سوچتے ہو گے کہ ...ں اپنی شخصیت کو تم لوگوں کے سامنے نہیں لاتا۔ آج میں تم کو اس کا ...ب دوں گا۔ اس کا واحد سبب یہ ہے کہ اگر میں تم لوگوں کے سامنے آ ...یا تو میرے لیے خطرات پیدا ہو جائیں گے۔ وہ خطرات کس قسم کے ہوں ...؟ میں اس کا جواب نہیں دینا چاہتا۔ بس اب تم لوگ جا سکتے ہو۔ جولیا ...ں تم کو ایک بار پھر خبردار کرتا ہوں۔ مجھے دیکھنے کی خواہش کو اور اس خیال ...اپنے ذہن سے نکال پھینکو کہ عمران ایکس ٹو ہے ورنہ تم کبھی نقصان اٹھا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہوتا تھا۔ اس مرتبہ انھوں نے یہ دوسرا طریقہ استعمال کیا۔ میں نے گریک ایسڈ کی بو چاروں طرف سے آتی محسوس کی تھی' اس لیے مجھے شبہ ہوا کہ گریک ایسڈ زمین پر چھڑکا گیا ہے اسی لیے میں تم سے کہہ آیا تھا کہ وہاں کی مٹی کا کیمیائی تجزیہ ضرور کروا دینا۔ بہرحال میرا خیال ٹھیک ہی ثابت ہوا اور اب گریک ایسڈ کا یہ استعمال بھی بن عقرب کے خلاف ایک ثبوت ہو گا۔" عمران نے کہا اور پھر ایک لمحے کے توقف سے بولا۔ "اب تم اپنا وعدہ پورا کرو۔"

"کیسا وعدہ!"

"تم نے کہا تھا کہ اس کیس کے اختتام پر تم مجھے اس بات پورا پورا موقع دو گے کہ میں تم سے اپنے دل کی باتیں کر سکوں۔" عمران نے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"یعنی اب تم اوندھی بکواس کر کے میرا دماغ خالی کرو گے؟" فیاض منہ بنا کر بولا۔

"اب تم کچھ بھی کہو لیکن تمہیں اپنا وعدہ نبھانا پڑے گا۔"

"میں کیوں نبھاؤں وعدہ جبکہ بن عقرب کو سیکرٹ سروس والے اٹھا لے گئے۔"

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ تم نے ایسے انتظامات کیوں نہیں کیے کہ بن عقرب بھاگ ہی نہ سکتا"۔

"فضول بکواس نہ کرو۔ اچھا میں چلتا ہوں۔"

"ارے میرے دل کی باتیں...." عمران نے ہانک لگائی۔

"جہنم میں گئیں تمہارے دل کی باتیں۔" فیاض کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"فیاض.... فیاض" عمران چیخا۔ "خدا کے لیے میرے دل کی باتیں سن لو ورنہ میدان حشر میں تمہارا ہاتھ ہو گا اور میرا نمکدان.... نن.... میرا ہاتھ اور تمہارا نمکدان۔ لاحول والا.... پھر غلط بول گیا۔ کیا کہتے ہیں اسے.... پاندان.... اے بتاتے جاؤ نا یار.... اتنا تو بتائے جاؤ.... اہا.... یاد آ گیا.... گریبان۔ گریبان.... میرا ہاتھ ہو گا اور تمہارا گریبان اور میں اسے پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ تمہیں دوسری قمیض سلوانا پڑے گی۔ فیاض.... فیاض.... سنو...."

عمران بکتا ہی رہ گیا لیکن فیاض کبھی کا باہر جا چکا تھا۔

○☆○

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem